

شہنشاہ نامہ اسلام

عیش بدایونی

هو الله

مغازی رسول

۵۲ هجری ۱۳

معروف

رشته احمد مرشد به صدر بحسب حدیث

شہنشاہ نامہ اسلام

من تصنیف جناب لوی مجتہد الدین احمد صاحب عیش بدایونی آل رسولی
از ارشد تلامذہ امیر الشعر حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

بہتمام
خان صاحب قاضی محمد لطافت حسین ہاشمی پرنٹر
در مطبع ہاشمی پرنس بدایون طبع گریدہ

دکانت منزل حسین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْفَدْرِ حَسَنَةً وَجَمَالاً

کہ شور و عطش رفتہ تر محلہا بہ محلہا
 فقیر بیکرہ ہوں میں خدا کرنا و ساقی
 یہ دنیا جو یہ میخانہ ہو یہ بادہ ہو اور تو ہو
 تجھے وہ نیشہ زد کو وہ مینا دی وہ ساغر و
 مرا ساغر اگر بھرنا تو خم کو قبلہ رو کر کے
 تری خیرات کی ہو یا خدا کے نام کی ساقی
 جے پھر رنگ تیری پاس میناؤ گلابی ہو
 کہ گر کر پاؤں پر تیرے اٹھالوں ہاتھ دنیا سے
 پلانے والا ایسا ہو تو پینے والا ایسا ہو

آلایا ایتھا السانی در کسائی و ایتھا
 خدا رکھے ترا میخانہ کوئی جام و ساقی
 چھلکتا آج میرے ہاتھ میں اک جام خوشبو ہو
 جو میرے ہوش لڑائے ست کر دی خیر کر و
 خیال تنہا ہی ساقی پیو گھاس و وضو کر کے
 نہیں کچھ خیر ہیں جو وہ کس کام کی ساقی
 لئے ہو ہاتھ میں جام زمر و جو شرابی ہو
 مجھے آج ایسا بخو و کر شراب روح افزا
 جہاں میں مجھ کو نہج کو دیکھ کر یہ شور برپا ہو

دعائیں کرتے تھے خوش تیرا می آ شام ہو جائے
 وہ می ہو جو مری بہارنی غم کو شفا بخشے
 وہ می دے آرزو رکھیں ہمیں اور ولی حبیبی
 وہ می جو یادہ کسبم سے اونچی ہے پائے ہیں
 وہ می جو گلشن جنت کے ماموروں کے پہنچے ہو
 وہ می جو عرش سے بھی گئی تظہیر و ابوں کو
 وہ می دے جو جواں جھکو بنا دے عہد پیری میں
 بچھے جس کے پیاس اور دیریری سرگرائی ہو
 مرے پینے کو سانی آج تو ایسی شراب آئے
 ارادہ میرا ای سانی آج اس کے پینے کا
 تمنا ہے مری دل میں خیرت بھی بانی ہو
 نہالوں میں زیادہ ایسی ہوا در بے حساب
 پریشان خاطر و آزدہ و بیکار کیوں ہوتا

جو بیٹھے صبح سے پینے کو سانی شام ہو جائے
 وہ می جو سرور و منصور نے پی تھی خدائے بخشے
 وہ می دے نوح کڑیٹان میں کشتی چلی حبیبی
 وہ می ہر باغ جنت جسکے مینانے کو ساکبیں
 وہ می رضواں جسے لایا ہو جو حوروں کے پہنچے ہو
 وہ می درکار ہر ملتی ہے جو تقدیر والوں کو
 وہ می دے باوشاہی یہ کر دے جس تقیری میں
 جو ایسی ہو کہ کی کی ہو اور پانی کا پانی ہو
 کہ میرے سامنے پھر حالت عہد شباب آئے
 ہر جہیں لطف مرزا کا مزہ جہیں ہی جینے کا
 کہ می بعد اویں ہو اور مارہر کا سانی ہو
 بھگو دے مجھ کو کشتی سے اٹھے موج شراب ایسی
 پرانا تھا ترا میخو ابر پھر میں خواہ کیوں ہوتا

بس جاتا ہوں ساقی غیبی فی آبِ حیات کے
مجھے حالِ ولادت اب شہہ والا کا لکھنا ہی

تو خوش تو ہو مرغوبِ پی فی آبِ حیات کے
دستِ رکامِ بیکر سامنے اور وقت تھوڑا ہی

حالِ ولادت

یہ ذکر پاک آیا ہی روایات صحیحہ میں
کیا تو نبی پیرا بنائے حضرت آدم
نکل کر پردہ خلوت سے آیا بزمِ کثرت میں
پھر ان دونوں کو حبت سے سرفراز بنایا
تو ان سے سلسلہ اولاد کا فرما دیا جاری
کہ صبحِ شام ہوں دولٹ کیا اور دوپہر پیدا
کہ آئے شام والوں کے نکاحوں میں سحر والے
انھیں پیغمبری بخشی گئی درگاہِ مولا سے
کہ پشتِ شمعیت میں آدم سے وہ نور میں آیا

یہاں ان مضامین کا احادیث شریفین
ہوئی اللہ کو منظور حبیب پر الیش عالم
علامہ نور آدم کو اور آدم آئے حبت میں
وہیں پھر پہلوی آدم سے حوا کی گئیں پیدا
یہ چاہا پھر کہ ہو آبادی دنیا کی تیساری
کیا قرت سے اپنی انہیں پھر یہ بھی اثر پیدا
ہوئی اولاد کی کثرت بڑھی پھر ان کے گھروالے
ہوئے پیراجنب شمعیت نہما بطن حوا سے
قرباب اور بھی وقتِ ظہور شاہ دیں آیا

نکل کر ان سے بطن ہاجرہ میں جلوہ فرمایا
 دیا خالق نے آئینل سا نور نظر ان کو
 دکھا نشان حق تا پشت عبد المطلب آیا
 بڑے نامی بڑے حاکم ہوئے اپنے زمانے کی
 پھر اس کے بطن آمنہ میں جلوہ فرمایا
 ہو اکبر اور ہی چلنے لگی پھر تو زمانے میں
 نبی کے خیر مقدم کے لئے دو ر سجدہ آیا
 بخیریت بیس اوہیں کی باڑھیں آئی

وہاں سے چلے براہیم تک نور پاک آیا
 ہوئیں وہ شا دو خرم چاند سا بختا پر لکھو
 مٹا تا رسم عیساں کاری وہو و حب آیا
 ہوئے چرچے جہاں میں کرام اور گھرانے کے
 وہ نور انس پھر ان کے بیٹے عبد اللہ میں آیا
 ہوئی یکلخت تیری جہاں کا رخائیں
 پرانے قاعدہ مٹنے لگے عہد جدید آیا
 غرض تابا رخ تشریف آوری شاہ دی آئی

بہار

بہار آئی بہار آئی بہار آئی بہار آئی
 بد لکر بھیس گویا رحمت پروردگار آئی
 با لفاظ و گرجنت اتر آئی تھی دنیا میں

جہاں کے گوشے گوشے میں صبا جا کر پکار آئی
 بہار آئی زمانہ بھر میں اور ایسی بہار آئی
 بہار تازہ کی کیا جلوہ فرمائی تھی دنیا میں

عکس اپنے ٹہرنے کی چوٹاؤں پر نہ پاتے تھے
 کہیں تہمتیں شایعیں اور کہیں شمشاد اکڑاتی تھیں
 رہا ہر سر شجر کے دوش پر شبنم کی آبی تھی
 کہوں کیا رنگِ رحمت نے عجیب نقشہ چھایا تھا
 جاہِ جبریاؤ اور ہر ہر وقت لطفِ تازہ حاصل تھا
 ہیول غش چہ وہ حالت نسیم روح پرور کی
 نہ تھا کچھ دور اس آب و ہوا کے دو بیہوش
 چمک بھی نہر کے آبِ مصفا کی روانی میں
 ہوا تھا حکمِ جاری نور سے معمور ہو جائے
 طریقے و لفظی کے بہ صورت نکلتے تھے
 مصفا و سطح تھے چمک بھی بولِ پندی تھی
 اچھلنے کیلئے پانی نے بنیادیں ڈالیں تھیں
 ہجومِ گل سے راہیں بن گئیں بالکل کلنوں کی

ہنسی کی ماری گلِ فرشتہ بین کو جاتے تھے
 تبسم کرتے تھے غنچے تو مونہ کی پھول جھڑتے تھے
 زمیں گلزار کی پھولوں کے پر تو سے گلانی تھی
 چمن میں جو شجر تھا ابرِ رحمت اسکا سا تھا
 کہیں کو کھٹی قحری کی کہیں شورِ غدا دل تھا
 ہوا کی موجیں ایسی جیسے موجیں نہر کو نر کی
 اگر سبزہ جم اٹھتا گنبدِ خضرائے گردوں میں
 کھڑے تھے سرو شکی پر نظر آتے تھے پانی میں
 چمن کا پتہ پتہ برگِ نخل طور ہو جائے
 نسیم صبح کے جھونکے ذہن بن بنکے چلتے تھے
 چمن کے تختے تختے میں غرض آئینہ بنی تھی
 کہ فواروں میں آنیکے لئے راہیں کالیں تھیں
 جگہ ذروں کو بھی ملتی تھی پہلو بدلنے کی

بہارِ لالہ و گل بھی تماشا سائماں تھا
حقیقت میں حالت تھی بقول حضرتِ محسن
ابہ نکاحِ اس قی رہے پھونکی چادر
جو آجاتے تو انکارے جن میں پھل ہو جاتے

جو تھا وہ باغ میں ہونی کو حاضر تہ تھا
بہارِ باغ کی کوئی صفت لکھے یہ کیا
بہارِ آئی ہر شب بکروں بارِ خلد و کوثر میں
مراجہ سرو بادِ صبح میں قبول ہو جاتے

صبح

تو یہ کہئے ستارہ صبح کی قسمت کا چرکا تھا
اگر ہر دیکھنا تو آمنہ بی بی کا گھر دیکھو
بھلا تعریف ہو سکتی ہے کیا اس صبحِ زیبائی
کہ چوٹی ہمارے کھل گئی تھی کوئی اور جنت سے
زمین پاک تھی مکے کی یا وادیِ امین تھا
سحر کیوں کہو اس کو نورِ جانِ قاریاں کہئے
سحر تھی یا کوئی لوحِ بیاض نورِ ایماں تھی

جو وقت صبح ہونی کو ظہورِ شاہ والا تھا
دہرا ہے اہیں کیا کیوں جلوہ نو سحر دیکھو
یہ ہے صبحِ ولادت بادشاہِ دین و دنیا کی
کیا تھا اس سحر نے پاک پچھا شب کی ظلمت سے
ستارہ صبح کا تھا یا خرا کا نور روشن تھا
سحر کیوں کہئے اس کو چرخ کی روح رواں کہئے
لامک کی بھی اسکی روشنی سے عقل حیراں تھی

سحر تھی یہ کوئی یارِ شہنی انوارِ قدرت کی
 نہ ایسی روشنی بارِ وگر پھر جلوہ گر ہوگی
 ہوئی تھی یوں جدا یہ صبحِ نوبت کی سیاہی
 ضیاءِ صبحِ صادق یہ خبر آکر سناتی ہو
 درِ اقدس پر ان کو ٹوٹ کر سارا جہاں آیا
 کوئی طاعات میں شغل کوئی مدحِ زبانی ہیں
 پتہ اس بھی انکی ہیبت آمد کا ملتا تھا
 تھیں یوں حاضر کہ حاصل ہو سادۂ انکی محبت
 فلک و لوگ ہر کالے برابر آئے جاتے تھے
 قدمِ شاہِ والا سے زمینِ شرمائی جاتی تھی
 نو بد آمدِ حرمِ رسالت دینے پھرتے تھے
 خلیل اللہ نے جنکو بلایا تھا وہ آتے ہیں
 آواہیں چرخ کی کیسی زیریں کی کیا فضا ہیں

بڑھی تھی پیشوائی کے لئے مہر رسالت کی
 ہوئی تھی اور نہ ایسی تاقیامت پھر سحر ہوگی
 لکل آئے تھے یوں صبا جیسے بطنِ ماہی سی
 خبر دار ہے اری مخبرِ صادق کی آتی ہو
 مبارک ہو کہ وقتِ دورہ امن و اماں آیا
 فلکِ مصروف سہی رہیں ملکِ تسبیحِ خوانی ہیں
 گرے تھے لنگرے اسکے نکاں کسر کا ہلتا تھا
 بھرتھا آمنہ بی بی کا گھر حور و ستِ جنت کی
 مگر نما جو م کا رتھا گھبرائے جاتے تھے
 مگر حیرت کھتی تھی چرخ کو اتالی جاتی تھی
 طہور باغِ آپس میں بشارت دینے پھرتے تھے
 جنہیں عیسیٰ نے آتے ہی بتایا تھا وہ آتے ہیں
 اُدھر تھا نور کا ٹرکا اُدھر ٹھہری ہوئیں تھیں

جھکا جاتا تھا پیر چرخ تار و ٹوڑ پڑتے تھے
خوشی کے جشن میں سارے کوساں ٹوڑ پڑتے تھے
کہیں رضواں کہیں غلاماں کہیں جبریل حاضر تھے
در دولت سر پر بے بصر تجھیل حاضر تھے

قیام

یہاں سب مکمل ہو چکے تو شاہ و پنا آئے
ہو کر دنیا میں وہ شاہنشاہ عرش آتیا پیرا
نہایتوں کے آقا بیکسوں کے دستگیر آئے
مردو کا ضعیفان صبا خلق عظیم آئے
جہاں ہے جن کا شیرا وہ جمیل اور وہیں آئے
خدا کے خاص اور خاص الخواص انبیا آئے
اداکار اہل بزم اٹھ کر کرور میں غلاموں کی
اٹھو عظیم کو محبوب رب العالمین آئے
ہو کر بین جنگی خاطر سے زمین و آسمان پیرا
رؤف آئے رحیم آئے بشیر آئے نذیر آئے
غنی آئے سخی آئے جواد آئے کریم آئے
مچی تھی دھوم فخر اولیں و آخریں آئے
مبارک ہو مبارک ہو محمد مصطفیٰ آئے
ابھیں بڑھ بڑھ کر نہریں دو درو و دو کی سلام

سلام

سلام اے سید علی سلام اے سرور عالم
سلام اے اکرم واجد سلام اے افضل اعظم

سلام اے حامی ملت سلام اے ماحی ہمت
 سلام اے دافع رنج و بلا اے شافع محشر
 سلام اے آمنہ کے نور چشم اے ابن عبد اللہ
 سلام اے مگرہوں کے رہنما و ہادی و رہبر
 سلام اے منظر نور خدا اے حامل قرآن
 سلام اے منبع جو دو کرم اے مصدر احسان
 سلام اے آف و آگاہ اسرار خدا وانی
 بنجوم و مہر و متہام ہیں تجاب چرخ اخضر
 سنا جب حال پیدائش تو آئے و طرز و ادا
 خراج آمنہ کو پوچھ کر بیٹھے قرینے سے

سلام اصحاب رفعت سلام اے آیہ رحمت
 سلام اے قبلہ دنیا و دین اے حق کے پیغمبر
 سلام اے بطحی نوبتہ سلام اے ہاشمی دولہ
 سلام اے مالک جنت سلام اے سانی کوثر
 سلام اے کعبہ دنیا و دین اے قبلہ ایمان
 سلام اے مخزن لطف و عنایت اے شہ فیضان
 سلام اے عاشق بے مثل اے محبوب لاشانی
 سلام حق ہو تم پر اور تمہاری آل اطہر پر
 محمد نام عبد المطلب نے آپ کا رکھا
 ہوئے خوش اور پوتے کو لگا بپا پڑی سے

رضاعت

پڑایا آمنہ نے تین دن تک دو وہ حضرت
 نو مینہ کو ملا پھر یہ شرف وہ امین حاتم کو

وہ بہر پرورش حضرت کو اپنی ساتھ لے
 لکھا کہ ان کے گھر دو لڑکیاں تھیں دو پسران کے
 ہمیشہ ہر گھڑی ہمراہ رہتے تھے یہ الفت تھی
 وہ اپنے ان رضاعی بھائی کی عاشق تھیں بہت
 چرانے بکریوں کو بھائیوں کے ساتھ جاتے تھے
 سنائیں آمنہ کو سب وہ گزریں تھیں کچھ باتیں

علیمہ بعد اسکے چلکے اپنے گاؤں میں
 رہے چھ سال تاکہ شاہ علیجاہ گھر آئے
 سنا کہ اس قدر چاروں کو حضرت سے محبت تھی
 لکھا کہ یہ بھی دختر اکعلیمہ کی جو تمبا تھیں
 شہ کو نہیں بھی ہر وقت ہاتھ اکاٹھانے لگی
 غرض چھ سال کے بعد آپ لائیں انکو مگر

وفات آمنہ

پلٹی تھیں کہ ابو ابی پیام موت اُنھیں آیا
 کہ حضرت اس سفر میں ساتھ تھے اور وقت سالہ تھے
 کہ ہر اسی شہ میں ایک کنیز کُ ام امین تھیں
 تو عبدالمطلب کے پاس بہر تربیت آئے

مدینے کا سفر پھر آمنہ بی بی نے فرمایا
 خدا کے حبیب کی باتوں کو نہ کوئی کیا جائے
 وہیں فن انکو کر کے گھر کو یا و شاہ دیں
 جابجے گھر تھی کے مراتب سب برت آئے

وفات عبدالمطلب

یہاں آئے ہوئے دو سال کی پندرہ گزری تھی
 کہ حلت ہو گئی دنیا سے عبدالمطلب کی بھی
 جو داد کا بھی اُس فرق ہمایوں سے اٹھا پایا
 ابو طالب حقیقی تھے چچا شاہ دو عالم کے
 رہے گا حشر تک کہ جس کا ایسی خدمت کی
 گئے جب سال بست و پنج عمر پاک حضرت سے
 وہ رشتہ دار تھیں حضرت کی گویا پھیلی
 کیا وہاں تھیں زوجیت مسعود احمد میں
 رہے ساتھ ان کے باعیش و سرست آپ بات
 کہ حلت ہو گئی دنیا سے عبدالمطلب کی بھی
 تو دامان ابو طالب میں وہ دُرِ قیم آیا
 ابو طالب حقیقی تھے چچا شاہ دو عالم کے
 ٹک سکتا تھا کوئی وہ حفاظت اور حمایت کی
 ہوئے اس عمر میں سُر خدیجہ کی رفاقت سے
 چہل سالہ تھیں بیوہ تھیں کئی اولاد والی تھیں
 ہو اعتقد نکاح پاک اک تارینج اسعد میں
 کہ گزرے پندرہ سال اور چہل سالہ ہو حضرت

بعثت

وہ وقت آیا کہ اُن کے ساتھ تائید الہی ہو
 وہ وقت آیا کہ اب دنیا میں نئی بادشاہی ہو

وہ وقت آیا کہ چمکے نور حق ازل اندھیرا ہو
 وہ وقت آیا کہ جہل و معصیت کا نور ہو جائے
 وہ وقت آیا کہ بحر رحمتِ اسلام جاری ہو
 وہ وقت آیا کہ فرشتہ خاک پر روح الایمن آئیں
 وہ وقت آیا کہ قتل و معصیت مسدود ہو جائے
 وہ وقت آیا کہ مومنہ رنگ سیکاری کا کالا ہو
 وہ وقت آیا کہ چمکے نور مہر چرخ وینداری
 وہ وقت آیا کہ بحیرہ اذال کا شور برپا ہو
 وہ وقت آیا کہ رنگ کہنہ اہل جہاں بدلے
 وہ وقت آہی گیا سو زین سدا نشین آئے
 سبق اگر پڑھایا آپ کو اقرل سے تالیعالم
 انہیں حالات میں اٹھ کر شد جن و شیر آئے
 وہاں گزری تھی جو حالت خدیجہ کو سنا تھے

شب کفر و لفاق و شرک بدعت کلبو برابو
 وہ وقت آیا کہ دنیا نور سے معمور ہو جائے
 وہ وقت آیا کہ عالم میں خدا کا نام جاری ہو
 وہ وقت آیا کہ راہ راست پر اہل میں آئیں
 رہا خواری کی رسم بائیں بے سود ہو جائے
 وہ وقت آیا کہ نور قدس کا گھر اُجالا ہو
 وہ وقت آیا کہ ہونو خ آئیں گنہکاری
 وہ وقت آیا کہ دین مصطفیٰ ہو اور دنیا ہو
 وہ وقت آیا کہ قانون زمین و آسمان بدلے
 حرامیں لیکے پیغام خدا روح الایمن آئے
 ہو اخوف الہی کچھ نبی کو کچھ ہوئے خورم
 ہو جبریل رخصت اور یمیر اپنے گھر آئے
 بدن لرزاں تھا موتہ بن ملوئی کہتے جلتے تھے

جناب زوہرہ عالی گھر کمل اٹھا لائیں
 یہ بولیں مہرباں ہی آپ پر وہ تادیر بچوں
 گئیں پھر شہ کو لیکر پاس ورفہ ابن نوفل کے
 وہ یوں گویا ہو حضرت کی یہ حالتیں سکر
 جو کچھ نازل ہوا ہی یہ نبوت کی نشانی ہے
 وہاں سے اٹھکے محبوب الہی اپنے گھر آئے
 علی وزید سے بھی آپ نے نصیحت یہ فرمایا
 پھر آئے اور انہیں سَالِفُونَ الْأَوَّلُونَ
 ہیں جنہیں نام عثمان بن عفان و عبیدہ کے
 سَیِّدِہ و اَرْقَم و جناب و عمار رہا یوں ہیں
 سو ان کے ہیں اور صحاب بھی اس اُلبیت میں
 تو انار بشہ ہی عجز شاعری مانع نہ ہو جائے
 عبادت کیلئے حضرت نے پھر خفیہ جگہ چھپی

اڑھایا آپ کے ارشاد سرکاری بجا لائیں
 نبوت آپ کو بخشی ہی میں تو یہ سمجھتی ہوں
 جو ان کے ایک رشتہ دار اور مشہور عالم تھے
 وہی ناموس اکبر ہی یہ جو انہر اٹھا موسیٰ پر
 یہ ہی وحی الہی یہ کتاب آسمانی ہے
 بیان کر کیا یہ ماجرا صدیق اکبر سے
 ہر اک اُمنیں سے یہ سنے کیسا نڈھال لے آیا
 دلوں میں جن کے اوصاف نبی اللہ نے ڈالے
 جناب عبد الرحمن و جہیب و سعید و طلحہ کے
 ہیں عبداللہ بن مسعود و عثمان ابن مظعون ہیں
 مگر جتنے ہیں وہ سبھی اگر آپ کی کتاب میں
 ہی یہ بھی خوف بار خاطر سامع نہ ہو جائے
 چھپا کر کافروں سے دولت دین تین بانٹی

اسلام جناب عمرؓ

وہاں گئے کی تھی پیمبران کے خواہاں تھے
 وہاں نکلی اے ہر حضرت کے بہا منظم ہے
 ہمارے مومنہ بیچاں اور عینیت کیا بات پیام
 جو فضل قتل تھا اسکا وہ فضل اضطراری تھا
 نتیجہ واہ کیا پہنہا تھا انکی گرجوشی میں
 بہن کا ان کی گھر سے بیٹھا پہلے وہاں پہنچے
 وہ قرآن پڑھتے ہیں ان سے بولے کیا یہ پڑھتی
 مسلمان ہو چکی ہوں مجھے پراہسان الہی ہے
 اسے کوئی نہو جو اسکا ماہر چھو نہیں سکتا
 بہت برہم ہو وہ اسے شکر یہ کلام ان کا
 زد کو بٹانکو اور شوہر کو ان کے کر کے چل سکے

عمر آئے تو وہ چالیسویں و مسلمان تھے
 اوہراٹھے وہ قصہ قتل سرور دہ عالم سے
 بلایا تھا انہیں تو آپ محبوب مکر م نے
 اٹھیں لائی تھی حجت اور پیر فضل باری تھا
 چلے تھے قتل کرنے ۲ پھنسے حلقہ بگوشی میں
 مکر باز صے ہوئے لٹکائے تیغ بے اماں پہنچے
 وہ بولیں کلام رب چھو لینا نہ تم اسکو
 اسے قرآن کہتے ہیں یہ فرمان الہی ہے
 یہ ہی وہ چیز جسکو غیر طاہر چھو نہیں سکتا
 بڑھے تلوار اٹھا کر ختم کر دینے کو کام ان کا
 دکھاتے کافروں کو اپنا یہ زور اور بل سکے

ٹٹولا دلکو تو اسلام سے اک خاص رغبت تھی
اجازت پاکے شاہ انبیل کے گھر میں درائے
بڑھایا ہاتھ بیعت کو پڑ ہاکلمہ شہادت کا
گئے تھے قتل کرنے کو مگر ہو کر اسیر آئے

مگر سن ہیں تھیں کچھ آیات کچھ اور حالت تھی
اسی صورت سے سوئے قبلہ جن و شر آئے
نظر آجا جو روئے حق نہ ختم رسالت کا
بندھے کیا رشتہ الفت میں کیا بن کر قہر آئے

ط م کفار

ہوئی یہ بات لیکن کافر و نپور اور بھی بھاری
بہت سختی کے ساتھ ایذا رسانی پر اتر آئے
کبھی رکھتے تھے لاکر اونٹ کا اوجھ انکی گردن پر
کبھی ساحر بتایا کافروں کے اٹکھڑ جا کر
ستم اس کے سناؤں تو جگر تھیر کا ہوبانی
لیا کر رکھ دیئے سینو نیہ جلتے آگ سے پتھر
تو ہر ظالم کا ہاتھ اس کے سزا دینے کو بڑھتا تھا

اد اعلان ہونے لگی پھر رسم و بنداری
یہ رسم عام جب بھی تو وہ کچھ اور گھبرائے
کبھی چھت پتھر کوڑا پھینکتے تھے جسم روشن پر
کبھی گردن میں چاڑھ لکڑی بھینچا انھیں آکر
ابوہل شکر تھا جو روئے ظلم کا بانی
لیا بالحق اصحاب نبی کو گرم بالو پر
کلام پاک کہے جن آکر کوئی پڑھنا تھا

یہ حالات اُن کی کیلئے کھلچہ منہ کو آتا ہے
 نہ آتا تھا نہ آیا رحم کفار بد خستہ کو
 تو کراتے تھے سروہ سنگدل بھی ان پہاڑوں سے
 تو چاہے ایک ہی دوہوں مگر پیچھے نہ ہٹتے تھے
 اگر نہ نکلتے اُن سی نو وہ بھی ان عاجز تھے
 ادھر اسلام کے ٹھوڑے سے شیرینی کچھار ہیں
 ادھر کیمیر کے نعروں کا زور و حق کی ہیبت تھی

بوجا تا ہی دل قابو سے باہر تھر تھرا ہا ہی
 یہ ایذا پہنچنے پہنچنے دس برس گذرے کیمیر کو
 بنی تھی گر مسلمانوں پر کچھ اُن کے بجاڑوں سے
 یہ میرا نکل میں جا کے جب اُڑتے تھے ڈوٹے پیچھے
 اُوں ظلم و غم تھے اُن کے آگے امر جائز تھے
 گھروں میں وہ اُوں ہر نفس کے ساتھ اپنی یار نہیں
 اُوں ہماروئی کُفر و نفاق و شرک بدعت تھی

معراج

شبِ معراج اتنی آپ کو حکم طلب آیا
 دنوں کی روح اُنچکرائی اور راتوں کی جا آئی
 یہ کہنے کو انا ہی رات تھی لیکن اُجالا تھا
 میں اپنی ریشمی سب آج چھوڑ آیا ہوں نار ہیں

ابھیں آیام ہیں پاس آپ کے فرمان رب آیا
 چمکتی اور دکھاتی قدرت باری کی شاہی
 جو وہ نور خدا عرشِ بریں پر جانیو لانا تھا
 چلا جاتا تھا یہ کہتا ہو انور شبِ اشارت ہیں

ادھر مہر مہر نے دینی لاکے قصر چرخ سجوایا
 سیاحتی میں بھی سکی نور کا پہلو جھلکتا تھا
 سجا فروں منگوئے گئے وہ نور کے پتے
 عرض جبریل پہنچے اک براق باد پالیسکر
 پڑھے آگے جنگا یا آپ کو اس طرز دیگر سے
 کہا ارشاد کہئے کیا ہے حکم خالق بچوں
 پڑے سامان پہنچے دو نون عالم کو سجا یا ہر
 ادب کے ساتھ حاضر ہیں حصول نیکنامی کو
 ہر آرائش کچھ ایسی ایسی رونق ایسی زمین سے
 فضائل و دوبر عطر گل حنٹ میں آتی ہیں
 کمال شوق و ہمارو خیال قرب حیدر ہے
 ہوئے ہیں جمع سار انبیاء تیار محفل ہے
 براق خاص باغ خلد سے ہمراہ لایا ہوں

ادھر مہر مہر نے سوزن کا یونکا فرشتہ بچھوایا
 کہ تھی یہ رات یمنان الذی اللہ کے کاموں
 پڑے تھے حور کے کانوں میں نخل طور کرتے
 تو دیکھا خواب ناز خاص میں ہیں حق کے پیغمبر
 کیا اپنی جہیں کو مس کف پا پیہمیر سے
 کہا جبریل نے نام طلب کا لیکے آیا ہوں
 یہ ہر معراج کی شب نشین عظم پر بلایا ہے
 ملک آئی ہیں مجرے کیلئے حوریں سلامی کو
 یہاں چرخ تک جگمگ ہے حنٹ صحت حنٹ سے
 ہوا ایں گلشن حنٹ کے پھولوں میں سیائیں ہیں
 ہر بالائے فلک مقیم قریب عرش مند ہے
 یہاں سے مسجد اقصیٰ سفر کی پہلی منزل ہے
 اٹھیں سرکار چلنے کیلئے لینے کو آیا ہوں

یہ سننے ہی کیا اڑھکرو وضو محبوب بارگاہی
 کہا جبریل نے کیوں دی براق باد پاک کیا ہے
 یہ محبوب خدا ہیں باعث ایجاد عالم ہیں
 سحران سے ہی تمام اس کے ہون ان شبان سحر
 خدائے پاک ہونا ہو کا عالم چار سو ہوتا
 بڑے والی بڑی نمکین و عز و جاہ والے ہیں
 وہی تو ہیں یہ جو ممتاز ہیں سار زمانے سے
 وہی تو ہیں جو ممدوح ہیں عظم ہیا مہی ہیں
 انہیں کا تو مقام کی مع اللہ تک سفر ہو گا
 وہی تو ہیں جائے رحمت حق جن کی محفل ہے
 جنہیں رحمت بنایا خدا نے یہ وہی تو ہیں
 سنا جب براق برق پکیرنے تو گھبرا یا
 سواری کا جو قصدا و سپر شہ والا فرمایا

قرب آئے جو چڑھنے کو تو شوخی کی سواری نے
 خبر ہے کچھ یہ راکب کن ہے مرکب تو کس کا ہے
 یہ مقبول و مکرم ہیں یہ محمود و معظم ہیں
 غرض دنیا میں کچھ ہی سب کا ہے سب سے ہے
 نہ ہوتے یہ تو عالم میں ہیں ہونا نہ تو ہوتا
 وہی تو ہیں یہ جو سب سے بڑی اللہ والے ہیں
 جہان کی پرورش ہوتی ہے جن کے آستانے سے
 وہی تو ہیں یہ جو محمود ہیں حامد ہیں احمد ہیں
 وہی تو ہیں یہ قریب خاص ہیں جن کا گدز ہو گا
 وہی تو ہیں یہ جن کا آستانہ وحی منزل ہے
 ہیں جن کو گھر کرامت کے خزانے یہ وہی تو ہیں
 جھکالی گردن تسلیم بیٹھا اور شرمایا
 ہوؤ محضوں خیال امت عصیاں شمار آیا

کہا جبریل نے کیا مزاج پاک حضرت ہے
 میں جاؤں دعوتِ خداوندِ دو عالم میں
 یہ مانا معصیت کی سولائیں کو گھیرے ہیں
 کہا جبریل نے کیا فکرِ روزِ قیامت کی
 بر سے پہل صراطِ اسد میں پرانی بچھاؤ نکلا
 بھل کر اٹھا کر پائاز اور نشان سے آئے
 چلا جب وہ برق اس نور حق کو لیکے برق آسا
 وہاں موجود جملہ انبیائے سابقین پائے
 نماز اُن کو پڑھا کر اور امامت کے اُن سب کی
 یہ کہتا دھڑنا چرخِ بریں سے ہر کوئی آیا
 بڑے عالی تھے درجے میں بڑا چوڑی پاؤں
 رہے چلتے تھے حیرانِ انجم اُن کی خوش جمالی
 تعالٰیٰ کہ کیا شہسوار اور کیا سواری تھی

کہا دل میں خیالِ معصیت کا ران امت ہے
 یہ اپنی ننگے جھوکے چھوڑ جاؤں نہج میں غم ہیں
 مگر کیا کیجئے پھر بھی میں انکا ہوں یہ میر ہیں
 خراجا ہے تو بخشش ہوگی اک انک فرست
 نہ جب سب اتر لیں گے کہیں ہلک نہ جاؤں
 یہ سکر شپتِ مرکب پر وہ لطیفان آئے
 تو اک میں ہو وار و میانِ مسجدِ اقصیٰ
 اتر کر صحنِ مسجد میں امام دو جہاں آئے
 کیا قصورِ فلک اور اس کی پھر غریبِ مرکب کی
 چلو معراج کا دولہ جواں ہاشمی آیا
 چلے جاتے تھے بڑھتے دامنِ رحمت کے سائیں
 دبا جاتا تھا اوجِ چرخ اُن کی شانِ عالی سے
 شمیم گل سوارِ تو سن بادِ بہاری تھی

بھلا اس عورت محبوب سچائی کا کیا کہنا
 بہنیں تاسرہ چلتے چلتے محبوب خارا ہوا
 جہاں تک آپ سچے اور چرچہ نہیں سکتا
 گئے اونچے وہاں تک پھر خطاب سب الہ
 سواری پھرئی رفعت کی اس پر شاہ ہیں
 صفت کیا لکھئے اس رفعت کی اور شان عالی
 اٹھے پھر بیچ سے بھی جس قدر پر و مکاؤں کے
 نہ ہو جو جلنے کی بات کوئی اُسکو کیا جائے
 سائی جاتیں کس اور سن لینا کوئی کہو نہ کر
 انہیں دونوں کے قابل تھو وہاں کچھ تھا گئے
 بڑے نامی تھو درباری بڑے درباری آئے
 ہمیں بھی لاکے بہ تحفے دیو سرکار والانے
 گنہگار ان امت بھی دہنی کیسے ہن قیمت کے

خدا کی میزبانی انکی جہانی کا کیا کہنا
 رکھے جبریل کہہ کر کہ میں تا منتہا آیا
 جگہ میری ہی ہر اب میں آگے بڑھ نہیں سکتا
 برق تیز رو بھی جس آگے جا نہ سکتا تھا
 لیا قدرت نے ہاتوں ہاتھ ماعش بریں آئے
 بڑھے تھے اور آگے ختم کر کر حب زنی کی
 ملے ایسے سہلے ہوں جیسے دو کمانوں کے
 مقامی مع اللہ میں آپ آگے خدا جانے
 یہ وہ باتیں غنیج نہیں عقل انسانی سر بالاتر
 خدا انھا کہنے والا اور پیہر سنے والے تھو
 جگہ لوبہ کہ سب کچھ لیکے اس سرکار آئے
 کہ خلعت مغفرت کو لاری اور بخشش کو پروانے
 تھال اللہ گئے عرش بریں تاک ساتھ حضرت کے

نعت

جو اُمت ہو تو ایسی ہو پیمبر ہو تو ایسا ہو
 جو دنیا بھر کا ماس ہو اگر گھر ہو تو ایسا ہو
 ہیں جیسے ہم نصیبے کا سکندر ہو تو ایسا ہو
 اگر کوئی شفیع روز محشر ہو تو ایسا ہو
 فقیری میں کوئی دل کا تو نگر ہو تو ایسا ہو
 مظہر ہو تو ایسا ہو منور ہو تو ایسا ہو
 نجمی ہو تو ایسا ہو معظم ہو تو ایسا ہو
 مشرف ہو تو ایسا ہو مکرم ہو تو ایسا ہو
 چلے تو راہ میں فرماں سیر و وزخ و جنت
 جو گھر آئے تو بستر گرم تھا زنجیر ہلتی تھی
 کیا یہ اقمہ سارا بیاں صدیق اکبر سے

بچا یا ہکو گمراہی سے رہبر ہو تو ایسا ہو
 فلک سے بھی جو اونچا ہو اگر در ہو تو ایسا ہو
 ہی جیسا ہم غریبوں کا پیمبر ہو تو ایسا ہو
 سر امت پہ کوئی سایہ گستر ہو تو ایسا ہو
 جو خالی ہو تو ایسا ہو بھرا گھر ہو تو ایسا ہو
 جو جائے عرش ناک عبد موقر ہو تو ایسا ہو
 ہر جوان میں خدایں لطف با ہم ہو تو ایسا ہو
 کوئی مہرین عرش اعظم ہو تو ایسا ہو
 ہوئے واپس نہ والا وہاں پھر بصیرت
 جہاں چھوڑی تھی جیسی لپی ہی ہر چیز ملی تھی
 سحر کنیوت اٹھے اور برآمد حبیبت و گھر سے

انھوں نے کچھ نہ کی حجت نہ کچھ تحقیق کی اُسکی
 سنا یہ حال شاہ دیں سوجب اشخاص دیگر نے
 ابوہل آکے بولا راستہ کب تک کھا کر گنا
 لا ہو گا نہیں تو راہ میں تم جانتے بھی ہو
 کہا سرکار نے ہاں فائدہ میں وہ دیکھا تھا
 فلاں منزل سے کوچ اپنا کر گیا دن کو چلتی
 گئے اس روز کا مبر جمع ہو کر اک پہاڑی پر
 یقین تھا سو مکہ راہ منزل پا نہیں سکتا
 غرض بیٹھے ہوئے تھے منتظر سورج نکلنے کے
 کوئی ان میں بولا لاوہ سورج کا نشان چمکا
 یہ دیکھا تو بھی ان کفار کا انکار باقی تھا

سنا جو کچھ زبان پاک سے نصیحت کی اُسکی
 توبہ دیا لگی تھہرائی کفار بد اختر نے
 ہمارا فائدہ جو تمام میں تھا کتاب آئے گا
 وہ سب کے رہنے والے ہیں پچانتی بھی ہو
 وہی رستہ تھا بلرپاس میں کراؤں کے نکلا تھا
 یہاں پر سون پہنچ جائیگا سورج کو نکلنے ہی
 یہ ہمیں چکر چڑھائے آج اُن کو ہم جا کر
 کسی صورت سے بھی وہ فائدہ آج آپس سکتا
 بہت خوش تھی اراوہو رہی تھی گھر کو چلنے کی
 صدا آئی وہیں لو وہ نشان کارواں چمکا
 کہا یہ واقعہ صرف ایک امر اتفاقی تھا

وَفَاتِ ابِ طَالِبٍ وَاُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

بہت محزون ہوئے شاہ ہر اجبت خسروانی
 ہوئی رحلت بھیل بام میں بی بی خدیجہ کی
 کہ جس دل میں مسرورہ درجہ بی بی تھی
 اوہ کفار اکبر پا کے ہو کر خشک ہیں ٹھہ

یہی دسواں برس تھا جب طارکیت مآئی
 نہشتاہ پر عام کو یہ وقت اور پیش آئی
 یہ دونوں جاؤ تھے ایسے سخت اور الیہ بھاری
 اوہر تو دونوں بہ سرکار واکا میں اٹھے

ماہجرت

کہ مکے میں عبادت کرنے کے تھے باز اوی
 کیا یہ مشورہ ہو کر سے خود ان کے گھر جا کر
 ہوا ارشاد عالی ہاں تمہاری بھی ضرورت
 اٹھے اور ڈھنگا سامان سفر کا اپنے ڈالا
 جنہیں اس کام کو تیار کر رکھا ہے پہلے سے
 کہا سرکار نے اچھا مگر ہے اس کی قیمت کیا
 کہا حضرت نے میں سو قے قیمت نہیں لوں گا

یہ صورت دیکھ کر سرکار فی حیرت کی ہوا
 چوتھا چلنے کیلئے حکم خدا پا کر
 وہ بولے کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت
 بہت جی خوش ہو کر وہ سب ارشاد شد والا
 کہا سرکار سے دو اُٹھنا ہیں ایسی گھر میرے
 حضور نہیں لے لیں ایک میں ہو قیامت کیا
 وہ بولے اس کی قیمت اور کچھ اجرت نہیں لوں گا

تمہارے مال سے کچھ نہ کچھ غیر تیرے نہیں لیکن
 مجھے قیمت دے کر نے جی اس کی اس لئے کہ ہے
 نمایاں ادھن میں شان ایشا روعطا کر دی
 علی سے آگے پھر گویا ہو یوں شافع امت
 جو کچھ اللہ کی مرضی جو صابر اس پہ ہو رہنا
 اٹھو جب صبح کو نوازی علی یہ بھی ہدایت ہے
 گئے صدیق کے گھرانے کو سب باتیں یہ سچا کر
 ہوئے کفار میں جو منور ہو وہ واقعہ سنئے
 ہوئے اس ن وہ اگر جمع اپنی دارندہ میں
 ابوہل و ابوسفیان و عتبہ ان میں شامل تھے
 کوئی کہتا تھا کر دو قید یہ نہ رہا اچھی ہر
 ابوہل شقی بولا یہ ہیں بیکار تندرست ہیں
 انھیں یوں چھوڑ بیٹھیں گے نہ ان کو خاندان کے

یہ غلط ہے نہ ہوا اس کام میں کوئی مرا حسن
 خدا کی راہ کا سودا ہے یہ اجرا اس کا بھی ہے
 خریدا جانور وہ اور قیمت سب ادا کر دی
 کروں گا آج شب میں ہیں یہ کی طرف حجت
 مرے بستر پر اگر رات کو تم آج سو رہنا
 دے آنا اسکو میرا پاس جس کی جو امانت ہو
 ہوئے دونوں روانہ ٹھہری غار نور میں جا کر
 اڑہا رکھی یہ قصہ اب اُدھر کا ماجرا سنئے
 رہیں نادیر باتیں ان رہسان قبیلہ میں
 اُمیہ و مجبیر و نضر بھی ساتھ ان کو داخل تھے
 کوئی بولا وطن سے دور کر دو یہ بھی کافی ہے
 کیا جائے اگر قیاد و رڈ والی جائیں زنجیریں
 رہی گارات دن ہر وقت کھڑا آلہ شتم سے

نکالو گئے یہاں تو یہ وقت پیش آئے گی
 ہوں اسی سبب باراک لکڑیں قوم پر ڈالیں
 نہ بلے سکیں گے ہاتھی سارے قبیلوں سے
 یہ ٹہرا کر کیا ان کافروں اُس طرف پھیرا
 ہوئی معلوم جب حضرت کو انکی یہ صف آرائی
 اٹھا کر ایک ٹھہی خاک ان کفار پر پھینکی
 ہوئی جب میرا درجہ چلے سلطان بحر و بر
 کہا وہ اب کہاں ہیں کیوں دہراؤ کیوں ڈھنڈھ
 ہوئے نام جو کھلے سرور لولاک ہاتوں سے
 مگر پھر بھی حرم صاحب اعجاز تک پہنچے
 وہاں جا کر جو دیکھا حضرت مولا ہیں بستر پر
 وہ بولے یہ تو کہہ سکتا ہوں باسن و اماں ہو
 وہاں کھوئی گئی تو بولے پا کر اتبہ دم لیں گے

یہ جن میں جائیں گے ان کو مصیبت پیش آئے گی
 ہی بہتر یہ کہ تم سب ملکر ان کو قتل کر ڈالیں
 ہوئی چپٹے کے راضی سب اکی ان ولیوں سے
 در دولت سر اقبال عالم کو آگھیرا
 تو قصر پاک سے باہر نکل آنے کی ٹھہرائی
 کیا اندھا اٹھیں اور ان میں پھر راہ لی اپنی
 تو آیا کافروں کے پاس شیطاں آدمی بن کر
 گئے بھی خاک نمیر ڈال کر تم اپنے سرو دیکھو
 سروں پر ہاتھ پھیرے اور جھاڑی خاک ہاتوں سے
 ہوئے داخل مکاں میں جا خواب زنا تک پہنچے
 کہا ان کہاں ہیں آپ کے پیغمبر و مہرور
 مگر میں یہاں ہوں یہ خبر کیا ہی کہاں ہو
 پھر لائے گا جو ان کو اسے اسواؤں ہم دینگے

برابر دیکھتے تھے معجزے ایسا نہ لگتے تھے
جو آنکھیں پوتی اناہوں کو تو یہ قصہ بھی کیا کم تھا
وہاں قسمت میں انکی حشر نہ ملت ہی دولت تھی

فغانِ ارضِ مکہ

چلے وہ جو زینِ کمر کے نازوں کے پالے تھے
زینِ کہنی تھی مجھ سے عرش کا منہ نشیں چھوٹا
بہارِ گلشنِ اسلام و دیں مجھ سے چلی ہی ہو
وہی میں اور وہی پھر ہی نجاست شرک و عصیان
خداوند میں پھٹ جاؤں گا فرجہ میں چاہیں
وہ جانا ہر ہزاروں سال جس کی آرزو کی تھی
چلا وہ جو عمریِ عنزت بڑھا مجھ پہ آیا تھا
نہ ہو گا جو بے مکے میں نہو یا اللہ کیا ہو گا

تعب کے کظالم الٰہی ہی باتیں سناتے تھے
نجالت اور زناہیت سے عجب لذت کا عالم تھا
مگر وہ اسکو کیا کرادہر حق کی حمایت تھی

ہوئے رخصت وہ جن سب خلق میں گھر گھر اچالے تھے
فغان کہے کی تھی وہ قبلہ دنیا و دیں چھوٹا
سمومِ کفر سے کیا شانِ مقصد کی چلی ہو کر
چھپی جاتی ہیں مجھ سے پاک شکلیں اہلِ یاس کی
نہ نکلیں حشر تک ایسی کسی چکر میں پڑ جائیں
ہوئی تھی جب سے یہاں اسکی جستجو کی تھی
چلا وہ جس کی خاطر سے مجھے حق نے بنایا تھا
ہوئی تھی خوش جب آیا تھا خیر کیا تھی جدا ہو گا

تھی پنازاں کہ میرا آسمان بڑھ کے پایہ تھا
 وہ باد آئیں تو میں پنا بھر چھپو گی نیزوں سے
 سروں پر کافر کا اس سے اپنی خاک چھکوائی
 عربی نقبیر تو دیکھو کہ مجھ پر اس کے آنے کی
 وہ مجھ سے چھوٹ چا تو نہ کیوں نام سراہتوں
 چمک اعلیٰ کہاں ہر انتہا کے دیو کی کٹی ہوئی
 فلک کے مان مٹی میں لائے گا خبر کیا تھی
 نہ کیوں نہ بجا میری ساری محنت راہیگاں کر
 رہیں کا ہیکو تھی مجموعہ لطف و کرامت تھی
 فلک ہیں چن چہ اوج و شرف وہ مجھ میں تو
 مجھے تھا یہ گماں خدایت کرو گی اس کی پاک
 مگر افسوس صد افسوس یہ حسرت نہیں نکلی
 وہ گھر کیا ہو گا جس گھر میں اُجالا سی نہیں ہو گا

قدم تھے اسکے مجھ پر پا کوئی رحمت کا سایہ تھا
 ہوا کرتی تھیں باتیں اس کی سیر سنگ بیروں سے
 خدا کا شکر ہر لمحہ وقت خصلت کی کام آئی
 دعا بن آذر تھی نوید ابن مریم تھی
 ذرا دیکھو تو کل ناک نہ تھی اور راج کیا ہوں میں
 جو پتہ پوچھو تو میں کل تھی سونا اُج ٹی ہوئی
 وہ اتنی جلد مجھ سے چھوٹ جا گا خبر کیا تھی
 کہ میں مٹی کی مٹی رہ گئی پھر آسماں ہو کر
 زمین کا ہیکو تھی میں مظہر انوار رحمت تھی
 وہ میرا چاند تھا احباب اس کو میری تار تھے
 رکھوں گی اپنی پہلوں اس روز قیامت تک
 کہ مجھ سے بڑھ کے خوش قسمت مٹی کی زبیں کئی
 ہوا کعبہ تو کیا جب کعبے والا ہی نہیں ہو گا

لکھا تھا صدمہ ہجر شہ لولاک ہو جانا
 وہ بخشی تھی بڑائی تو نے اے جانِ جہاں جہاں کو
 ہی کہ کیا وہ جب تجہم ہوا خیر البشر خالی
 مجھے تجہم سے چھڑایا تمہیں اپنا فائدہ سمجھے
 انھیں یہ مہنا سنبھال کہ سب ملکر ہم ہو کر
 مگر سوچنا نہ انکو خاک پتھر کو خدا سمجھے
 دعا کی تیری ہوتی ہے اعزازِ شامی میں
 اگر یہ کل ممکن کی شہ ابرار ہو جاتی
 مبارک ہو قدم تیرا جو اٹھے راہِ مولا میں
 ہوئی تھی کس قدر خوش میں تیرے تشریف لاکر
 تمنا تھی کہ راہِ طیبہ کی میں خاک ہو جاتی
 زمانے میں ہو تھا شور بریا ہر طرف میرا
 جو کہ تھی اسکی خاصیت وہ روشن تھی وہاں تھی

مری اکبر کی قسمت میں تھا پھر خاک کا جانا
 زمیں تھی میں مگر کہتی تھی دنیا آسماں مجھ کو
 مثل ہر کٹنے کو دوڑتا ہی جب ہے گھر خالی
 کہوں میں ان ریکیاں کچھ فروسے بس فدا سمجھے
 بڑھاتے آبرو میری تیری خاک قدم ہو کر
 پڑیں تپھر تجہم پر ان کی یہ سمجھے تو کیا سمجھے
 رہی تو جن میں پر بھی رہے حفظ الہی میں
 میں تیرے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہو جاتی
 خدا ہو ساتھ تیری غار میں ہو تو کہ صحر میں
 یہ بھی تھی کہ اب مٹی لگی میری ٹھکانے سے
 مری مٹی عزیز ہے صاحبِ ملک ہو جاتی
 تھی تیری خاک پا کس درجہ تھا عزت و تشریف میرا
 مری مٹی مگر اکبر تھی کل الجوا ہر مٹی

کہ سب کی زمین یعنی زمین کوئے جاناں تھی
مری مٹی کا اک اک فخر وہ اک اک دشمنِ امین

بڑا ہی فخر تھا مجھ کو بہت پہلے سینہ زان تھی
نزاروئی منور مجھ پہ چنگ پر تو انگن تھا

مدح حضرت علی رضی

ملاک بھی جس جیساں ہو گئے وہ جانشانی کی
اداکرتے ہیں یوں حقِ اخوتِ واہ کیا کہنا
وہ یوں بخوفِ مرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں
شجاعت اسکو کہتے ہیں بہادر ایسے ہوئے ہیں
اگرچہ سامنے تھی موت لیکن بے خطر آئے
وہ تھے شیرِ خدا کیا خوف کرتی ان شخاوت سے
جناب سرورِ کونین جاں یا خدا جانے
علی مولا کُمتِ ہر علی شاہِ ولایت ہے
علی کارِ کائنات و پیکرِ عینِ عبادت ہے

شبِ ہجرتِ علی نے بھی عجب گیتِ اری کی
نہارا اے علی مرتضیٰ اللہ کیا کہنا
جو بچے تابعِ حکمِ شہِ ابرار ہوتے ہیں
جری و مرو میں ان تہور ایسے ہوتے ہیں
بنی کا سن کے حکمِ پاک سے اُن کے گھر آئے
کہیں آزر وہ ہو سکتے ہیں مردِ بیری ملاوٹ سے
علی کو مرتبہ کا حال کوئی اور کیا جانے
علی سرورِ ان گلشنِ رشید و ہدایت ہے
علی کی ذات والا وجہِ فخرِ زہار و طاعت ہے

علی وہ ہیں جنہوں کے چہرے پر چھینکا ہوا زرد کو
 علی ہیں! الاسبطین و زوہج حضرت زہرا
 علی وہ ہیں جو ہیں یکتا فن تیغ آزمائی ہیں
 علی دنیا کے مولا ہیں علی امت کے والی ہیں
 نہ نجلے گا علی سا ایک بھی لاکھوں ہزار نہیں
 وہ ہیں خالص سول حق ہی زینت ہر طرف ان
 علی ہیں نفس پیغمبر علی ہیں سانی کو نثر
 علی درجے میں علی ہیں علی رتبہ میں لا ہیں
 علی تھی مقبول سرکار پیغمبر میں
 کبھی اپنی روئے پاک اڑھا کر شاد فرمایا
 کبھی آشوب سخت جہنم سے اُن کو انکاشی
 ذرا دیکھے تو کوئی کیا معظّم کیا مقرر ہیں
 یہ مانا اُن کا درجہ سے اعلیٰ اسے اونچا ہی

علی وہ ہیں اکھاڑا ہی جنہوں کے باب خیبر کو
 علی ابن ابی طالب ہیں داماد شہد والا
 علی وہ ہیں نہیں جن سا کوئی مشکک نشانی ہیں
 علی اعلیٰ و اکمل ہیں علی اولیٰ و عالی ہیں
 علی ہیں بخت میں اور علی ہیں چار یاروں میں
 ولایت کو یہ ان پر فخر امامت کو شرف ان
 علی ہیں فائق مرحب علی ہیں فاتح خیبر
 علی مقبول و رکابہ خداوند تعالیٰ لا ہیں
 کہا کہ ظلمت کجی علی کی شان برتر میں
 کبھی من گنت مولاہ سے اُن کو یاد فرمایا
 کبھی شمشیر یعنی ذوالفقار جاں نثاں بخشی
 نبی ہیں شہر علم اور مرتضیٰ اس شہر کرد ہیں
 یہ ان کی مدح میں پھر بھی کسی نے خوب لکھا ہو

عصا پیر می تیغ جواں ہی حُرزِ طفلان ہے
وہی ہی مومن کامل جسے اُن سے محبت ہے
سخی وہ ہیں غنی وہ ہیں جبری وہ ہیں ملی ہوئے

علی کا نام بھی نامِ خدا کیا راحتِ جاہ ہے
علی ہیں اہل بیتِ مصطفیٰ ہیں یہ روایت ہے
خدا کے گھر میں پیدا ہونے کی جگہ علی ہیں

داخلہ غارِ ثور

مع صدیق اکبر جانتا تھک و تار میں پہنچے
وہ غار ایسا تھا جہیں سیکڑوں مارا کر فوٹم تھے
صفائی ہو چکی تو سرور دنیا و دیں اُن سے
کئے صدیق نے سب بند کپڑی پہاڑ کر اپنے
ہوئی ختم ان کپڑی اتفاقاً رہ گیا باقی
کیا آرام سسرانو پر اُن کے رکھکے سرور نے
ہو جب اس نے بتا اسکا انگو پاؤں رکھو سے
نہ جنبش اُس جگہ سے کی نہ بچو کچھ نہ چلائے

غرض حضرت سحر ہوئے پہلے غار میں پہنچے
وہ غار ایسا تھا جس کو دیکھ کر ہوشِ ملکِ م
نہر صدیق اکبر صفا کرنے وہ زمیں اُتری
پر انا غار تھا اور سیکڑوں سورخ اُس پر تھے
یہ وقت پیش آئی ایک روزن رہ گیا باقی
لگا دی اپنی اینٹوں اُس پر صدیق دلاور نے
رہا کرتا تھا اُس سورخ میں اس کا نپ پہلو سے
تو کاٹا ان کے لیکن یہ در بھی تو نہ گھبرائے

بہت شدت ہوئی تو بھی نہ پیشانی پہ پئے
گرے وہ اشک ملکر روئے پر نورِ سیمبر پر
ہوا ارشادِ عالی اُنک پہنے کا سبب ہو
ہوا حکمِ نبی پاؤں اٹھاؤ اس طرف لاؤ
ہٹا کر پاؤں جب بچھاؤ وہ اک سانپ کا لانا تھا
لعابِ پاک سے نہ سی لیکر اُن کے زخم میں رکھ کر
ہوا دفع جو کچھ یہ سب توقعِ مدت کا بہانا تھا
نہ ہونا یہ تو کیا آتا مزہ پھر اُن کو جینے میں
ارادہ ہی طبیعت کا تقاضہ قلبِ مخطر کا

مگر مجبور بے اختیار آسنو گل آئے
کھلی آنکھ آپ کی ڈالی نظر صبیح اکبر پر
وہ بے میری اینٹری میں کسی بگڑنے کا مار
خدا چاہے تو ہوتی ہی ابھی صحت نہ گھبراؤ
پُرانا تھا بڑا تھا خستہ تھیں تھارہ والا تھا
ہوئی خوش آہ بھی خوش نگو کر کشادہ محروم
لعابِ پاک اُن کو خون میں شامل کرانا تھا
پنچوڑی جانی وحی پاک کیونکر اُن کے سینے میں
یہ موقع ہی یہاں کچھ وصف ہو صبیح اکبر کا

مارحِ حضرت صبیحِ اکبرؑ

یہ ہیں انبیاءِ بشر میں سب سے افضل ہیں
معیت میں رہے ہر دور و در دو عالم کی

یہ کامل ہیں ہیں اور ایمان میں مکمل ہیں
مرہِ دین خدائے بے غلوں کے سچے پیہم کی

سچہ لو اس کی باتھا انکار نہ اور وہ کسی بھی
 فلک پر نہ کرے پتے تھے اُن کی جانتاری کے
 انھیں تھی سرور کو بن کے اور خاص باری تھے
 منافق اور کافر جس چیراں اور شمشیر تھے
 جہاں میں چار سو شہرت تھی اُن کی ہنہائی کی
 رفیق طلب ایسی تھی کہ اکثر روتے رہتے تھے
 وہ اس صورت میں بھی اور اس افضل اور برتر تھے
 عزہ آتا تھا مجمع گھر میں جب چاروں کا ہوتا تھا
 جلیل ایسی تھی کا سخن ہے اُن کی شاہیں آیا
 رسول اللہ نے تعریف جتنی اُن کی فرمائی
 وہ عابد تھے تو ایسے ہی وہ زاہد تھے تو ایسے ہی
 مسلمان جب ہو گئے تھے تو طبری بھاری تو گزرتھی
 نبی پر شان اپنی جاں نثاری کی دکھا دی تھی

انہیں سرکار محسن بنایا پر وہ ایسی تھے
 وہ ایسی تھی کہ تھی سمیع و بصیر محبوب باری کے
 وہ انسان کی تھی گویا اک جسم غیر جارجی
 وہ اُن کے کام بہر دین حق پسیمبر تھے
 انھوں نے کشتی امت کی ایسی ناخالی کی
 جبری ایسے کہ ہوا اشجع الناس اُن کو کہتی تھے
 بیک وقت اُن کے گھر میں چار باران پسیمبر تھے
 وہ خود تھے اُن کے والد تھے پسر تھا اور پوتا تھا
 مصفا ہے تھی صفا جنہیں فرمان میں فرمایا
 کسی کی شان میں نئی حدیثوں میں نہیں آئی
 وہ غازی تھی تو ایسے ہی جاہد تھی تو ایسے ہی
 چلے دنیا کی جب تو صرف دو کپڑے بدن پر تھے
 خدا کی راہ میں ختمی تھی دولت سب لٹا دی تھی

بڑا کنبہ تھا انکے باپ بھی بیٹا تھا پوتا تھا
 قوی دل تھے بظاہر گو خفیہ وزار دلاغر تھے
 نہ توئے کس طرح ان ہیں صداقت کے جوہر تھے
 رسول اللہ کے ہمسر نہیں تھے اور سب کچھ تھے
 صحابہ جتنے تھے کرتے تھے تعریف انکی جرات کی
 علی نے لکے جو خطبہ پڑھا تھا ان کے مرنے پر
 نہیں اس مختصر میں اسکی گنجائش یہ شکل ہے
 نہیں مکن وہ اُضبط نحر برات خامہ میں
 کوئی دیکھے کہ بعد مرگ بھی کیا قرب سجدہ
 جہاں میں بھی مقرب حسب فرمان نبی نہوگر
 خدا پر چھوڑی گھر والے باطمینان لے آئے
 وہ اکثر اجتہاد اپنا کیا کرتے تھے ایسے تھے

لگتی گئی میں کو خیال ان کا نہ ہونا تھا
 قوی دل کیون ہوئے خاص خاصان ہمہ بر تھے
 نبوت کے وہ پہلے دن ہمراز ہمہ بر تھے
 غرض یہ ہر وہ پیغمبر نہیں تھے اور سب کچھ تھے
 بروز جگاہ ہر ایسی حفاظت کی تھی حضرت کی
 کہا تھا اسمیں نعم افضل تھے سب سے بعد پیغمبر
 بیاں کی تھی اونھوں کے جو صفت کے قابل ہی
 جو اعرودی جو کچھ دکھائی تھی جیش اُسامہ میں
 مزار سرد کوئین کے پہلو میں مرقد ہے
 غرض خاصان حضرت ہیں جہاں ہوگی یہی ہوگر
 نہ کا یا جب نبی نزل کا کل سامان لے آئے
 نبی کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے ایسے تھے

رجوع بقصر غار نور

تو وقت صبح بکلی ٹھونڈی کو باخیالی سے
وہ لیکر ایک کھوجی ساتھ غار ٹونکا لے
ہنیں بکلی ہیں لوگ اک قدم اٹھائی آگے
پرانا ایک صحرائی شجر اُس پر کھڑا دیکھا
شجر کے نیچے مونہ پر غار کی کڑی کے جاکے تھے
یہ سب سامان کیا تھا رات بھر میں دستِ قاری
کہا بختا ہی تو اس غار میں کوئی نہیں آیا
اُنرا غار میں کوئی تو جالارہ نہ سکتا تھا
کیا شکر خاں جب کان میں آئیں عجب باتیں
یہ جا کفار کے زیرِ نظر ہے یا رسول اللہ
جو کچھیں پاؤں کو اپنی تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں

غرض کافر پھر حجب نامراد اس قصر علی سے
بہت ہی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئے
کہا کھوجی نے فوراً بڑھ کے ان اشارے آگے
مگر جب غار کو دیکھا تو طرفہ ماجرا دیکھا
تھے اُسپر دو کبوتر اور دو انڈی بھی رکھے تھے
یہ چاہا تھا خداوند تعالیٰ کی مشیت نے
یہ حالت دیکھ کر کھوجی کو ان لوگوں نے ٹھٹھایا
وہ کافر کیا کوئی اسکے سوا کچھ کہہ نہ سکتا تھا
ادھر سُنے تھے حضرت غار میں بیٹھی یہ باتیں
کہا صاحبِ بنِ اکبر نے کہ وہ ہے یا رسول اللہ
وہ سر کو دیکھ سکتے ہیں قدم کو دیکھ سکتے ہیں

ہوا ارشاد محبوبِ خدا اُن سے کہ لا تحرین
 پھر مایوس کافر اور بے سبیل ملام آئے
 تھے عبد اللہ بیٹے حضرت صدیق اکبر کے
 سنیں ملے ہیں رہ کر اور شب کو غاریں آئیں
 بہن تھیں ایک عبد اللہ کی اسماء تھیں اُن کا
 وہ عام جو غلام حضرت صدیق اکبر تھے
 وہاں اک شخص عبد اللہ تھی بیٹے اُرِیْقُظ کے
 چلے تھے اس سفر میں ہمہ خیر البشر ہو کر
 غرض اس غاریں وہ تین دن اور تین شب ہو کر

ہمارے ساتھ ہوا اللہ کر سکتے ہیں کیا دشمن
 ہو گئے وہاں ہاں اور گھر کو وقت شام آئے
 سپرد انکے یہ خدمت تھی کہ وہ لات دن بھر
 جو کچھ بانیں انہیں معلوم ہوں کر سنا جائے
 وہ کھانا پور پہنچا جاتی تھیں یہ کام تھا اُن کا
 ہوا تھا حکم اُن کو دو دو لائے پر مقرر تھے
 جو تھے کفار میں سو وقت تک پانہ لائے تھے
 وہ اجرت لینے کے بھاگ گئے تھے راہبر ہو کر
 ہوئے راہی مہینے کی طرف یہ وقتیں سہم کر

واقعہ حضرت سراقہ رضی

مناوی بہ کرائی کافرانِ شہر مکہ نے
 سراقہ ابن مالک یہ خبر سنئے ہی گھر آئے

وہ لے ملوانٹ انہیں جو قتل کرویا پکڑ لائے
 چڑھے گھوڑے پہ لیکر نیرہ و تیغ و سپر آئے

بڑی تیزی سے گھوڑا اپنا دوڑا ہوا آئے
 گرے گھوڑے سے بے بس ہو گھٹو کر کھائی گھوڑے
 چلے پھر اُس پر چڑھ کر تو تماشے یہ نئے دیکھے
 تو چلائے کہ بادشاہ دو عالم میری تو بہ ہے
 خطا میری معاف ہے سرور دیں آپ فرمایا
 دعا کی آپ نے یہ سن کے اور ان کو انکسشی
 کہا بانی نہیں کچھ خوف حضرت کے خطر جانیں
 اگر دیکھوں گا کوئی اور آتا ہے تو ٹوکوں گا
 جو کچھ تھا پاس ان کے بہرِ نذر شاہ دیں لائے
 کہا سرکار نے حاجت مجھے اس مال کی کیا ہے
 نہ لائے آپ پر اسوقت تو ایمان وہ لیکن
 سنا بہ واقعہ بدل کر امت اسکو کہتے ہیں
 جو آیا قتل کرنے کے لئے اسکو انکسشی

قریب سرور کو بن جب آتے ہوئے آئے
 چلے تھے آسمان بکرزیں دکھلائی گھوڑے
 زبیں میں پاؤں چاروں پر گھوڑے دھسے دیکھے
 نہ اس آگے دیکھوں کچھ جو کچھ کہ دیکھا ہے
 ابھی پاؤں زبیں میرے گھوڑے نکل آئیں
 سراقہ خوش ہو کر دی گئی جب انکی بخاشی
 میں جاتا ہوں اور سرور عالم اُدھار میں
 اور آنے نہ دوں گا ساتھ لجاؤں گا رو کو نہ گنا
 مگر وہ مال ان کا آپ خاطر میں نہیں لائے
 ہی میرے پاس جن زادِ سفر کافی ہو رہا ہے
 بروز فتح مکہ شوق سے آکر ہوئے مومن
 رجم ایسے ہوا کرتے ہیں حسرت اسکو کہتے ہیں
 ہی کوئی اور بھی ایسا جو یوں کرتا ہو بخاشی

ہر جگہ پر اپنی توہم پر کس قدر رہو گی
 کسی کا خاص حصہ آپ دے رہا نہیں سکتا
 ضیاءِ شمس کی سبکے لئے ہر اور سب پر ہے
 زمین و آسمانِ حرمات کا دامن ہے
 کہ اُنکے دامنِ رحمت میں نیا کی سمائی ہے
 کہے قرآن جس کو حرمات اللعالمیں وہ ہے
 دعا خیر ہے جو دشمنوں کو اُسکو کیا کہئے
 انہیں جو زہر کے اسکی خطا بخشیں وہ ایسے ہیں

بہیں کج ثبوتِ محشر کی رحمت پر ہو گی
 نہ رحمتِ نبی کی عام ایسا ہو نہیں سکتا
 نہیں محروم دشمن بھی اگر خاصا رب پر ہے
 زمین سے چرخ تک سب آپ کی حرمات کا سماں
 تعالٰیٰ لے کر کیا رتبہ ہی کیسی شان پائی ہے
 خدائی بھریں جو بے مثل دیکھتا ہوں وہ ہے
 کرے جو دہشتوں پر لطف اُسکی کچھ نہا کہئے
 بتائے کیا کوئی کیا پوچھتے ہو یہ کہ کیسے ہیں

ورود بر مکانِ امِ معبد

ہو و اور مکانِ امِ معبد پر بخیریت
 یہاں کچھ نوش کرنا چاہئے یہی خیال آیا
 مسافر جو کوئی آتا تھا دعوت اُسکی کرتی تھی

سراٹھ کو کیا رخصت چلے آگے کو آنحضرت
 قریب اُسکے ٹھہر کر دیر تک آرام فرمایا
 وہ بڑھیا میرانی حب و عشق اُسکی کرتی تھی

گئی سرکار کے پاس اور روکرائیوں کی
 مگر میں سخت مادم ہوں بہت محبوب نالوں
 نظر اس وقت کوئی شکل مستح نہیں پڑتی
 میری ہرانی تھی اسکو جو اوہر ہو کر گذرنا تھا
 مگر اس سال تو ہیں بکریاں بھی دو دھ خالی
 یہ سکر شاہ والا نے کہا اس کہ اے بی بی
 کہا اس یہ ہی اسی ضعیف و لاغر اور بھوکی
 کہا سرکار نے ہاتھ تو پیچ دیں جو کہتی ہو
 وہ بولی نہیں کہ انہماں مجھے ہے عذر ابیں
 کئی دن تو کچھ کھایا نہیں بھوکی ہی پیاسی
 ہو سرکار گویا تمکو کیا اس عزم جاو
 نہ کی کچھ دیر پھر تعمیل حکم پاک حضرت یہ
 اچھے شاہ ہوا اور جا کے اس بکری تیں دھو

مگر گھر آپ پھرے تو کھڑا آپ کھولی
 یہاں فحط سالی زار و مضطربوں پریشاں
 کروں کہا آپ کی بہت مجھے کچھ بن نہیں پڑتی
 مرے گھر والے لپہ کہا جی خوش میرا کرتا تھا
 کہ کرتی دو دھ مٹی لاکر میں پیش خدمت عالی
 جو بکری سامنے دھن خائیں یہ ہے کمی
 کہ چرنیکے لئے جانا تو کیا اہل بھی نہیں سکتی
 مگر خیر آج ہمکو اسے دوہنے کی اجازت دو
 مگر یہ تو سمجھے دو دھ سے اور اس کہا مطلب
 یہ اب اہل بھی نہیں سکتی جگہ سے ایسی دہلی ہے
 نکالیں گے ہم اس دو دھ ہانڈی کو کی لئے
 گئیں وہ اور ہانڈی پیش کر دی لاگو خدمت
 لیا اللہ کا نام اور نکالا دو دھ ان میں سے

دکھا با مجرہ او ز قدرت باری عیا کردی
 اسی صورت حضرت شاہ انکو کرتے جاتے
 یہ کیا تھا ایسے لاکھ اعجاز دست فیض ان میں تھے
 ہمارے دودھ اور خود بھی پیکر چلی پیر حضرت
 وہ بکری فر بہ ہدی بنی خوی پیر سکین ہیں
 کہا کہا ہے بہ راز آئی ہے میری عقل چکریں
 کہا اک مرد خوش خلق و حسین آج اٹھ آیا
 بہنہ کچھ کوئی یس کے رحیم ایسا خلیق ایسا
 وہ مستحسن تھا حسن تھا حسین تھا بابر حسن تھا
 کرامت ہر سخن تھا مجرہ ہر بات تھی اسکی
 قمر سے تھا وہ روشن تر قمر بھی کہہ نہیں سکتی
 بیاں اس کی کیا شوہر سے پھر وہ ماجرا سارا
 قریشی پھرتے ہیں جس کے تجسس میں ہی یہ تھا

نہ گایا اور بزن جب ہاڑی آپ بھردی
 وہ بزن لگاتی تھیں تہہ دیں بچھ جاتے تھے
 بھرے القہر سا بظرف جتنے اُن کے گھر میں تھے
 سرِ شام اُن کے شوہر تھے تو پانی عجب حالت
 بھرے رکھے ہیں شیرِ بزن سے گھر میں بزن ہیں
 یاس کثرت دودھ آخر کہاں آگیا گھر میں
 وہ ایسا تھا کہ تعریف اس کی کوئی کر نہیں سکتا
 کریم ایسا جو ادایا شریف ایسا شفیق ایسا
 بُخ پر نور اس کا آئینے سے بڑھ کے روشن تھا
 غرض جو کچھ روشن تھی فخر موجودات تھی اسکی
 وہ ایسا تھا کہ اس کو بشیر بھی کہہ نہیں سکتی
 وہ بولاد آہنجی کہ میں اس سے نہ ل پایا
 رسولِ ہاشمی یہ تھا نبیِ ابطحی یہ تھا

تو پھر دو تین دن بعد اُن دونوں نے ہجرت کی
مدینے آئے دونوں اور مسلمان ہو گئے اگر

بہت دل چاہی پھر کی آگ شوق دید حضرت کی
خدا نے کی ہدایت اہل ایمان ہو گئے اگر

ورود مدینہ منورہ

کوئی حد ہی نہ تھی انصار کی خوشیا مینا کی
چلے آتے تھے واپس دو پہر تک نہ پا گئے تھے
مکراتے نہ دیکھا دو پہر تک آپ کا مرکب
مگر تھے منتظر پھر بھی کہ شاید کچھ خبر آئے
ابھی سب اسے ہی ہیں اور گھر تک نہ پہنچے تھے
اور اُس کے آگے آگے برق کی سی روشنی پا
ہے جس کی جستجو انصار کو وہ کارواں یہ ہے
تمہارا رہنما آیا تمہارا پیشوا آیا
عجب اُسم مسرت کا تھا عالم اس قبیلے پر

مدینے میں جو خبریں جا چکی تھیں اُن کے آنے کی
سوا ڈھہر تک ہر روز اٹھ کر گھر سے جا گئے تھے
گئے انیکے دن بھی حسب معمول سرفرواہ
تو بعد اُن وقت کے واپس ہوا اور اپنے گھر آئے
وہاں یہ لوگ بیٹھا اک بیہودی چھوڑ آئے تھے
نظر اُس کو یکایک گرد راہ قافلہ آئی
ہوا اُس کو نفیس پیغمبر آخر زماں یہ ہے
پچھرا وہ کہ اے انصار و طر و قافلہ آیا
یہ سن کر سب کے سب آپ کو چڑھ آئے ٹیلے پر

نکلے تھے باہر سارے روز و رات پہنچے ہیں
 جو ان میں رونق افروز ہوئی وہ سرور کل تھا
 قبا جو سب پہلا راہ طیبہ میں محفل تھا
 لکھ ہے چودہ دن اس محلے میں قاسم کے
 کیا بالا خدا کا نام برتر آتے ہی اس جا
 بنایا خود جسے سرکار نے یہ ایسی مسجد ہے
 جہاں جاگو آئے تھے وہاں کا پھر خیال آیا
 تو بولے آگے عروج و غور کے وہ خاندان آ
 ہماری آس محبوب خدا کیوں لڑے جاگے ہیں
 کہا شہ نے گمان غم نے نکاش ایسا کیا ہوتا
 نہ چلتا ہون اپنی رائے سے دم بھر تڑپا ہوں
 جولانے والے تھے تشریف پیغمبر اپنے میں
 جو ان کے گھر رسولِ مرسلین پہنچے وہاں تھا

خبر نہ تھی یہی ہوئی فوراً رہنے میں
 تو سارے شہر میں بجاءِ رسول اللہ کا غل تھا
 ہوا آسمان جھنجھٹ و رو و سیار والا
 یہیں مولا علی اکبر نے تھے بس ہجرت کے
 وہ سب کی ہا بنیاد ہر جس کی علی التَّقویٰ
 مسلمان دنیا کی یہ سب پہلی مسجد ہے
 مارنے کا ارادہ ستیہ والا نے فرمایا
 خطائیں ہم سے کیا سرزد ہوئیں اے عز و شان
 ہمارے گھر سے جاگے ہیں کیوں چھوڑ جاتے ہیں
 کسی سے بھی خفا ہوتا نہیں میں غم سے کیا ہوتا
 میں ہوں مامور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ کرتا ہوں
 خوشی کے شاد و بانے بکتے تھے گھر گھر اپنے میں
 تو بھی الی مسرت حق حسن عید فرماں تھا

ہر ایک اُن میں کتنا تھا کہ میں سب سے سوانح
 بنی ہمان انصار کے گھر میں رہا تھی
 یہ عالم تھا کہ آغوشوں سے بچے نکلے جانے تھے
 درو دیوار روشن ہو گئے تھے اُن کے آنے سے
 کہ جب انصار میں شخص کا یہ مدعا ہو گا
 مری نقیب میں سرکار کی خدمت گزاری ہو
 نہ رو کے اسکو کوئی بجا نور مامور ہے میرا
 جہاں یہ میٹھ جائی وہی منزل مری ہوگی
 یہ دولت تھی ابو ایوب انصاری کی قسمت
 چلی اور چلتے چلتے اُن کے دروازے پہ جا بیٹھی
 کہ ہماں مئی کے گھر شہنشاہ معظم تھا
 اتارا اور شاہ دو جہاں کو اپنے گھر لائے
 کہا سرکار کٹھن حضور اوپر کی منزل میں

کرم فرما دیں مجھ پہ شاہ انبیاء ہوں
 ہوئی تھی چونہ اس پہلے ایسی شادمانی تھی
 جوان و پیر کا کیا ذکر جو نیشاں تھے
 انش کہتے ہیں تھی کا فوز تار کی زمانے سے
 خدا جانے وہاں اُس وقت وہ عالم بھی کیا ہو گا
 مگر گھر کے ٹھہریں اور مجھ پر فضل باری ہو
 اجم شوق خدمت آپ کے دیکھا تو فرمایا
 فوراً ہٹ جاؤ آگے سے یہ مشکل حل بھی ہوگی
 خدا کی نشان چکھو غل کس کو اسکی قدرت میں
 نہ ٹھہری اور نہ رہتے ہیں کہیں پھر در آ بیٹھی
 وہ کہ کیا پوچھنا جو کچھ خوشی کا اُن کی عالم تھا
 خوشی سے میرے ہر کھکھار اسامان سفر لائے
 زبان پر پھر وہ اپنی لاجو انش کہ تھی دل میں

ہوا ارشاد اسہل تو نہیں شکل بڑی ہوگی
 بہت تکلیف ہوگی عورتوں کو آنے جائیں
 ہوئے خاموش بدابو بے فکر حکم آنحضرت
 مگر اس رت نرک ادب یہ تھا حال نکو
 غرض اکن بہت رہے بہت الحاح زواری
 قبولِ خاطر افس ہوئی آخر دعا ان کی
 مدینے میں ابو ایوب سے مفت رٹھ رہے
 ہوا پھر حکم شدہ زید و ابو رافع چلے جائیں
 لے آئیں انکو بھی ہمراہ فرمایا یہ قدرن بھی
 پیچھے ہی چلے آئیں ہوا یہ حکم محکم بھی
 اُنھیں کے ساتھ عبداللہ بن صمدین بھی آئے
 خبر داری نہیں کی پھر شدہ والانے فرمائی
 یہاں کام اسہل پھر سے نہ ہوہر کی سلاخوں سے

مہربان آمد و رفت صحابہ ہر گھڑی ہوگی
 مناسب قیام اس واسطے نیچے کے حصے میں
 کہ بجز حکم کر سکتے نہ تھے کچھ غدر اور محبت
 نہ تو اس طرح حفظ مراتب کا خیال ان کو
 وہی پہلی شہ کوئین سے پھر خواستگاری کی
 لکھا کہ آپ نے منظور کر لی التجا ان کی
 بہت بھی خوش رہا وہ سات ماہ آپ کو گھر سے
 وہ کتے سے جنابِ فاطمہ زہرا کو لے آئیں
 نہ چھوڑی جائیں سودہ ام کلثوم ام ایمن بھی
 کئے ان کے حوالے و نوسر اور پانچ درہم بھی
 عیال اہل صلیبی کو اپنے ساتھ بل لے
 جو ہر اس وقت یہی بنائی اور بنوائی
 بنی امیہ اور مٹی سے پٹی حرمہ کی شاخوں سے

خبر ہے اُس میں معاری ہر کس سرت مبارک کی
فلک کو بھی نہیں حاصل جو رفعت اُس نے پائی

وہ ہے جنت سے بڑھ کر ہمیں گنجائش نہیں سکی
نہ کون و مکان اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

قصہ عبداللہ بن سلام

سلام اُن کا پڑ تھا لوگ عالم اُنکو کہتے تھے
کئے اپنی سمجھ میں کچھ سوالات اہم اگر
مگر سرکار نے بخشنا جواب با صواب اُن کو
مسلمان ہو گئے فوراً پڑھا کلمہ شہادت کا
اور اپنی قوم کی مجلس میں گیا صدر محفل میں
مجھے حق کہیں اور چہ پر خندہ زن ہو گئے
پھر اُن سے پوچھیے کیسا ہوں بیت امتحان لے
اُنھیں پردے میں کھا با و شاہ دین ڈوبائے
تم اپنے بھائی عبداللہ کو کیا سمجھتے ہو

مدینے میں یہودی ایک عبداللہ رہتے تھے
اُنھیں پیام میں آئی وہ پیش سب اطرہ
جو تھے اُن کے سوال اُن پر تھا نابینا اُن کو
وفاک کر رہ گئے مومنہ حضرت ختم رسالت کا
مگر بولے نہ دیکھیں کہ میں عالم ہوں عامل ہوں
سُنیں گے جنت یہ حالت تو اگر طعنہ زن ہو گئے
بلا کر اُن کو جہنم کو ایک گونے میں چھپا دیجئے
یہ سُن کر اُن سے بلوائے یہودی شاہ والائے
جب آئے وہ تو فرمایا بتاؤ کیا سمجھتے ہو

تو کہنے لگے عالم ہے وہ اور ابن عالم ہے
 کہا حضرت نے نخل ہوں اگر وہ اہل بکام ہیں
 تو یوں گویا ہو وہ کیا عرض اس کام سے اُسکو
 یہ صورت دیکھ کر انعام محبت کا خیال آیا
 تو عبد اللہ سے بولا کہ اب تم باہر آ جاؤ
 سنا جب حکم عبد اللہ نے ختم رسالت کا
 کہا اے قوم والو اعتبار اپنا کرو مجھ پر
 بھروسہ جن پہ ہر طفل و کس کا ہے وہی ہیں یہ
 کتاب ان کی کرتی اور سچا ہے یہاں ان کا
 یہ کہہ کر اٹھ گئے سب تو دیوانوں میں شامل ہے

کرے جو شکاف بھی تہیں غلطی ہر ظالم ہے
 تو پھر تم کیا کہو گے اُن کے ذکر عزت و تہا ہیں
 خدا محفوظ رکھے فتنہ اسام سے اُسکو
 کہا شہ نے وہی پھر اور جواب اُن سے وہی آیا
 ان اپنی دوستیوں کو حال دل اپنا سنا جاؤ
 تو باہر آ گئے پڑھنے ہو کلمہ شہادت کا
 یہ سچے ہیں خدا شاہد ہے جانوں کو بہینہ ہر
 کتابوں میں تمہاری ذکر جن کا ہے وہی ہیں یہ
 یہ میں سچے نبی میں لے چکا ہوں انھماں ان کا
 نہیں سننے تم اسکی کچھ یہ جاہل ابن جاہل ہے

نکاح حضرت فاطمہؑ

کتابوں میں سیر کی اسطرح ہے اسکا ذکر آیا

نکاح فاطمہ پھر سیدہ والا نے فرمایا

شہ کوئین کو تزیین کج کا اُن کی خیال آیا
 تو سبے پیشتر صدیق اکبر کا پیام آیا
 ابھی تم سے کچھ اور اسکے سوا میں کہہ نہیں سکتا
 عمر آئے پھر اس کے بعد اُن کی خواستگاری
 عمر سے بھی وہی الفاظ فرمائے ہم میرے
 کروغم خواستگاری بنت حضرت کی تو یہ ہنہ
 کہ شرم اتنی ہو چکی کہ انہماں خواستگاری سے
 تم اُن کے بھائی ہو پہلے مسلمان ہو چکی کچھ ہو
 اوبے سر جھکائے شرم سے پیش نبی آئے
 کہا حاضر ہوا ہوں فاطمہ کی خواستگاری
 ہوئے موجود آثار نزول وحی بھی فوراً
 مبارک ہو تمہارے عقد کو حکم خدا آیا
 وہ بیکمیرے گھر صرف اُن نہ ہی ایک گھڑا ہے

لکھا ہے جب میں سولہ برس کی فاطمہ زہرا
 جو بہر عقد و کرد و خیر خیر لانا مایا
 کہا حضرت نے بے حکم خدا میں کہہ نہیں سکتا
 سنا جب اس اب حضرت محبوباری کو
 جو اباجو سنا تھا حضرت صدیق اکبر نے
 کہا یہ تم امین نے علی سے اُن کے گھر جا کر
 وہ بولے جاؤں بھی تو کیا کہوں محبوباری
 وہ بولیں جاؤں تو شاید تمہاری دلہی کچھ ہو
 کیا مجبور اعزائے بھی تو اٹھ کر علی آئے
 کہا حضرت نے کیسے آئے اس وقت ای علی بیٹھو
 یہ سننے ہی ہوا انشا و عالی مرحبا اہلاً
 افاقہ جب اس سال سے مولا سے فرمایا
 کہا پھر یہ تبا و مال بھی کچھ تم نے جوڑا ہے

دیا پھر حکم جاؤ تم زردہ بچو ابھی جا کر
 گئے فوراً وہ اٹھ کر اور زردہ بچے بے عیلت
 یہ مرضی تھی جو محبوب خداوند تعالیٰ کی
 بلال لے تو بتلایا شہر ہے یہ کام اُن کو
 بحکم شاہ دیں جا کر کوئی بازار سے لایا
 جہیزی مال میں دو چادریں تھیں ایک قسطیہ تھا
 اُدھر زیوریں بازو بند کا صرف ایک چڑ لٹھا
 پار جس کا شہ کوئین تھا محبوب سجاں تھا
 لباس اُن کا یہ تھا جو سرور عالم کی جانی تھی
 بیاں جس کا ہوا یہ ظاہری سامانِ نبی تھا
 متاعِ دنیوی تھی یہی اس کی کیا حقیقت تھی
 وہ تھیں اللہ والی جانتی تھیں اللہ والوں میں
 روئے بخشش خاص ایندو عفار بنے بخشی

ملے قیمت جو کچھ رکھو وہ میرے سامنے لا کر
 پھرے خوش ہو کے پائی چار سو اتنی درم قیمت
 رقم پوری وہ پیش خدمت سرکارِ الہی
 منگوانے کے لئے خوشبودی تھوڑی دم اُن کو
 اُسی دن تھوڑی سی قیمت کا سامانِ جہیز آیا
 تھی دوہری اک نہالی اک پیالہ ایک نیکیہ تھا
 ادھر اک شکاک چکی تھی اک مٹی کا کوزہ تھا
 یہ اُس محذوئمہ کوئین کی شادی کا سامان تھا
 خدا کے گھر سے جس کو چادر نہ طہیر آئی تھی
 خدادادوں کا گھر تھا یہ یہاں کیا کام اِس کا تھا
 دعا میں لینے نکلیں باپ کی جو اصل دولت تھی
 چلیں لپٹی ہوئی والد کی رحمت کے دو تانوں میں
 تمام امتِ غلامی کے لئے سرکار نے بخشی

وہ کیا خوش ہوتی جی کیا اُن کا گلستاں بنیای
 جو تھا اللہ کو مرغوب وہ پر نُو رُٹیم کا تھا
 نمازوں کی رکوعوں کی اُدھر گرن میں مالائی
 اُدھر خوش تھا بازو پر بندھا حفظ الہی کا
 اچھیں حاجت تھی کچھ عطر کی جسم انھا خوشبو تھا
 وہ اُن کے سیاہ کا کاشائے فیض آستانہ تھا
 علی دولہ بنے دھو چپیں شادی کی خلقت میں
 علی نوشتہ بنے شادی چپی دھو میں نہیں دیکھو
 رنج پر نور دیکھو اُن کی زلف عنبریں دیکھو
 فلک سے نور بر سے گا وہ ساعت آنیوالی ہے
 ہر غل چاروں طرف یہ خانہ آبادی مبارک
 درودوں کی صدائوں سے جہاں میں شور برپا ہے
 چلے ہیں بن دولہ خسر و دنیا و دیں کے گھر

دیں تھیں ستر پاک زیورات زہر و تقوا ہیں
 نشانِ بجا یعنی زیبِ پیشانی زیبا تھا
 اُدھر غلیال پاموچ خرام راہ والا تھی
 اُدھر نونیگردن میں دعائے صبح گاہی کا
 یہ تھیں اُن باپ کی مٹی پسینہ جن کا خوشبو تھا
 جہاں چرخ بریں کی چاندنی کا فرشِ عازن تھا
 ملک گاتے ہو آئے تزنے بزمِ عشرت میں
 ہیں حاضر ساکنانِ مندر چرخ بریں دیکھو
 نہ دیکھے ہونگے دنیا میں کہیں ایسے حسین دیکھو
 برات اُن کی شہ کوئین کے گھر جانیوالی ہے
 علی کی فاطمہ زہرا سے ہے شادی مبارک
 سلامی کیلئے حاضر در دولت پہ دنیا ہے
 اُدھر شادی کا سماں ہے رسولِ مہلب کے گھر

علی وہ دہن ان کی یہ نسبت سرور عالم
 خوشی کی پھر کبھی ایسی منادی ہو نہیں سکتی
 ہیں دونوں یہ یکتا چنیہ کیتائی بھی نازاں
 کسی سے وصف اس دولہ کا کیا ہوا کیونکر ہو
 اگرچہ ہر طرح ذات گرامی ان کی اکرم ہے
 ہوئی تھی ان کی خلقت پاک طیبہ ناری
 عبادت کا خدا کی لطف ان کو سر قدر اٹھا
 پس ان کو عنایت وہ چو افضال ناری سے
 نہ ہو نہیں نصیب کس طرح تھیں جب آپ کی بیٹی
 انھیں خاص قرب حضرت محبوب سبحان
 نفعی جیسی اینیں ایسی بھی محبت ہو نہیں سکتی
 نہ ہوگا اور نہ خالی ہے کوئی گھر بے دانگی
 و عادت ہے یہ بھی شاہ دیں یہ وقت خصلت

براتی ہیں مہاجر اور انصارِ شہ اکرم
 مبارک اس بڑھ کر کوئی شادی ہو نہیں سکتی
 دہن ہر شاہزادی اور دولہ شاہ مردان ہے
 دہن جس کی شہ والا کی دخت نیک اختر ہو
 نبی کی ہیں وہ دختر یہ شرف بھی ان کا کیا کم ہے
 انہیں محفوظ فرمایا تھا کسل ماہواری سے
 گئیں شب کو جو سحر بے تزلزل وقت صبح سر اٹھا
 نجاتِ خلق ہر مشر وہ جن کی دوست داری سے
 بشر تھیں وہ مگر خیر البشر سے باپ کی بیٹی
 محبت شاہزادوں کی بھی ان کے جزو دایاں ہے
 کسی باپ اور بیٹی میں یہ الفت ہو نہیں سکتی
 پھلا پھولا ہے گلزار جہاں اولاد ان کی
 رہے گا شاد آباد ان کا گھر روز قیامت تک

پڑھایا پھر کماحقہ فاطمہ شاہ دو عالم نے
 پھر اس کے بعد اپنے قصر عالی میں درایہ بیٹھے
 منگایا ایک پیالہ پھر کے پانی پھر پیہر نے
 پلایا دونوں کو دونوں پہ چھڑکا شاد ماں ہو کر
 کہا یا رب میں ان کو سو نہتا ہوں حفظ میں تیرے
 رہیں ہر وقت خوش و دونوں پہ تیری خیم رحمت
 ترے نور کراستے ہوں شکیں تباہ کنی
 وہاں سے آپ جب چلے گئے تو فاطمہ روئیں
 وہ بولیں غم یہ ہے شادی ہوئی اُس شخص سیویری
 کہا سرکار نے یہ انتخاب ریت اکبر ہے
 چنے دو مرد تیرے واسطے پھر کیوں مکتد رہی
 کہا سرکار نے اے نور چشم اے لخت دل دختر
 خدا چاہے تجھ کو کوئی رنج و غم نہیں ہو گا

کیا رخصت انھیں پھر اُس سکرتم نے منظم نے
 گئے پھر اُن کے گھر اور پاس اُن دونوں کے جا بیٹھے
 لعاب پاک اپنا اُس میں ڈالا میر کوثر نے
 دعائیں پھر ہو مصروف اُن پر مہربا ہو کر
 نگہیاں ان کا تو رہنا ہیں ہوں بکایہ میں میرے
 انھیں ولاد صالح ہو عنایت اور بکثرت ہو
 رہیں محفوظ یہ شیطان سے اور نسل پاک انکی
 ہوا ارشاد کیا باعث ہی گرے کا ہو کیونگیں
 جو ہر اک مخلص و نادار اور رکھتا نہیں کچھ بھی
 علی تیرے لئے اُس کے لئے تو سب سے بہتر ہے
 ہے اُن میں ایک تیرا باپ اک تیرا شوہر ہے
 غلی ہی سابق الایماں علی ہر سب سے عالم تر
 رہے گی تو ہمیشہ خوش تر خالق معجب ہو گا

ہوا دونوں کو اطمینان سُکر بات حضرت کی
لکھا ہی یہ بھی اکثر ادویوں کے حال جید ہیں

ولیمہ کر کے پھر مولا علی نے سب کی دعوت کی
ہوا تھا چار سو ششقال مہر اس عقد بزرگ

جنگ بدر

مہینے جب ہوئے انیس پور روز ہجرت سے
مسلمانوں کو کافر راستوں میں تنگ کرتے
یہاں منظورئی قتل و جہاد آئی نہ تھی جب تک
ہوا حکم تو یہ شیر بھی تن تنکے غزائے
دیسری سے اُٹھے اور انکے سر پر چڑھ کے لگارا
چڑھے جو ان کے مونہ پر کر کے چھوڑا نکامونہ کالا
دکھائے اپنے جو ہر طاقتیں اپنی عیاں کہیں
ٹپٹ کر ان کو سب بھا کر دیا پیڑھے جو خود سر تھے
اتار تیغ کے گھاٹ اُسکو جو نامی دلاور تھا

انھیں حکم جہاد آیا لڑائی کے جھے نقتی
جھپٹ لیتے تھے سامانِ انکا ان سے جنگ کے لئے
مسلمان لٹ رہی تھے کافروں کے ہاتھ سے ایک
بڑھے اور کافروں کے سامنے میں ان ہیں آئے
ادھر آئے ادھر پہنچے بسے پٹیا اُسے مارا
بدانجامو کی دنیائے ستم میں زلزلہ طوا لا
کئے ملک ان کے ویراں چوٹ انکی بتیا کر دیں
اُلٹ کر رکھ دیئے تخت ان کو کسر اوقیر تھے
ابوہل شقی تھا پھر نہ محب تھا نہ غنتر تھا

جہنم سے اور مفرد اُن کے تھم نہ سکتے تھے
 لڑائی میں مسلمان اُنکے موہ پر چڑھتے جاتے تھے
 یہ تھے جس رنگ میں اُنکے ہنسی ہنسی تھے
 جو چاہے کچھ بھی راہ راست لیتے تھے
 وہ بے سامان تھے لیکن دولت و کرم گہیاں تھے
 یہی خیر تھا اُن کا اور یہی تلوار تھی اُن کی
 بھر و سہیت پر رب کا تھا رحمت اُن کے اگر تھی
 دکھا دیتے تھے وہ ہوں راہ حق پر جان بھرتے
 وہ کر کے صلح یا تیغ آزمائی کر کے اُٹھتے تھے
 کہا کفار نے انہو مسلمان بڑھتے جاتے ہیں
 ارادہ یہ کیا سب کے تیار ایک لشکر ہو
 اپہل نہیں سب زیادہ اس میں ساعی تھا
 ابوسفیان و عتبہ اور شیبہ منع کرتے تھے

نہرا ان میں سو تیرہ کے اُنکے جم نہ سکتے تھے
 وہ پیچھے ہٹتے جاتے تھے ایک بڑھتے جاتے تھے
 کہ وقت صلح تھے موم اور وقت جنگ تھے
 جو لڑنا اُس سے لڑتے تھے جو ملنا اُس سے ملتے تھے
 بڑا سامان تھا اُن کا یہ کہ وہ پکے مسلمان تھے
 یہی ڈھال اور یہی شمشیر جو ہر ذی اُن کی
 وہ پیچھے کس طرح ہٹتے کہ جنت اُن کے آگے تھی
 رسول اللہ کے پتے ذرائی ایسے ہوتے ہیں
 جہاں بھی بیٹھ جاتے تھے صفائی کر کو اُٹھتے تھے
 ہر لازم ان کی سر کو بی کہ سر پر چڑھتے جاتے ہیں
 اور اُس میں ہر سب کی پیناوی تہ گھر گھر ہو
 وہ سب اُس کی رعیت تھے وہ گویا انکار غی تھا
 مال کا اُن کے سامنے تھا اُس سے ڈرتے تھے

بہت روکا بہت سمجھائیں باتیں اسکو وقت کی
 مگر اس کے دوسرے پر موت تھی کپال سکتے
 کہا غبنہ نے اسی سردار قوم اس صند باز آجا
 یہ مانا انکو نصرت بھی ہوئی تو کیا نتیجہ ہے
 خلافت اسکے ہو تو ساری دنیا میں منسی ہو
 وہ بولا ان ستم مکرور ہونا مروی وہی ہو
 یہ مہیاں ہر جو عمروں کا تم کہتے تباہ ہو
 کہا غبنہ نے خیر آنے تو دیکھو دن بتا دوں گا
 نتیجہ کیا ہی اپنی مدح کے قصے سننا سے
 اُمیہ نے کہا میں اس لڑائی کا مخالف ہوں
 ہوئے کچھ دن کہ سدا بن معاویہ جو سیر گھر
 رسول مرسلین نے ایک ن جہم سے یہ فرمایا
 مسلمان تو نہیں ہوں مگر دل میرا کتنا ہے

جہان تک رسکا اُس دشمن وہیں کو نصیحت کی
 خیالات اپنے اُس کے دل میں کیونکر ڈال سکتے
 لڑائی میں ہمارا ہر نہ کوئی فائدہ تیرا
 ملیگا اُن سے کیا کپال اُن کی پاس کھڑا ہے
 خبر ہو اُسکی بھی اُسوقت جو ذلت تری ہوگی
 تمہیں لڑنا نہیں تو جاؤ گھر کو اپنے راہی ہو
 تمہارے دل میں ہشت ہر مسلمانوں کی بزدل ہو
 ہے تو نامرویا میں یہ تجھے ثابت کرادوں گا
 لڑائی بھی کہیں سر ہوتی ہے باتیں بننا سے
 نہ گھبرے باہر آؤں گا مسلمانوں سے خائف ہوں
 اُٹھیں برسین تذکرہ مجھ سے کہا آ کر
 مسلمانوں کے ہاتھ اُمیہ جائے گا مارا
 کہ وہ جو کچھ بھی فرما دیتے ہیں وہ کچھ سنا ہے

مسلمان بھی نہیں ہی اور پھر یہ وہم ہے جھگڑا
پھر اہل وادی مکہ کو کس کا آسرا ہو گا
کہ تو تنہا بھی لڑنے کو چلا جا تو کافی ہے
کیا اس سے بہت اصرار اور پہرہ و نوح شادی
ابو جہل شقی نے اُس کو آخر کر لیا راضی
نہ مانا وہ کسی صورت سے ہڑادی چڑھائی کی

رواکی شکر کفار

رجز پڑھتے ہوئے نکلے کہ گئے بھونکتے نکلے
یہ کہنے موت کے مونہ کے لئے اک قلم تر تھے
یہ کہنے جہاڑ کر پھینکا تھا کوڑا ارض اقدس کا
یہ کہنے چن بے سارا مسلمانوں کی دعوت تھی
یہ کہنے مرنیکو دولت گھر سے دور چلے گئے تھے

ابو جہل اُس سے بولا ضبط اسے نا فہم ہے نہ جھگڑا
اُمّیہ جب نہ ہو گا ساتھ کس کے قافلہ ہو گا
مجھے تو یہ گماں تھا ساتھ میرے فوج اتنی ہے
اسی صورت کی تعریف اُسکی اور پھر کی
وہ مردود خدا و دشمن اسلام تو تھا ہی
منقر کی جگہ پھر برائے اس لڑائی کی

بھڑکتے اور سگ سے بھی اپنے چمکتے نکلے
یہ کیوں کہنے کہ وہ شیر و شکر آپس میں مل کر تھے
یہ کیوں کہنے کہ اک لشکر تھا وہ اعدائے انجس کا
یہ کیوں کہنے کہ اُن کے پاس سامانوں کی کثرت تھی
یہ کیوں کہنے کہ لڑنے کے لئے مسعود رجائے تھے

یہ کیوں کہئے ابو جہل شکر میرا ماں تھا
 یہ کیوں کہئے کہ خود آہنی کی ضد قتانی تھی
 یہ کیوں کہئے کہ مردودوں کی تلوار چمکتی تھی
 یہ کیوں کہئے زہرہ پوشی ہیں خرد ایک ایک تمن
 یہ کیوں کہئے کہ وہ نام آوری کر نیکو جاتھے
 یہ کیوں کہئے سواری بیٹھے گھوڑی بمعا شہو کی
 یہ کیوں کہئے کہ وہ ہے کے جہلم وہ مونہ ڈالے
 یہ کیوں کہئے کہ تھی گرد سفر عہد آرجاں کی
 یہ کیوں کہئے کہ ڈیرہ بنجیوں میں شاواں فرحان
 یہ کیوں کہئے کھچی تا دوشاں سب کی کیا نہیں
 یہ کیوں کہئے جلال یکے ہاتھوں میں کھلتے تھے
 یہ کیوں کہئے دُہل کے ساتھ بجا بوق و قمر نا تھا
 یہ کیوں کہئے مکر نہری پے تیغ آزمائی تھی

یہ کہئے ذریت تھی ساتھ اُس اور شیطان تھا
 یہ کہئے سر پہ نازل اک بڑا آسمانی تھی
 یہ کہئے بھلیاں لشکر پہ گرنے کو لپکتی تھیں
 یہ کہئے دہشت پر زور اصل ہیں اُکا داسن تھا
 یہ کہئے موت کے رستے پہ مگر نیکو جاتے تھے
 یہ کہئے جاری تھیں رتھیاں گھر گھر سراسیمہ کی
 یہ کہئے تھے وہ اعدائی مونہ ان کے کاٹے تھے
 یہ کہئے پھانکنے کو خاک کھلے تھے بیاباں کی
 یہ کہئے وہ اسیر جنگ تھے محبوس زنداں تھے
 یہ کہئے تنگ تھے اور کشمکش میں اُن کی جاہیں تھیں
 یہ کہئے نامرادی پر کون افسوس ملتے تھے
 یہ کہئے شور و اویلائے قبل از مرگ بر پا تھا
 یہ کہئے بانہا کر میان ہیں اُنکو لانی تھی

یہ کیوں کہنے لگی تھی دھوپ نہ تھی کرنی عالم
یہ کیوں کہنے لگی تھی بکھل گئی اور بار سوار تھی
یہ کیوں کہنے لگی کہ جنگ بدر سر کر نیکیا ہے
یہ کیوں کہنے لگی کہ زہر آلود نیزوں کی سنائیں
یہ کیوں کہنے لگی کہ تلواروں کے بادل تھی برسنے کو
یہ کیوں کہنے لگی کہ زہر پوشی تھی اُن نامہ سیاحوں کی
نہ کہنے یہ بھی گھر سے نکلے تھے وہ خاک اڑانے کو
غرض یہ سارو سامان کے اطمینان سے نکلے
سوار اُن ہیں تھے کچھ لوگ اور کچھ پیادہ
و کھلتے جاتے تھے اپنی اولوالعزمی ارادوں
سلاح جنگ اِحرام اُڑیں پر سجتے جاتے تھے
وہ اپنی جیہائی کے عمل دکھائی جاتی تھیں
یہیں چلتے ہوئے جاتے قیام پر نہ کھڑے آئے

یہ کہنے بل اُڑتے تھے دوزخی نارِ جہنم ہیں
یہ کہنے مرنے کو نکلتے تھے گھروں اور بھاری
یہ کہنے مختصر سی بات ہے مرنے کو آئے تھے
یہ کہنے سانپ نہ بھکھوے تھے اور باہر زبائیں
یہ کہنے ناگنیں بن بھاری تھیں اُن کے دُسنے کو
جہنم کو چلیں تھیں گھمراہ بندہ کرگنا ہوگی
یہ کہنے خاک اُڑی تھی روٹھوں کے منانے کو
وہ اپنے زعمِ باطل میں نہایت شاک سے نکلے
وہ سب سوسے کم تھے اور سو سو زیادہ
شتر تھے سات سو گھوڑے ستائیں ہمارے
گر جتے جاتے تھے بادل سے باجھتے جاتے تھے
اتیں لگنے والیا کچھ ساتھ میں رگانی جاتی ہیں
غرض س سارو سامان مقام بدر تک آئے

وہاں شیطان جب کُرُتار انوج اعدا کو
 کیا حضرت فوراً سُورہ احزاب سے اپنے
 یہ فرمایا کہ مجھ سے خائف اکبر کا ہے وعدہ
 تجارت کا مگر جو خائف تھا اُس سے وِرگِزِ
 کہا اُن سے بعض اصحاب نے لیکن یہ تھا اچھا
 ہوئے برع شہ کوئیں اس تقریر سے اُنکی
 کہ ان اصحاب میں موجود صدیق و عمر بھی تھے
 کہا ان چاروں کے اہل و عیال کو اس کی خبر کیا
 یہ سب درم قتال و جنگ پر اصرار کرتے ہیں
 کہا مقداد نے ہونگے نہ بیٹھے رہنے والوں میں
 کہا پھر سعد نے ہم لوگ دریا میں رہنا ہوگی
 وہ ہوگی سبھی راہ دین حق میں جس کی خوش ہوا
 ہوئے شتاو اور بیٹم سیدہ والا نے فرمایا

خبر دی آگے جبریل اپنے شاہ والا کو
 خبر لائے تھے جو روح الامیں وہ سب کی اُن سے
 کہ ہو گا کاخروں پر یا متاع و مال پر قبضہ
 کہ وہ تو جا چکا مکن نہیں اب پاسکو اسکو
 نہ کرتے ہم قتال اور تاجروں کا مال مل جاتا
 مگر بات آگے چھی پُر گئی تقدیر سے اُن کی
 تھے مقدار خرد آگیں و سدا سو بھی تھے
 یہ سمجھے ہی نہیں سرکار کے مد نظر کیا ہے
 خدا کے اور نبی کے سامنے اقرار کرتے ہیں
 نہ ہم ٹھہریں گے انا اھمنا کے کہنے والوں میں
 غرض یہ ہی مطیع حکم ہی ہونگے جہاں ہوگی
 کریں گے ہم جہاد ایسا کہ اللہ و نبی خوش ہوں
 کہا ہوگی تمہاری فتح ہے اللہ کا وعدہ

بنیاری لشکر اسلام

دیا پھر شاہ دیں نے علم تیار ی لشکر کا
 در دولت پہ خوش ہوتے ہو با صد آب
 وہ تھا ماہ صیام اور بارہویں تاریخ تھی اسکی
 مسلمانوں کے اس لشکر کے چلنے کا یہاں سنئے
 تھے یہ سب تین سو تیرہ مسلمان اور نہتے تھے
 چھڑیل اٹھ تلواریں تھیں یہ کل انکا سامان تھا
 یہ دس سے چلے تھے لڑنے کو یہ دھنگ تھی دیکھو
 ہزار اعدا دیں اور اس طرف بس نہیں گھوڑے
 دیا تھا حکم یہ اونٹوں کی نسبت شاہ والا نے
 نہتہ والا کے حصے میں علی مرتضیٰ آئے
 مری باری بھی سرکار ہی چڑھ لیں تو اولیٰ

ہو اتیار لشکر جاں نثار ان پیغمبر کا
 ہوا تھا حکم جن کو ساتھ چلنے کا وہ سب آئے
 مارینے سے چلے جب بدر کو وہ سرور عالی
 جو تھا سامان اُنکے ساتھ اسکی داستان سنئے
 بس ان پاس ستر اونٹ تھے اور تین گھوڑی
 سوا ایک ہی کا لطف تھا اور فضل رحمان تھا
 ذرا ان آہٹہ تلواروں کو اور اس جنگ کو دیکھو
 یہ کچھ بھی تو نہیں تھی یہ بھی کیا کہنے کہ تھوڑے تھے
 کہ ایک ایک اونٹ دو دو آدمی بس باری باری
 نوکرتے یوں دسے عرض پیش مصطفیٰ آئے
 ہوا ارشاد عالی نے علی یہ راہ مولیٰ ہے

میں مستغنی نہیں تم سے زیادہ اجر پانے میں
 جو مولا علی چپ سُن کے یہ ارشاد آنحضرت
 لایک لینے کو دُورے جہاں اٹھی جبر ہر اٹھی
 نشان تھے پابندی کی نشانی ہر سپاہی کی
 جھکنا ان آٹھ پہنوں کی نہ تھی اُس ایک ہاتھوں
 ضیا تو ان کی بجا رکوز میں پر پڑھ کے آتی تھی
 کی انکی انہیں مانع نہ تھی جبر اکڑاتی تھیں
 جھکنا ان کے قبضے انکی شکلیں پیاری پیاری تھیں
 یہ چلنے میں نسیم خلد تھیں کھنچنے میں دبیر تھیں
 بڑھیں تھیں یوں کہ بوجھ نہیں کو جا کے ماریں
 کہیں نشان کی اس حسن و خوبی کی نہیں دیکھیں
 رجز خوانی میں وہ فقر نہو تھے جو گندے ہیں
 بھرتی پر خدا کے مشرکوں کو لانے آئے ہیں

قوی تر تم سے ہوں چلنے کی تکلیفیں اٹھانے میں
 چلا پھر شکر اسلام دکھلا تا ہوا شوکت
 بٹھائی آسمان کے سر پہ جب گرد سفر اٹھی
 پھر سے تھے کہ کلیاں دامن ظل الہی کی
 اور تھی شمش جہت میں اور اوس تھی ربع مسکون
 یہ کہنے راہ میں چاندی کی طلحہ ہوتی جاتی تھی
 نیا موت و تھیں آپ ہی آپ اُبلی پڑتی تھیں
 وہ نازک تھیں وہ ملکی تھیں مگر دشمن پہ بہاری تھیں
 یہ تلواروں کی جا میں تھیں یہ تمشیر و کجاوہ تھیں
 چلیں تھیں لوگ اُس لیکر اُسکی دو الفقار آئیں
 یہ آٹھوں جسی تھیں ہر ہفت ایسی بھی نہیں دیکھیں
 یہ کہتے تھے کہ ہذا اللہ ایک ہم اُسکے بندے ہیں
 سلمان میں رسول اللہ پر ایمان لائے ہیں

نہ تو تھے اور نہ ہا ہے ساتھ اس لشکر کے بچتے تھے
 مسلمانوں کا لشکر کیا مبارک اور منظر تھا
 پھر ان سے کون بچتا شوق کا جن کے یہ عالم تھا
 جگر اپنی نہ میدان و غا سے چھوڑ کر بھینکیں
 غرض یوں کاٹتے رشتہ و طبع نہیں دعاؤں میں
 وہاں اردو ہو جس بہ نصورت ایسی پیش آئی
 جہاں گھر تھے کافر وہ جگہ ٹھنڈی تھی اور غم تھی
 وہ ہوا تھی جگہ اور ہم پڑے ہیں گرم میدان میں
 ہوئی تھی ان کے نادانی کہ یہ وہم ان کو گذرا
 شمشیر سے تو نہ تھے جو ہر سکے حالت نہ غیر ان کی
 کیا سامان پہ ان کی خاطر اپنی قدرت سے
 و بار بہت اس طرف خوش اہل ایمان سا بچتے تھے
 عجب منظر تھا کیا اللہ کی قدرت نمایاں تھی

لڑاکا شور تھا کجیر کے بادل گرجتے تھے
 سپہ اعظم ان میں کوئی کوئی سدا کبر تھا
 موخر مارا تھا اور مرجانا مقدم بحث
 جو ٹیکے لگتے بازو نو وہیں وہ توڑ کر بھینکیں
 وہ تھے بد زناک اللہ اکبر کی صداؤں میں
 جو تھی خشک و تر پہلی اتفاقاً وہ جگہ پائی
 یہاں تھی جس قدر گرمی وہاں اس قدر کم تھی
 یہ تنک شیعان کڈ ڈالے غلوب اہل ایمان میں
 مگر علام غیب اللہ تو دانا و مہیا تھا
 خدا تو جانتا تھا یہ کہ نیت ہے خیر ان کی
 کہ دھوئی ان کی گرد و دھرمہ باران رحمت سے
 اوہر دلدل ہوئی کفار مار مارے پھرتے تھے
 یہی بارش اوہر رحمت اوہر رحمت کا سما بھی

وہ ہر بوندِ نبین مقصود کے گوہر بن گئے
 اور گردِ وِ کہورت پہل رہی تھی اہل ایمان کی
 اور ہر سخی زبیں میں لگی تھی چلتے پھرتے تھے
 اور ہر پہنچنے فصلِ خداوندِ تعالیٰ تھا
 یہ کیوں کہے کہ کجی کو ندنی تھی اُن سپاہوں پر
 وہیں نازل ہوئی اس باب میں قرآن کی آیت
 یہ خوشخبری ہے جس میں اور یہ پیش کا فرماں ہے
 یہ معنی ہیں اُس آیت کے یہ مطلب ہے اُس آیت سے
 صفائی اور طہارت میں تمہاری ماکہ کام آئے
 مسلمان خوش ہوئے یہ مزدوہِ فرحتِ فرائدِ انکس
 تھی اس عہد مبارک کی غرض تیارِ نئے ستروں میں

اور ہر کٹارِ باعدِ ارب پر پتھر پرستے تھے
 اور ہر وہ جہنگِ فتنے تھے پوشِ باس و حرمان کی
 اور ہر وہ چٹن سکے تھے پھیل جاتے تھے کرتے تھے
 اور ہر ہزار بارشِ تیر تھا برہمی تھا بھلا تھا
 تڑپتی تھی وہ کرنے کو تڑپتی رو سیاہوں پر
 مخاطبِ ایمانِ مسلمانوں سے جس میں تھا بعدِ رحمت
 وہ آیت ہے وہ انفال میں موجود قرآن ہے
 کہ بھیجا ہم نے تم پر آبِ باران اپنی رحمت سے
 سوائے کہ نہیں محفوظ رکھے جس فیضان سے
 بڑھ چکا کچھ اور بھی جوش اُن کا یہ حکمِ خدا اُن کر
 کہ اُسے چڑھ بہرِ جنگ وہ اعلاءِ کفرِ ایں

وعاذکم بحکم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اُدھر وہ دشمن اسلام و دین بہر و غا اٹھے
 نہ تھے وہ اپنے آپ ہیں اُدھر شیطان تھا غالب
 کہا بار بے یخ و طے سے سماں لیکے آیا ہوں
 دیکھ کے سہتہ ہیں صفا اور پاک ان کی زبانیں ہیں
 بے رنگی ہیں جو کے ہیں بیخس ہیں بے زہر ہیں
 نہ کچھ تھا پاس ان کا اور نہ یہ کچھ ساتھ لائے ہیں
 بڑی نوکھا کوئی شے ان کو چھوئی بھی نہیں ملتی
 انہیں آزاد کر غم سے سترت ہا پیہم سے
 اگر یہ ہو سکے سب قتل آج اس جنگ اعدا ہیں
 جو آج کا ہے کسی کا پھر یہ نہ ہو ہی نہیں ہوگا
 انہیں منظور کرے چن بے زر لیکے آیا ہوں
 سٹے عیساں کی ظلمت نور وحدت کا اجالا ہو
 انہیں ستیغ و نصرت دشمنوں پر اسہ قاور ہے

اُدھر تباہ شدہ کو بہن کے دست دعا اٹھے
 اُدھر تھے شاہ دین اللہ سے امداد کے طالب
 تری سرکار ہیں کرنے کو فرباں لیکے آیا ہوں
 بس ان کے پاس تیرا نام ہی اور ان کی جانیں ہیں
 مگر تیرے ہی پختی میری الفصار اور یاد ہیں
 تو میری شرم رکھ لینا کہ میری ساتھ آئے ہیں
 یہ وہ ہیں پیٹ بھر کر حن کو روٹی بھی نہیں ملتی
 انہیں تو مال ہے ملبوس و دینار و درہم و ک
 تو پھر تیری پرستش حشر تک نہ دنیا میں
 جہاں میں کوئی تیرا نام لیوا ہی نہیں ہوگا
 تری سرکار میں نذر محقر لیکے آیا ہوں
 ترا کلمہ پڑھے مخلوق تیرا بول بالا ہو
 اہی تو قوی و حافظ و قیوم و ناصر ہے

مگر اک حال تھا اس وقت طاری شاہ خوشنویز پر
 مگر جاو نہیں کتنی تھی پھر بھی جسم اطہر میں
 دعا مقبول خالق ہوگی بس یا سید والا
 ہماری فتح و نصرت ہوگی ہم سے اسکا وعدہ ہے
 دنیا اپنی دکھیں اور انکو صفت صفت دکھیں
 مقام خوف سے بچے رجا کے وشت ہیں آئے
 بنائے مفصل کفار کلڑی کے اثناء سے
 وہیں پایا گیا مردہ جہاں جس کو بتایا تھا

منجھائے جاتے تھے صدیق اکبر نے پہلو پر
 تھے ان دونوں تھا ان کی نعل ہائے منہ پر
 یہ حالت دیکھ کر صدیق اکبر یوں ہنسا کہ
 ہر کیوں اتنا تر و تندر یہ سرکار کو کیا ہے
 ہیں دشمن سر پر اب سرکار اٹھ کر اس طرف دیکھیں
 یہ سن کر آپ شکر دیکھنے کو گشت میں آئے
 لئے یہاں میں پھر اس کنا کے اس کنا سے
 یہاں ہیں راویوں کے لیے یہ ذکر آیا تھا

قتل عتبہ و شیبہ و ولید

کہ لڑنے کے لئے عتبہ و شیبہ و ولید آئے
 کہ بھیجیا محمدؐ ہم سے لڑنے کے لئے کوئی
 معاذ و عوف و عبد اللہ یہاں تیار بیٹھے تھے

چھڑی پھر جنگ دہرے کے شتاق آئے
 رجز خوانی بہودہ کے لیے آواز اٹھوں بی
 بجالانے کو ارشادِ مشہد ابراہیمؑ تھے

انشا رہ پاتے بھی سرکار کا تئیں ہو ڈاٹھے
 گئے جیت تو یوں گویا ہوئے وہ دیکھ کر ان کو
 یہ بولے تم کو جن سے رنج کراؤں پر قد اہم ہیں
 تو یوں کہنے لگے اپنا نہیں نکلا ذرا مطلب
 کہا سرکار نے کہہ دے کہ یہ تینوں چلے آئیں
 اٹھے یہ شیر اور میاں میں نعرے مار آئے
 وہ بولے ہم تو گھوڑوں پر ہیں اور تم پا پیا وہ ہو
 نہ تیرے ہیں نہ بھالے یہ بھی کچھ لڑنکی صورت کے
 جھلاہم سے اچھنے آئے ہو کیوں شائستہ آئی ہے
 اور ہر سے غازیوں نے دی صدا اللہ اکبر کی
 وہی تو ہو جو کل تک اس طرف آنے سوڑے تھے
 وہی تو ہو جو کل تک ہم سے لرزاں اور خالی تھے
 یہ ہم اپنی زبانت کیا کہیں تم کیسے ڈرتے ہو

بگڑنے کے لئے کفار سے بنتے ہوئے اٹھے
 کہاں گھر غریب ہمارا کون ہو کیا نام رکھنے ہو
 مدینے رہتے ہیں انصار محبوب خدا ہم ہیں
 نبی اعمام اپنے چاہتے ہیں تم سے کیا مطلب
 ابھی اٹھیں عبیدہ جاؤں حمزہ و علی جائیں
 بڑھے اور دشمنوں کو دوسرے لٹکارتے آئے
 ہر ظاہر یا تو ہو کم عقل یا گھر سے زیادہ ہو
 بس اک تلوار لیکر چلے رہے ہو کیا حماقت ہے
 ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تم کو موت لائی ہے
 بڑھے کہتے ہو یہ بات تم نے ہم سے کیونکر کی
 وہی تو ہو جو بھلے ہیں کو منع کرتے تھے
 وہی تو ہو جو اس تیغ آزمائی کے مخالف تھے
 امیر کو بلاؤ اس پوچھو جیسے ڈرتے ہو

یقین مرنے کا رکھتے ہو مگر لڑنے کو آئے تھے
 کہہ مرنے کو حاضر بالارادہ تم ہو یا ہم ہیں
 یہ کی بھی گفتگو تم سے کہ ہم سے اُس شکر نے
 یہ کہہ کر پھینچ دین تینوں تلواریں نہایت
 ملک حیران تھے تیغ علی کے کارنامے پر
 دیا کاواچہ چھپے ہٹ کے اُس نے اپنی تو سن کو
 علی و حمزہ عالی گہر تو پئے کے صاف آئے
 ہو البکین وہیں فی انارہ بھی دشمن جاہل
 ملا جب دشمنوں کا مال اور سامان غنیمت میں

تو پھر یہ کیوں نہیں کہتے یہاں گرنے کو آئے تھے
 نبی اکابر ہمیں گہر سے زیادہ تم ہو یا ہم ہیں
 نبیا یا تھا کہے نامرد ابوہل بد اختر نے
 سروں پر اُن کے پیچھے مل گئے اُن بد کلاموں سے
 عمامے پر پڑی تھی جا کے ٹہری چار جا پر
 تو حمزہ نے بھی چکر کر دیا دو اپنے دشمن کو
 عبیدہ کے بدن پر زخم کچھ وقت مصاف آئے
 شہادت کچھ دنوں کے بعد اُن کو بھی ہوئی حاصل
 اضافہ ہو گیا کچھ مومنوں کے زور و طاقت میں

فصل ابوہل

گھبرائے

یہ دونوں بھائی تھے اور پھر تھے دونوں
 کہا دونوں بڑھ کر ای چاٹھر دذرا سن لو

یہ حالت دیکھ کر اٹھ کر مساؤ آموز آئے
 یکایک عبیدہ بن جحش ابن عوف آئے نظر اُن کو

ابو جہل ستمگر کو نہا ہے ہمو سبلا دو
 ابھی باتیں یہ ہوتیں تھیں کہ نکلا وہ اُدھر ہو کر
 خدائے پاک نے کیا خوب بات انکی بنائی تھی
 بیاں ہو عرب رحمن کا کہ بس مونہ مٹنے دیکھا
 وہ مرکب پر تھا لیکن یہ اچھل کر وار کرتے تھے
 لگائی ایکسے تلوار ایسی اُس کے زانو پر
 عرض ان غازیوں کو چین اس دم تک نہ پآیا
 یہ دیکھا جب تلے دوڑے اور شاہ دیں کے پاس آئے
 کیا وہ حال سارا عرض و رگاہ نبوت میں
 کہا سرکار نے ہے کوئی جو اُس کی خبر لائے
 یہ اُس کے پاس جب پہنچے تو سہیں جان بانی تھی
 پکڑ لی اُسکی وارھی اور چڑھے یہ اُس کی چھائی
 کہا اُس دشمن سرکار و لانے کہ ہاں میں ہو

نہیں پہچانتے ہم اُسکو اُسکی شکل دیکھا دو
 بتایا عب رحمن نے یہ ہے ابو جہل بد گوہر
 کہ اُس مردود کو خود موت ان کے پاس لائی تھی
 اور اُس مردود دیں پر اُنکو تینیں چھوڑ دیکھا
 اور اُس کے وار کو پنج پنج کے روہر بار کرتے تھے
 کہ ہڑی تک کٹی اور ٹانگے گر گئی کٹ کر
 نہ جب تک پشت مرکب سے وہ بالائے زمیں آیا
 خدائے پاک کرتے ہوئے شکر و سپاس لائے
 اوسے دست بستہ ہو کے سرکار رسالت میں
 وہیں تھے ابن مسعود اٹھکے پہنچے اُس کا سر لائے
 مگر مردودین تا وقت آخر ان باتیں تھی
 کہا تو ہی ابو جہل اے نسفی اے جاہل و خود مر
 مگر اب پوچھئے کیا آئے ہو جبکہ زباں میں ہو

پھر اُس کے سر کو کٹا اور پیشِ مصطفیٰ لائے
 سر اُس کا دیکھ کر گویا ہوئے ہوں سرورِ دیش
 سر اُس کا اپنے آگے دیکھ کر دولتِ بخاری میں
 ہو ارشادِ نبی بھی بعد از ان ختمِ رسالت کا
 ہو جب قتل یہ مردود تو بدول ہو تارِ ی
 مگر روکا اُنھیں بڑھ بڑھ کر سرورِ اراں لشکر نے
 اوہ درگاہِ رب سے فتح و نصرت کی سند آئی
 ادھر پیغمبرِ مجزما کا دستِ پاک اٹھا
 وہ اپنے پھینکیں جو وہ اُن بے ایمانوں میں
 اسی کے ذکر میں آئیں ہیں قرآن میں خبریں
 نہ ہونی فتح کیوں جب اس قدر سامان رکھے تھے
 یہ تھی اللہ کی رحمت یہ تھی اللہ کی قدرت
 جہاں کو شانِ علی شاہ والا کی دکھانا تھی

ہو خوش سرور کوئیں جب وہ سامنے آئے
 بحمد اللہ تو غارت ہوا لے دشمنِ ایمان
 کیا پھر سجدہ شکر اپنے درگاہِ باری میں
 خدا کا شکر ہے مارا گیا فرعون اس امت کا
 اوٹھایا اپنا سامان بھاگنے کی کر کے تیار
 ابوسفیانؑ ساتھ اُس کے چن رشتہ خاص دیگر نے
 مسلمانوں کے لشکر میں فرشتوں کی مدد آئی
 زمین سے لیکے تھوڑی چھریاں تھوڑی سی کٹھیاں
 ہوئیں اخلہ اُنکی ناکوں میں لکھیں کانون میں
 اسی کا تو بیاں ہر ماہِ رمیت ازِ رمیت
 ملائکے دعا مٹھی معجزی تھے لٹنے والے تھے
 نہیں تو ایک نہراہِ زمیں سو تیرہ کیا نسبت
 یہ فوجِ ظاہری جو کچھ تھی یہ تو اک بہانہ بھی

خدا نساہ ہر پھر بھی صاف و ظفر ہوتے
 جھکانے موڑنے سے کہ یہ عرق تھی جبکتی تھی
 وہ کس خوف کر سکتا تھا جس کے پاس قرآن تھا
 ہوئے اس جنگ میں مقتول کا فروہ مقرر تھے
 چچی ہر دھوم انک جن مسلمانوں کی جرات کی
 مسلمانوں میں انبار سامانِ عنینت کے
 کئے تھے نامزد و سرکار نے کفار چار اُن میں
 لکھا ہے یہ کہ اُن چاروں میں تھا نام تھا جس کا
 گڑھا پھر ایک کھدوا کر کہا اس میں نہیں ڈالو
 گھسیٹا جب پھر کڑا ناگ عتبہ کی صحابہ نے
 خذیفہ تھے مسلمان اور بڑے رتبے کو غازی تھے
 ہوا ان صفا ایماں کے دل میں کچھ خطر پیدا
 پریشاں دیکھ کر اُن کو سمجھ کر اُن کی بد حالی

یہی انجام ہوتا آپ تنہا بھی اگر ہوتے
 یہ تھی نزویج دینِ حق کہیں روکے سے رکتی تھی
 اُسے تھا کس کا اندیشہ خدا جس کا نگہاں تھا
 گرفتاروں میں بھی اس زیادہ تھے نہ کمتر تھے
 وہ چودہ تھے جنہیں حاصل ہوئی دولتِ شہادت
 گئے تھے ننگے بھوکے ساتھ مال و دولت کے
 دیا تھا حکم لاشیں اُنکی میرے سامنے آئیں
 وہ دشمن آپ کا عتبہ تھا جو ابن ربیعہ تھا
 برابر اُس گڑھے کو کر دو اور مٹی سے بھر وادو
 تھے وہ بھی پاس دیکھا یہ خذیفہ ابن عتبہ نے
 بڑے مراض تھی عابد تھے راہ تھی مازی تھے
 کیا بشری پُران کے رنج نے رنگ اثر پیدا
 بنی نے اُن کے چہرے پر نگاہِ خشکیں ڈالی

نہ کچھ صدمہ ہر ان حالات کے اُن پر گزرنے کا
یقین تھا جبکہ وہ لے آئینگے ایمان حضرت پر
ہر یہ بھی بات اُنھوں نے وقت بھی پایا بہت ٹھوڑا
اگر وہ اور دینے صاحب ایسا بھی ہو جاتے
کیا حققت اُنہیں اُن کی یہ ساری داستان

وہ بے یار رسول اللہ نہیں رنج ان کرنے کا
مگر یہ غم ہی میں اُن کو سمجھتا تھا خرد پرور
مگر افسوس کفر و شرک نے اُن کو نہیں چھوڑا
نماں تھا جبکہ پورا اور سب ارباب بھی ہو جاتے
ہو خوش سرور کوین اُن کا یہ بیان سُکر

ذکر کفار گرفتار ان جنگ

عقیل بن ابی طالب بھی اور عباس بھی آئے
مدینے میں بجا پھر دھوم سے اس فتح کا ڈٹکنا
تو یہ اُن کی مبارکباد سے شرمائے جاتے تھے
ہماری نوبت برائے نام بس تیغ آزمائی تھی
لڑے کیا تم نہیں پھر کیوں نہیں یا خیال آیا
جنہیں حاصل ہوا فخر شہادت وہ نہیں ہیں تھے

گرفتاروں میں رشتہ دار خیر الناس بھی آئے
ہوئے واپس وہاں تین دن رہ کر شہر دوالا
مبارکباد دینے غاریوں کو لوگ آتے تھے
یہ کہتے تھے فرشتوں اور فریشوں کی لڑائی
سنا سرکار نے جب کلام اُن کا تو فرمایا
لڑے کفاسے جو کمر کے ہمت وہ نہیں ہیں تھے

ہوئی جب رات حضرت خواجگاہ نازیں آئے
 کراہے حضرت عباس کچھ تکلیف بندش سے
 کہا یہ اُن پہ کیا تہذیب کیا تخویف ہوتی ہے
 یہ سن کر اکابر صاحب اُٹھے نہ اُن کے ڈھیلے
 نہ آئی انکی جب آواز تو شاہ ہر ابولے
 وہی صاحب مٹے گویا نہ نگاہیں بین روتے ہیں
 کہا سرکار نے ان کے اُٹھو اور ابھی جاؤ
 گئے وہ اور کی تعمیل اس ابتدا حضرت کی
 یہاں اس افت رحمت کا کس موہنہ سے کیا جائے
 ہوا رشتہ و خفی میں قیدیوں کی کیا جائے
 کہا فاروق نے بہتر عزان کو قتل کر ڈالیں
 جی یہ گفتگو تاویر اصحاب پیمبر ہیں
 کہا جب حضرت عباس فدیہ کرو حاضر

اُٹھے دربار سے اور منزل ممتاز ہیں آئے
 یہ کب برواشت ہو سکتا تھا اُس جانب ارش سے
 مجھے اس دردناک آواز سے تکلیف ہوتی ہے
 تو پھر وہ ہو گئے خاموش اور آرام سے سوئے
 ہیں کیوں چپکے کسی نے نہ کیا عباس کے کھولے
 ابھی کی ہیں بندش انکی ڈھیلی اب وہ سوتے ہیں
 ہیں قیدی جس قدر اُن سب کے ڈھیلے نہ کراؤ
 تعال اللہ کیا تعریف ہوا شان رحمت کی
 کہ ہو تکلیف دشمن کو تو حضرت کو نہ نیند آئے
 سزائے موت انہیں بجایا فدیہ لیا جائے
 مگر صدیق برے چھوڑ دیں انکو جو فدیہ دیں
 ہو ا فدیے کا آخر مفیدہ سرکار اطہر ہیں
 وہ بولے کچھ نہیں ہی میری اس اور اس ہو قاصر

میں سونامے کے آیا تھا وہ آیا ہے غنیمت میں
 کہا محبوب باری نے کہ ایسا ہو نہیں سکتا
 وہ سونامے تھے تم کافروں پر صرغ کی نیکو
 تو وہ بولے کہا اس لاؤں پھر اور کس طرح لاؤں
 کہا سرکارِ روانے ضرورت بھیک کی کیا ہو
 جو چلتے دنت دے آئے تھے ام الفضل بی بی کو
 وہ حیراں ہو کے بولے آپ کو انکی خبر کیا ہو
 خبر دی ہے مجھے رب نے مرقم اب بھی کچھ تھے
 وہ بولے ہاں ہیں سچا آپ سچے اور رب سچا
 عرض اسلام لائے حضرت عباس اسی عت

وہی رکھ لیں شہ والا مرے فیڑی کی صورت میں
 جو آیا ہے غنیمت میں وہ فیڑی ہو نہیں سکتا
 کہ فدے کیلئے آیا تھا جسک پاس دہرنے کو
 چچا ہوں آپ کا کیا ہو کیا ناگوں ہاتھ پھیلاؤں
 منگا بھیجے وہ سونا جو تمہارے گھر میں رکھا ہی
 وہ اس بڑھکے کس کام آئے گا کچھ دل میں سوچو تو
 کہا شاہِ دو عالم نے کہ مجھ سے مستر کیا ہے
 کیا جو کچھ بیاں اس بات کا مطلب بھی کچھ تھے
 یہ ہر ہر آپ کا شیک ہے اسے فخر عرب سچا
 رہائی اُن کو بخشی اور رکھے کو کیا رخصت

جنگِ احد

ابھی صرف ایک سال اس کے بغزوہ کو گذرا
 قریب خیم گویا تیسرا تھا سال ہجرت کا

لڑائی کا ہو اپمان کُل کُفار مکہ میں
 یہ ٹھہرا ہو، وہ اس جنگ میں مال تجارت سے
 ابوسفیان سے سب کے کہنا تم سب میں بہتر ہو
 ادھر مخفی نہیں تھی بدر کی کوئی خبر اُن سے
 بہت باتیں بنائیں اُن سے اور اُن کو بہت ڈالا
 وہ بی بی اُنکی وختِ غنہ ابن ربیعہ تھی
 کیا تھا بدر میں قتل اُس کو حمزہ آپ کے عم نے
 ابوسفیان آخر ہو گئے راضی چڑھائی پر
 صفیں لقصہ قائم کی گئیں بہرِ شمار اُن کی
 امیران سپہ میں جا کے اُن کے لشکر ہی بنے
 تھے جتنے جانور سب تیز رفتار و سبکرو تھے
 بھلا کیوں لے چلے تھے اُن کو کیسے رائے کو کج
 خبر اس لشکرِ اعدا کی دی عمِ مکرم نے

ہوا خباک اُحد کا شور و غل کُفار مکہ میں
 بچا کر اصل باقی سب کے آئیں اپنی دوات سے
 مناسب عجم سمجھتے ہیں کہ غم سردارِ لشکر ہو
 وہ خائف بھی یہ حالت کہہ نہ سکتے تھے مگر اُن سے
 مگر منہ اُن کی زوجہ نے انہیں مجبور کر ڈالا
 پادر کے مارے جانے سے بہت ہی دل گرفتہ
 اُسی دن اُسے یحییٰ کر رکھا تھا اس غم نے
 چلے سردار اس لشکر کے ہنکر اس لڑائی پر
 گئے جب سب تو لقا و نکلی سہ ہزار اُن کی
 زرہ پوشاں میں سے تھے سات سو وہ لاکھ چھ
 شتر تھے سہ ہزار اور گھوڑے اُن کے ساتھ دو تھے
 زنانہ مکہ کے بھی پندرہ اونٹنی ہو ج تھے
 لکھا یہ حال سب حضرت کو عباسِ معظم نے

دیا یہ خط کسی کو اور یہ فرما دیا اُس سے
 کتب میں یہ اور آیا ہی اخبار شریف میں
 یہاں خط ملکبا عباس کا محبوب و اور کو
 کہ وہ اس لشکر کفار کی جا کر خبر لائیں
 گئے وہ اور کسی ترکیب سے لشکر کو دیکھ آئے
 وہاں سے بڑھ کے آؤا میں رکا وہ لشکر خوہر
 کیا یہ مشورہ کفار نے قہران کی کھڈ واؤ
 اگر بالفرض اپنی عورتیں آئیں سیری میں
 نہیں تو ہیں مال و زر بہت سا اسکی قیمت میں
 ہو جب طے یہ آپس میں خوش ہو کر گئے جھلگے
 وہ بولے سچ اس تجویز کو یہ رائے فاسد ہے
 بنو بکر و خزاعہ ہیں جو کتے میں حلیف اُن کے
 ہماری جہت قدر قبر میں فوراً اٹھو واپس گئے

کہ اسے تیسرے دن خدمت والا میں پہنچاؤ
 چلا لشکر یہ اور کی پہلی منزل دی الحلیفہ میں
 تو بھیجا آپ نے اُس سمت جناب ابن منذر کو
 پتہ پورا لگالیں جب تو فوراً واپس آجائیں
 مطابق نامہ عباس کے اُس کی خبر لائے
 جہاں تھی قبر پاک مادر سلطان بھر و بر
 نکالو پڑیاں سمیٹیں اور ساتھ اپنے لیجاؤ
 تو ممکن ہی عوامان پڑیوں کے اُنکو واپس ہیں
 نہیں نقصان کچھ ہی فائدہ ہر ایک صورت میں
 یہ صورت پیش کی جا کر ابو سفیان کے اُگے
 بڑے جھگڑی پڑیں گے ہمیں یہ وجہ مناس ہے
 تمہیں معلوم ہی وہ کیا کریں گے یہ خبر سُن کے
 بہانہ ہاتھ آئے گا عداوت یوں نکالیں گے

چلا کر وہاں اور اُحد کے سامنے آیا
 اُدھر نہ اُترے کافر گہر کے تہر حق تعالیٰ
 یہ مطلب تھا کہ معنی جان میں محبوب رب اُنکی
 کہا بعض نے وہ چڑھ کے آئے ہیں تو آنے دو
 جو آجائیں یہاں لٹنے کو تو اُن سے لڑیں ہم بھی
 سنی جب بیانیہ اُن کی اور اُن کا مدعا پایا
 مگر اکثر مہاجر اور انصار اٹھ کے بول بولے
 ابھی کل بدر میں جا کر ہم اُن کو مار آئے ہیں
 اُدھر کثرت تھی بیدار اور اُدھر مجمع بہت کم تھا
 کیا نعمان نے یہ عرض درگاہ نبوت میں
 کہا سرکار نے کیونکر یہ صدمت پیش آئی ہے
 سوا اسکے لڑائی کیلئے مقرر تھا ہوں جب گے
 ہو ارشاد اے نعمان یہ تیرا بیان سچ ہے

وہیں ٹہرے وہیں اپنا مقام جنگ ٹہرایا
 ادھر سرکار آئے مجلس اصحاب والا ہیں
 سنا کر حال سارا رائے کی اُن سے طلب اُن کی
 اُبھیں کیونکہ نہ لگاؤ اپنی گھر میں بیٹھو جانے دو
 بڑھیں ہم سے یہاں اگر تو پھر جا کر اڑیں ہم بھی
 نہ کوئی نے بھی اتفاق اُن سے ہی فرمایا
 اگر البسا ہو انو وہ ہمیں کمزور سمجھیں گے
 وہی تو ہیں یہ جو پھر برسرِ پیکار آئے ہیں
 نہیں کیا یا دل کی بات ہی کیا اُن کا عالم تھا
 خدا شاہد ہیں سوقت ہو گلا رحمت میں
 تو بولے آپ کی اور رب کی اُفت کھینچ لائی ہے
 تو پھر تجھے کھیٹنا نہیں ہوں خوف اعدا سے
 تو بیشک گلشنِ فردوس میں پہنچا ہوا ہے سچ ہے

کہا مالک نے اٹھ کر بات فرمایا ہے میں دو نوں
 نہ اٹھے جو خدا کے راستے میں وہ قدم کیا کر
 کہا حمزہ نے خالق کی قسم روزہ نہ کھوٹے گا
 کہا انصار اسی صورت اور اصحاب حضرت
 پڑھا خطبہ بروز جمعہ اور ان کو نصیحت کی
 گئے فرمان تیرائی لشکر دیکے حجرے میں
 گئے ساتھ آپ کے فاروق اور صدیق اکبر بھی
 کی آرمش سلاح جنگ سے جسم مقدس پر
 سجایا لاکھ خود آہنی بالائے عمامہ
 اڑھائی چادر پر نور زینرہ ہاتھ میں دیکر
 اوپر سر اور ایسے آپس میں باتیں دونوں کرتے
 یہ کہتے تھے کہ اختلاف ان کا مناسب تھا
 ہزاروں جان نثارانِ پیمر در پہ حاضر تھے

غزا ہو یا شہادت مجھ کو یہ محبوب میں دو نوں
 ہم ان دونوں کو خواہن میں پھر کون غم کیا ہی
 میں جب تک غازیوں میں یا شہید نہیں ہو لوں گا
 تو چلنے کا ارادہ کر دیا ختم رسالت نے
 بشرط استقامت خوش خبری فتح و نصرت
 وہاں کہا تھا ہو تیار لشکر اک اشارے میں
 اسی حجرے میں بیٹھے دونوں یارانِ پیمر بھی
 زرہ پہنائی اور دتار باندھی فرق آتین
 لکائی تیغ سرکاری مکر سے باندھ کر پڑھا
 چلے اس شان سے حجرے سے اٹھ کر حق کی پیغمبر
 خلاف رائے پیغمبر کیا اب اس سے ڈرتے تھے
 عمل سرکاری کے مشورے پر ہکو واجب تھا
 سب ان میں کانپتے تھوڑے تھو خائف تھو ناصر تھے

برآمد ہو گئے اتنے میں حضرت قصیر شاہی سے
 گریقہ یوں پہ اور کی التجا شاہ ہزار تختیں
 وہی فرمائی جائے اختیار اچھی جو صورت نہ
 کہا سر کا نے پہلے کہا تم سے نہ مانے تم
 لگا کر اسلحہ پھر کھولڈالوں یہ نہیں ہوگا
 مگر میں پھر یہ کہتا ہوں کہ تہنیت تمہیں توگی
 چلے جس شوق سی پھر یہ جو ان کی سیاں کیا ہو
 لکھون بچو کی حالت شوق دل کا یہ تقاضا ہے

رہے حیرت میں سب دیدار محبوب الہی سے
 خطا تم سے ہوئی ہر آپتے بہر خارا تختیں
 ہیں ہم سب لوگ اٹھی اُسپہ جو مرضی حضرت ہو
 مگر اب آئے ہو اپنی خطا میں بخشوانے تم
 چلو اتنو کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا وہیں ہوگا
 جو میرا حکم مانو گے تو پھر نصرت تمہیں ہوگی
 جو ہو بھی کچھ تو پھر عرض شروع و انتہا کیا ہو
 بہت دلچسپ ہے اس خباک کا یہ خاص حصہ

ذکر صاحبزادگان صحابہ کرام

عمر کے بیٹے عبداللہ اُسامہ بن زید آئے
 بُرائتھے ابن غازی اور بن ارقم بھی شامل
 اوہراک بوسعیہ نامور ہمراہ لشکر تھے

پسر ثابت کے زید مقتدر بھی ان کے ہمراہ آئے
 اوہر عمرہ بن جُنُب بھی اور رافع بھی وہاں
 اوہراُن کے علاوہ بھی بہت اطفال دیگر تھے

اُہنیں دیکھا جو محبوب خدا نے توبہ فرمایا
 کیا ارشاد اُن سب کے گم رہنے سے ہٹ جاؤ
 کوئی بولا کہ رافع تیرا رازی میں کمال ہے
 ہو ارشاد آنحضرت کہ اچھا انکو رہنے دو
 سنی یہ بات سمرہ نے تو فوراً دوڑ کر آئے
 یہ کم طاقت ہیں مجھ سے زور میرا ہے بالا
 کہا اُن کہ اچھا کھلو کشتی لڑ کے دکھاؤ
 لڑے وہ اور گرایا حضرت رافع کشتی میں
 زبردستوں کے گھرو لے کہیں بھی زیر ہوئے
 پہلے تھے غازیوں میں، ماروں میں، بیروں میں
 یہ بچے ایسے تھے بہاری تھے جو کافروں پر
 وہ ایسے تھے کہ سائے تیغوں کے انکے پہونے تھے
 یہ تھا انکا لڑکپن یا جو انمردی کا جو ہر تھا

لڑائی میں ہی کیا انکی ضرورت کون انہیں لایا
 معیت اتنی کافی ہو تمہاری اب پلٹ جاؤ
 اسے سرکار اجازت دیں کہ یہ لڑائیکے قابل ہے
 جو ہیں اطفال اور ان کے سوا حضرت کرو انکو
 کہا یا سرورِ عالم قوی تر ہوں میں رافع سے
 گر البتہ ہوں میں کشتی میں انکو یا شہ والا
 اگر رافع سے جیتے تم تو پھر شکر کے ساتھ آؤ
 ہو ارشاد سمرہ بھی ہمارے ساتھ ہیں آئیں
 حقیقت تو یہ ہی شہروں کے بچے شیر ہوئیں
 بخیر و شہر ہوئے پر پوش پائی اُٹھی شہروں میں
 یہ بچے ایسے تھے جو کہلے تھے اپنی جانوں پر
 وہ بچے ایسے تھے تیر و تبر جن کے کھلونے تھے
 کہ ہر زخم بدن انکے لئے پھولوں کا زیور تھا

یہ گو دوں میں کھلا والے تھے شبیر و شبیر کے
 ہوئے ہوگے جو حاضر مجلس سبطین حضرت میں
 لے ہوگے کبھی جبریل سے دربار حضرت میں
 لکھے نعمت میں جن کی چین ہیں اُن کے بچے ہیں
 برابر آ رہی تھیں یہ صدائیں چرخ والوں سے
 الہی آگے بڑھ کر کامرانی اُنکی کیا ہو گی
 نہ کیوں معزز نور رحمت رب سے وہ بستی ہو
 فانی مخبر صاوق کے سچے ہونے ایسے ہو
 بتا تو دہی کوئی یوں دشمنوں میں اڑتے دیکھے ہیں
 نہ تھی مجزائی یہ پیمبر کی تو پھر کیا تھا
 صدائے مرحبا آتی تھی اُن کے طرزِ حسن پر
 نہ اُن کو خوف تھا کوئی نہ دلیں اُنکی دہر کے تھے
 خطا و کذب سے کیسے بری یہ دونوں بچے تھے

یہ بچے تھے مگر بچے تھے یارانِ پیمبر کے
 جو کھیلے ہوگے آغوشِ شہنشاہِ رسالت میں
 وہ آئے ہوگے جنت میں نبی و جبرئیل کی صورت میں
 جو صحابہ شہ کونین ہیں اُن کے یہ بچے ہیں
 پھلّا پھلّا سہے گلزارِ دیوانِ نونہا لوں سے
 لڑا کین جن کا لب لبابِ جوانی اُن کی کیا ہو گی
 جہاں کے بچے ہیں یہ شوقِ حق پرستی ہو
 جو بچپن ہو تو ایسا ہو جو بچے ہوں تو ایسے ہو
 کہیں بچے بھی میں اِن وغایں لڑتے دیکھے ہیں
 صداقت یہ نہ تھی اس میں برزخ کی تو پھر کیا تھا
 جوانی اور بڑھاپا دونوں قسربا اُن کی تھیں
 جو انوس تھی عہدِ نئی مگر کہنے کو لڑکے تھے
 کہ اُن کے تیر بھی نہ بچھا تھے او بچے تھے

روانگی شکر اسلام

اور اس لشکر کے نئے مسرور اعلیٰ حق کی پیغمبر
 لکھا ہوا تھی زور پوش آگے آگے ایک سوان ہیں
 مگر وہ ذات تھی بحر کرم یہ اسکی موجیں تھیں
 اوہر حال سکون قلب تھا سیر پر ہمیر تھی
 یہ سچے تھے وہ جھوٹے تھے یہ ناجی تھے وہ ناری تھے
 اوہر اعمالے ماوراء اوہر اہل بصیرت تھے
 اوہر مقبول تھے مسعود تھے منظور باری تھے
 اوہر ملک اوہر معطلی اوہر ظالم اوہر عادل
 اوہر غول بیاباں تھے اوہر گویا فرشتے تھے
 اوہر وہ مرد تھے جو دین اور دنیا کی ہادی تھے
 اوہر جو پاک اترے ہوئے تھے وہ مردک تھے

رواں آخر ہوا یہ ایک ہزار اصحاب کا لشکر
 چلے جب یہ توپیر اجوش کا کھاطر زو نہیں
 یہ کہتے ہیں رسول اللہ تھے اور انکی فوجیں
 اوہر باؤں جیتے تھے پریشان حال بمصیبت
 اوہر اعدائے رب تھے اس طرف مقبول باری تھے
 اوہر مشرک اوہر جو تھے پرستار ان وحدت تھے
 اوہر مردود تھے منحوس تھے مقہور باری تھے
 اوہر رہبر اوہر رہن اوہر عالم اوہر مال
 وہ ان کے نہیں سکتے تھے جو ان کے سرستے تھے
 اوہر نامزد وہ جو ذلت و خواری عادی تھے
 چڑھائی پر اوہر مردان مسعود مبارک تھے

نزول لشکر اسلام بمقام احمد

غرض لشکر یہ میدانِ اُحہ میں صبحِ صحرانہ پہنچا
 نماز فجر کی جا کر مسلمانوں نے ٹہرائی
 کھڑے تھے سر پہ دشمن اور یہ کرتے تھے وضو بیٹھ
 امام ان کا وہ تھا جو پیشوائے ہر وہ عالم تھا
 سحر نے بھی تو ان کے نورِ ایماں سے ضیا پائی
 اُجالا دشتِ مین بھلا ہوا تھا مہم جہینوں سے
 ضیائے صبح اُن کے نور سے شرمائی جاتی تھی
 چمنِ فصلِ گل میں جھوم کر جیسے بہا ر آئے
 نمازِ اہل حق بھی کیا نماز اللہ اکبر تھی
 کہ جسے شیر کوئی چھوڑ کر اپنی کچھار آئے
 یہ گویا حافِظوں کی ایک تفسیر کمال تھی

اسی صورت سے بڑھتا تیز اور ہوتا بہم پہنچا
 یہ پہنچے جب تو لینے کو انہیں یادِ خدا آئی
 انہیں حاصل تھا اطمینان تھی سب قبلہ رو بیٹھ
 رجوعِ قلب تک تھا ہی مگر یہ فخر کیا کم تھا
 اُٹھے بہر نماز اور غازیوں نے کی صفا آرائی
 منور ہو رہے تھے کوہ و صحرا ان جہینوں سے
 وضو کرنے سے رونق اور انسپرائی جاتی تھی
 مصلوبوں کی طرف یوں ٹوکروہ جانِ شارا
 زمیں پر تھی صد انجیر کی لیکن فلک پر تھی
 سوئے میدانِ نمازیں پڑھ کر یوں وہ امام آئے
 رکوع و سجدہ میں تھی قاعدے سے اور مسلسل تھے

یہاں ہوں کیا مراتب ان کے اعمالِ نیکوتر کے
 وعائیں ان کی تاعشِ معظّم بڑھتی رہتی تھیں
 مبارک تھے طریقے ان کے اور موزوں فریضے
 بڑھے ہی جاتے تھے اللہ کی اُمید رحمتِ
 بہت جب شورشِ کُفار ہر آئیں سب تنگ آئے
 عقب میں ان مسلمانوں کے ایسا ایک درہ تھا
 تعیناتی وہاں حضرت نے عبد اللہ کی فرمائی
 یہ کی تاکید ان کو جنگ کا جو کچھ بھی ہو نقصان
 یہ بالخصوص فرمایا کہ لٹتے ہوں اگر کافر
 باطمینان جب درے کا رستہ بنا کر پایا
 تھی اُس وقت ایک تیغ تیز تر دستِ ہیم میں
 کہا سرکار نے جو یہ تیغ لے غمہ سے
 بہت اصحاب پاس آئے یہ حکم شاہ دیں سنکر

جھکے تھے سامنے اللہ کے پیچھے پیغمبر کے
 وظیفہ نام کا ان کے نمازیں پڑھتی رہتی تھیں
 مسطہ ان کے ملبوس اور منور ان کے سینے تھے
 اگر رکتے تھے تو رکتے تھے یہ حدِ شریعت پر
 نمازیں ختم کر کر سب سوئے میدانِ جنگ آئے
 جہاں سے حملہ ہو جانے کا ان کو سخت خطرہ تھا
 پچاس اشخاص تیر انداز اور ان کے کئی ساتھی
 مگر تاکم نمانی اس جگہ سے تم نہ ہٹ جانا
 نہ ہٹنا تو بھی اس موقع سے رہنا تم ہیں حاضر
 مقابل ہونے کو کفار سے ارشاد فرمایا
 علم اس کو کیا سلطان بجز دیر نے لشکر میں
 کرے اس کا ادا حق جنگ کے میدان میں جا کے
 نہ ان میں سے کسی کو اپنے قابض کیا اس پر

نہ اُن میں سے کسی کو جہنم دیں نے غیبت کی
 کہا کیا حق ہی اس تلوار کا یا سرورِ عالم
 کہا یہ حق ہی اس کا دشمنوں پر بار ہو جا
 وہ اس سے قتل ہو جو سامنے اہلِ تم آئے
 وہ بولے حق یا سرکایں ادا کر نیو مال ہو
 وہ تلوار اپنے بخشی اُنہیں وہ خوش ہو لیکر
 لکھا ہے جیت کپڑا سرخ سر پر باندھ لیو
 رجز پڑھتے کرتے پشتِ توسن پر دلیر آئے
 بجنس کا محل جیت میں اس میں کھاتی تھے
 یہ کہتے تھے بری ہی رہی رہش اور قابلِ م ہے
 دکھاتے نشان و شوکت اور اڑاتے باؤ پانچے
 وہاں جا کر جو دیکھا عورتیں تھیں کافرہ یکسر
 بری تھیں انکی باتیں اُنہیں لگتی تھی تو نہ کوئی تھی

تو آئے خدمت سرکایں پھر بود جانہ بھی
 تو یوں اُن سے ہو خوش ہو کے گویا سرورِ عالم
 چلا اُس وقت تک جب تک یہ بیکار ہو جا
 چلائی جائے یہ اُس وقت تک جب تک نہ ختم آئے
 غیبت کیجئے بھنگو اگر میں اس کے قابل ہوں
 چلے رن کو عصا بہ سرخ اپنا باندھ کر سر پر
 تو پھر میان میں داؤد شجاعت خوب تیر تھے
 وہ یوں میں اس میں آئے میں پر سطحِ شیر آئے
 تو اُن کو دیکھ کر شاہِ دو عالم مسکراتی تھے
 مگر اس وقت مرغوبِ خداوند دو عالم ہے
 بڑھے اور منفج کوہِ اُحد تک اپ چاہے پہنچے
 پڑھے جاتے تھے نو حے بدرِ کفار مردہ پر
 مگر سب سے بڑھ تر منہ کی جو یا وہ کوئی تھی

رگا بیل سکے سر پر تیغ چاہا بود جانے
 یہ سوچے دل میں ہر تیغ نبی اس گرامی تر
 ٹھہرنے کی ضرورت پھر نہ سمجھے بس چلا آئے
 لکھا ہر سب سے پہلے اس طرف جو تیر آیا تھا
 پچاس اس کے تھے ہم قوم اُس کے ساتھ اس خباثت
 پھر آیا سانے طلحہ جو تھا ابن ابی طلحہ
 بہادر ہوں زمین آسمان تک شور میرا
 متقابل ہونے مجھ سے مباح آؤ ہو پٹ جاؤ
 بڑھے سوا علی سنکر یہ باتیں لاؤ بالی کی
 کیا وار اپنا ایسا اُس لعین پر ہوشیار رہی
 گرا جب تو اُس کا سنر عورت کھل گیا انہر
 یہ دیکھا جب تو اُس کے سانے سے آپ ہٹ آئے
 لیا اُس کا علم پھر آگے اُس کے بھائی عثمان نے

مگر روکا انہیں اُن کے خیالِ خادمانہ نے
 کہ اُس سے ایک عورت قتل ہوگوا ہو وہ نامی تر
 وہاں اُس بد زباں کو ڈانٹنے پس چلا آئے
 ابو عامر تھا اک فاسق اُدھر اُس نے چلایا تھا
 دبا یا اہل دیں نے جب تلے بھاگے اور گھبرائے
 یہ نعرہ زور سی مارا زمینیں گاڑ کر نیزہ
 مجھے پھیلانے جو قوم میں ہوں ابن ابی طلحہ
 ہر خیریت اسی میں سانے سے میری کٹ جاؤ
 بڑھایا باد پاپا اپنا علم تیغ ہلالی کی
 کہ مغز منتر تک اُس کا کٹ گیا اس ضرب کا ہی
 سوا اُس کے خوشا بد بھی بہت کی اُس نے زور و کر
 سمجھ کر یہ کہ اب یہ بچ نہیں سکتا پٹ آئے
 کیا قتل اُس کو حمزہ عم شاہنشاہ ویشاں نے

اُسے سحر ابن وقاص جری نے قتل کر ڈالا
 وہ سب ان غازیانِ پاک نے دوزخ میں پہنچا
 تو پھر لیکر نشانِ فوج و خیت علقمہ آئی
 مگر بھڑ بھی تھی عورت خبیث کا اُسے کیا چلتا
 نہ کوئی لڑنے والا تھا نہ کچھ لڑنے کا سام تھا
 انھیں تیغ و نیزہ اپنی رکھ لیا اہل شجاعت نے
 کہ تھوڑی دیر میں میراں خالی ہو گیا سارا
 غنیمت میں ہو مصروف ہی شاد ماں ہو کر

پھر اُس کا تیسرا بھائی ابو سحر شقی آیا
 اسی صورت سے دس مشرک علم کفار کو لائے
 جو مروان علمبردار نے دوزخ میں جا پائی
 بہا و نخی وہ عورت اور اُس کا نام عمرہ تھا
 گئی وہ بھی جہنم کی طرف تو صاحبِ اں تھا
 یہ حالت دیکھ کر دھوا دیا اصحابِ حضرت
 بھگایا استفہر کفار کو اور استفہر مارا
 وہ سب پھر مور و لطف خدائے دو جہاں ہو کر

انتشار لشکر اہل اسلام

نہ اُن کی کچھ سنی ہر چند عبد اللہ چلائے
 نہ لوٹیں کیوں کہ مالِ نوب بد انجام باقی ہی
 لڑائی ہو چکی تھی ختم اب جا کر وہاں ٹھہریں

غنیمت کے لئے وہ دُور دالے بھی چلائے
 کہا اُن کی یہاں سپہ کا اب کیا کام باقی ہی
 ہمیں یہ حکم تھا جب تک لڑائی ہو یہاں ٹھہریں

بہت اُن میں یہی کہہ کر چلے آؤ نہیں رہے
 جو بھی سوچو پہلے سے نہ وہ فوت ہی باقی
 وہاں پہلے ہی سے تھے ناک میں انکی کھڑک
 یہ پھر بھی روکنے تھو اُن کو لڑتے اُن سے پیہم تھے
 شہادت ان سبھوں پائی اور وہ گڑھ آئے
 چلی ان دونوں میں تلوار پھر تو ایسی شہادت
 بڑھی تھی، جو اسی امتیاز باہمی کم تھا
 جو نقشہ اس طرح بگڑا تھا اس فوج مسلمان کا
 غلط فہمی انھوں نے یا ہوس کی مال دنیا کی
 بظاہر خالق کونین کی ہمیں یہ حکمت تھی
 نتیجے میں رہا نقد شہادت ان کے حصے میں
 درستی ان کی کرتا بھی انہیں ہموار کرنا تھا
 معاذ اللہ کہیں انکو ذلیل و خوار کرنا تھا

رہے عبداللہ عالی گہر لیکن وہیں ٹہرے
 رہے ہمراہ اُن کے صرف سن رہ جری باقی
 یہ موقع اُن کے ہاتھ آیا تو انہیں آپڑے خالد
 مگر کیا کیجئے اسکو وہ شہادت تھے یہ کم تھے
 جو مشغول غنیمت تھی یکایک اپنے چڑھ آئے
 کہ قیام ہوگئی اُس دشت میں صورت قیامت کی
 مسلمان کو مسلمان قتل کرنا تھا یہ عالم تھا
 سبب تھا سبب نافرمانی محبوب سجاں کا
 جو کچھ بھی کی خلاف رائے شاہنشاہ والا کی
 جو کچھ واقع ہوا یہ بہر آئندہ ہدایت تھی
 انہیں رحمت بھی دی اللہ فی رحمت پروردگار
 کہیں حد نہ بڑھ جائیں ذرا ہتھیار کرنا تھا
 مگر اظہار نشان سید ابراہیم کرنا تھا

یہ کم ہوں تو بھی نصرتِ خباک ہیں نہیں کاہی
 نہیں ممکن یہ ورنہ پیش کوئی ایسی صورت
 نبی کے سامنے ان کافروں کی کیا حقیقت تھی
 نکل جانا اگر مونہ سہی اگر سرکار فرماتے
 اشارہ سرور کو نبی کا کچھ بھی اگر پاتیں
 حضوری میں پیغمبر کی ادب کرتی ہو آتے
 انہیں لاتے سو محبوب رب مجبور ہو جاتے
 اگر بالفرض آنے سے وہ فوجیں ان کی گھڑتیں
 اگر وہ مونہ چھپا کر ان کے آگے سونٹ لگاتے
 کہیں ہٹ کر نہ جانتی کرتی روک تھام انکی
 ذرا بھی بد دعا حضرت انکے حق میں فرماتے
 جو چشمِ قہر حضرت کی خبر ان کی ذرا لیتی
 نبی کہتے تو پتے کی طرح لیکر مسل دیتے

ابھی تو سن چکے ہو بد رک کا قصہ انہیں کا ہی
 جہاں ہوں سرورِ عالم وہاں حاصلِ نہرِ مہر ہو
 الٹ دیں طبقہ ارضی انہیں حاصل یہ قدرت تھی
 وہ عماموں سے اپنی سامنے بندھ بندھ آجاتے
 کمائیں ان سے کچھ تیں اور انکو کھینچ کر لاتیں
 انہیں کے خود انکو سوسو حضرت سر کے لاتے
 انہیں کے مرکب آنیکے لئے مامور ہو جاتے
 پھر یروں کی ہوا میں دھکے دیدیکر انہیں لاتیں
 انہیں کے نیزے انکو سانپ بن کر نگلاتے
 پنہا دیتی انہیں بخیر ہر موبہ حرام انکی
 وہ سنگین دل خدا شاہد ہی تپھر ہو کے رہ جاتے
 سراقہ کی طرح فوراً زمین انکو دبا لیتی
 انہیں کو تیغ کی ہاتھ انکو پاؤں عمل دیتے

اگر وہ چاہتے برباد ہر گمراہ ہو جاتا
 وسیع آنا اگر سرکار کی رحمت کا دامن تھا
 صحابہ پر غرض جب یہ پریشانی ہوئی طاری
 پہ لیکن شہ عالم نہ اپنی جائے والا سے
 تھے جو اصحاب پہر پر شہ دیں کہ وہ چودہ تھے
 مہاجر صحابوں میں حضرت صدیق اکبر تھے
 زبیر ذی شرف بھی طلحہ بھی عمر بوعبیدہ بھی
 جو تھے انصار میں حاضر وہ جناب اور عامر تھے
 تھے حارث ابن ضمہ اور سہل ابن معاویہ
 ہوا ایک شہنشاہ عالم جب کفار مہذبی سے
 لکھا دیکھتے وقت اس خبک میں آیا بھی آیا تھا
 یوش کفار کی دیکھی تو بولے آپ مولا سے
 مجھے چھوڑا تھا تنہا اور مصروفِ نعیمت تھے

جو چاہا وہ ہوا جو چاہتے والہ ہو جاتا
 کہ اُس کے بھی نہ تھے بدخواہ جو بدخواہ دشمن تھا
 کوئی بھاگا کوئی کرنے لگا چھینے کی تیاری
 رہے بیٹھے لگائے لو خداوندِ تعالیٰ سے
 تھے سات ائمہ مہاجر اور سات انصار والا تھا
 علی رضی اور عبد الرحمن عوف کے بیٹے
 جناب سعد بن وقاص کے فرزند والا بھی
 اُسید دہل تھے اور بوجہ شہ کرام تھے
 یہ سب ان کے عاشق اور یکے عشق کی دھن میں
 شہادت پائی حمزہ فاضل میں دستِ حشی سے
 کہ تھے صرغ آپ اور مولا علی پاس کے تنہا
 جہاں پہنچے تمہارے یا تم بھی کیوں نہیں جاتے
 یہ فرماتے تھے اور اک غیظ کی حالت میں حضرت تھے

ٹپکتا تھا عرقِ روئے شہنشاہِ رسالت
 کہے جانے تھے رو رو کر زبانت اور اشارت
 یہ فرماتے ہی تھے حضرت کی کچھ کفار پہنچے
 غضب آلود ہو کر حضرت مولانا پہنچے
 اکیلے حضرت مولانا اور ان کی جماعت تھی
 فرسنادہ خدا کے تھے لبہِ نجیل آئے تھے
 یہ کہتے ہیں علی جب خیم کہا کہا کریں گرتا تھا
 وہ کر دیتا تھا جھکو پھر اٹھا کر سامنے اُن کے
 غرض مولانا نے اُن سب دیوں کو قتل کر ڈالا
 کہا سب حال جب سرکار سے تو اپنے پوچھا
 وہ بولے کچھ نہ کہتے تھے تو کوئی اُنکو کیا جانے
 کہا سرکار نے آنکھیں پور روشن ای علی تیری
 ہوا پھر نزعِ کفار بد آئیں شہ دیں پر

علی رضی تھے لرزہ بر اندامِ ہیبت سے
 غلامِ شاہ والاہوں مجھے کیا کام یا روں سے
 کہا مولانا سے اٹھو دفع ان کو تم کرو جہم سے
 بڑھے تلوار لیکر اور سوئے دشمنان پہنچے
 مگر پشتِ علی پر رب اکبر کی حمایت تھی
 رو کرنے کو اُن کی حضرت جبریل آئے تھے
 تو دیکھا ایک شخص ایسا جو میرے ساتھ تھا تھا
 میں پھر لڑتا تھا اُن کے پلے صحت اپنے زحموں سے
 تو آئے ہو کے واپس سوئے درگاہِ شہِ والا
 انھیں پہچانتے ہو تم کو کر دیتے تھے جو برہا
 بظاہر دخیہ کلبی تھے باطن کی خدا جانے
 وہ تھے جبریل کی تیری مدد شکل ملی تیری
 ہزاروں تیر آئے اور بر سے سیکڑوں تھیر

گرھے ہیں گر گئے حضرت نو غل یہ کر دیا پرپا
 کوئی کہتا ہے یہ شیطان کی آواز آئی تھی
 لکھا ہے یہ بھی یہ آواز پہنچی تھی مرنے تک
 جناب فاطمہ دُڑیں اسی آواز کو سُن کر
 لہو دھو تے تھے اصحاب آپ کے رُکھ بار سے
 رو آپاں سے خود سرور دیں پونچھے جانے لگے
 نہیں منظور جبکہ ساری دنیا کی تباہی ہو
 مرا اک قطرہ خون بھی جو رو خاک پر آیا
 قیامت میں گئے خشک سہاموں اور بیرا
 بدی ان موزیوں نے سرور دیں یہاں تک کی
 سمجھ کر اور کچھ کافر تو رخصت ہو کر گھر کو
 ابی ابن خلف اُس دن جو پیش شاہ دیں آیا
 کہا اصحاب نے تم قتل کر ڈالیں اُسے جا کے

کہ لو ہم نے نبی کے دشمنوں کو قتل کر ڈالا
 مگر تحقیق کیا ہوتی کہ شورش تھی لڑائی تھی
 گماں ہوتا ہے اس تھی صراحت شیطان کی بیشک
 مگر آئیں تو دیکھا ہیں سلامت سید اطہر
 زمیں پر ایک بھی قطرہ نہ اُسکا گرنے دیتے تھے
 یہ کہتے تھے نہ گرنے پائیں میری خون کے قطرے
 نہیں منظور جبکہ بارشِ قہر الہی ہو
 سمجھ لیا کہ قہر خالق اکبر اتر آیا
 نہ ہو گی گھاس بھی رُو زمیں پر حشر تک پیدا
 شہادت ہو گئی ایک اگلے دندانِ مبارک کی
 یہاں محفوظ رکھا رب اکبر نے پیغمبر کو
 زباں پر چن رگستاخانہ جملے بے ادب لا یا
 مگر روکا اُنہیں سرکار نے اور خود بڑھے آگے

زیر عوام کے فرزند نر و شاہ والا تھے
 وہ پھینکا اپنے اُس خالق اکبر کے دشمن پر
 یہ کھایا زخم جب اُس نے تو خواب کبر و جاگکا
 بہت بچین تھانا لاں تھا چلا تا تھا روتا تھا
 کہا کفار نے اُس سے کہ تو مارو کیسا ہے
 کہا اُس نے کہ ایسا زخم کھا آؤ تو پھر کہنا
 چلے اُن کے نہ آگے کچھ راؤ کر کے رہ جاؤ
 غضب تو دیکھئے وہ باوجود اسکے ستائے تھو
 غرض زندہ نہ پہنچا دشمن سرکار کئے میں
 سنا ہے بہترین خلق اور بابرخت نروہ ہے
 تھے اُن میں اور مودی پانچ ایسے اکفرو اعلم
 پھر اپنے غازیوں پر کی توجہ فضل رحمت سے
 شہ کوہین نے پھر انکو بخیر سائی تھی

بڑھایا دست اقدس اور بیزہ لے لیا اُن سے
 خراش آیا بہت ہلکا سا گرد نکش کی گردق
 کیا گھوڑا وہیں اپنا واپس اور وہ بھاگا
 اُسے تکلیف ایسی تھی کہ گویا جان کھوتا تھا
 تو جس استغدر روتا ہی کیا یہ زخم ایسا ہے
 ذرا صورت اہنیں اپنی دکھا آؤ تو پھر کہنا
 ہی یہ تو زخم وہ کہہ بن تو تم سب کے رہ جاؤ
 شقی یہ جانتے تھے اور پھر ایمان لاتے تھے
 لکھا ہے مر گیا وہ واپسی کے وقت رستے میں
 ہوں محبوب خدائے پاک جس کے قتل کو ورپے
 شہنشاہ جہاں جن کو دی تھی بدو عا ارم
 دعا مغفرت کی اُن کو حق میں رب عزت سے
 سائی پڑے وہ آیت جو اُن کے حق میں آئی تھی

خدا نے پاک انسان پر یہ رحمت اور بخشش کی
 ہوا ارشاد بھی اب کبھی ایسا نہیں ہوگا
 خدا اچا ہے تو آئندہ مجھے تم سدا رکھو گے
 خدا ناکر وہ ہوتے کس طرح وہ ابتلا والے
 نہ برگزائیں کوئی ناصر فرض محبت تھا
 وہ غیر انبیاء تھے اس لئے اُن کو نصیحت کی
 دینے کو پھر اسکے بعد واپس آگئے حضرت

کہ آئندہ نہ کی کچھ باز پرس اس جرم لغزش کی
 ہمیشہ فتح ہوگی خالق اکبر معین ہوگا
 نصیحت ہوگی کافی تمہیں اب یاد رکھو گے
 خدا کا کام تھا اور لڑنے والے تھے خدا والے
 مگر تھے آدمی یہ افتضائے اودیت تھا
 وہ اصحاب نبی تھے اس لئے پھر اُن پر رحمت کی
 اُدھر کفار بھی مکے کی جانب ہو گئے رخصت

غزوہ نبی نصیر

مع اصحاب جاتے تھے کہیں اک روز پہنچے
 یہ پہنچے جہنم وہ کافر بڑی خاطر سے پٹلے
 بڑی تعظیم کی پہنچے پٹ والو گھرانے کے
 وہاں تھا جی ابنِ خطیب مردود بھی بیٹھا

پڑے وہ راہ میں گزر رہے وہاں نصیری پر
 ضیافت کو کہا سرکار سے اور اپنے گھولائے
 لگا کر تکیہ اکے دیوار سے محبوب رب بیٹھے
 کہاں کافروں سے آج موقع ہے بہت اچھا

چڑھو چھپت پروہاں جا کے پھینکو اُن پاک تھڑ
 عمر ابن حُاش اٹھا کہ میں یہ کام کرتا ہوں
 سلام اُن میں یہودی ایک تھا جو ابن اشکم تھا
 کہا اُس نے یہ صورت ناروا ہے اور بجا ہے
 سوا اسکے جو ہر عہا اُن میں ہم ہیں وہ بھی ٹوٹے
 مگر مانہ کوئی اُسکا کہنا تو وہ چپ بیٹھا
 یہاں جبریل آئے اور اُسی دم یہ خبر لائے
 زیادہ دیر جب گزری تو ہم اہی بھی اُٹھ آئے
 پھر اُن کے پاس قصاب اپنے بیچا رہنے سے
 اگر دس روز کے اندر نہ اجلائے وطن ہوگا
 یہ سن کر بولے ہر تیار سامان سفر اپنا
 ہوا قاصد جو حضرت بات کر کر بہ قبول انجی
 بدین قوم سے اپنی نہیں پوری طرح دوں گا

تو سارے کام نبائیں ابھی مہلت نہ دو دم بھر
 ابھی جاتا ہوں اور قصداً اپنا سو بام کرتا ہوں
 وہ عاقل تھا خرد مند و ذکی تھا انکا حکم تھا
 خیر ہر بات کی رہت و عالم اُن کو دینا ہی
 جو مشتمل امن کا اور عافیت کا ہی وہ چھوٹے
 عمر اٹھا تاش سنگ میں اور بام پر پہنچا
 تو فوراً اُس مکان سے شاہریاں ٹھکر چلے آئے
 کہی حضرت نے اُن سے جو خبر جبریل تھے لائے
 کہ تم چھوڑو وطن یا ہاتھ دھو لو اپنے بیٹھے سے
 تو پھر تم سے قتل و غارت لاکھ بدین ہوگا
 تم اُن سے جا کے کہنا کہ تم چھوڑینگے گھر اپنا
 تو اباد لہی کر نیکویوں ابن سلول انجی
 لڑوں گا خوب لڑے بدتمہارا اُن سے لے لوں گا

وہ سب بات سُن کر اُس کی خوش ہو کر پوری
 گئے وہ دن گذرا ورجب چھوڑ گھر شہر پر ورنے
 شہ کو نین لیکر فوج اپنی اُن پہ چڑھ آئے
 اُنہیں محصور رکھا پندرہ دن تک مکان میں
 منافق فائدہ کیا انکو پہنچانے کو آیا تھا
 اُسے ایسی پٹری بھی کیا کہ ہونے کو ملو آتا
 جو دیکھا یہ صحیح اتنا کہ نہیں ہوتے دماغ اُن کے
 ورنہ خنوں کی محبت تھی بہت اُن خرد مانگوں کو
 کہا راضی ہیں اب سپر گھروں سے اپنے جان جائیں
 کہا سرکار والا نے ہی ممکن اتنا بوس اتنا
 غصہ لاؤ انھوں نے اونٹ چھڑا اور پھر حضرت
 بہت چیزیں تو انہیں ہیشمار و بے قیاس آئیں
 لگائیں انھیں ہاتھ ان کے تین سو چالیس تلواریں

ہوئے ترک وطن سے محروم لڑکی ٹھہرا دی
 تو دھاوا کر دیا اسلام کے ان قلعہ گیر ورنے
 اُنہیں مہلت سنھلنے کی نہ دی فوراً ہی بڑھ آئے
 ہوئی قہرسم کی تکلیف اُن کے خاندانوں میں
 عداوت میں مسلمانوں کی بہکانے کو آیا تھا
 وہ احمق تھا جو اُن کے پاس اب ابن سلول آتا
 تو کٹھن لئے شہ کو نین نے خرما کے باغ اُن کے
 خوشامد کے کی کٹتے ہوئے دیکھا جو باغوں کو
 جو کچھ سامان ہر اپنا اُسے لیکر نکل جائیں
 کہ تم لیجاؤ ایک ایک اونٹ پر لیجا سکو جتنا
 رہا باقی جو کچھ آیا غنیمت میں وہ بے وقت
 پچاس آؤ مگر اونٹ اور زرہیں اُن کی پچاس آئیں
 چلے لیکر یہ سب سامان اور آئے مدینہ میں

پئے تقسیم جب اسکو منگایا شاہ والا نے
 تمہاری رائے اور انصار کیا ہی کیا کیا جائے
 اور ان سے یہ کہوں وہ لوگ تم سے چلے آئیں
 رہیں اپنے گھروں میں کیے نہ خوش نہ غم بھی دل
 نہ مانو یہ تو سب میں مال یہ تقسیم ہو جائے
 سنا انصار نے جب یہ تو سب میں معاوضہ
 کہا ان دونوں ارشاد آنحضرت سنا ہم نے
 پئے انصار اسکیست نہ کچھ حصہ لیا جائے
 مگر پھر بھی گھروں میں یہ ہمار ہی رہیں قائم
 ہماری منسلوں میں ان کا رہنا وجہ رحمت ہے
 انھوں نے اپنی گھر چھوڑے ہیں دین پاک کی خاطر
 ہونا دارن میں ایک ایک ایک ایک ایک ایک حاجت ہے
 ہمارے پاس کچھ ہے سب ای سرکار کا ہے

دیا یہ حکم محبوب خداوند تعالیٰ نے
 میں کہتا ہوں کہ یہ سب اہل ہجرت کو دیا جائے
 مال اپنے بنائیں گھر اور اسکو خرچ میں لائیں
 سبکو شئی نہیں بھی بار سے ان سب کے حال
 ہمیشہ جیسی ہوتی ہی وہی تقسیم ہو جائے
 ادھر سے دوسرے اور اٹھ عباد کے بیٹے
 اور اسکو من کے فوراً فیصلہ یہ کر لیا ہم نے
 یہ جو کچھ ہے مہاجر صاحبوں کو دیدیا جائے
 کریں خدمت ہم ان کی اور رسول مرسلین ایم
 کریں ہم خدمتیں ان کی ہماری انہیں عزت ہے
 یہ ہجرت کر کے آئے ہیں شہ لولاک کی خاطر
 یہ ہیں مہماں ہمار فرض ہم پر ان کی حدت ہے
 ہم ان کے مال نکالا دے سب گھر بار انکا ہے

لقب ای شہادۃ الایمان ہوا ان کا
وہ ایڑا میں کہاں بنک کسی نے ہم میں بائیں
یہ آقا ہیں ہمارے اور ہم ان کے لازم ہیں
اگر بالفرض کچھ وقت پڑیگی بھی تو سہل ہوں گے
ہمارے شکر ادا کرنے لگے سن کر یہاں ان کے
شہدین خوش ہوئے اور مسکرائے یہ بیاں سنکر
و دعائیں اپنے اَللّٰهُمَّ اَلْاِحْجَادُ ملک کو دیں

یہ ہم میں آکے ٹہرے ہیں بڑا احسان ہوا ان کا
انہوں نے دین کی خاطر جو تکلیفیں اٹھائیں ہیں
ہیں غازی تو یہی اصحاب ہم تو ان کے خادم ہیں
مگر اپنے گھروں سے برکتیں اٹھنے نہیں دیں گے
لا وہ مال بھی سب اور نہ چھوڑے ہر مکان کے
بہت تعریف کی ایتار کی یہ دانشاں سنکر
انہیں اولاد کو اولاد کی اولاد تک کو دیں

منقبت حضرت انصار

یہ ان کے جوش و لہجہ کا ذرا اظہار تو دیکھو
ملاقات ہو تو ان کی سی محبت ہو تو ان کی سی
کسی کے پاس جا کر کیوں وہ اپنا مدد چاہیں
جنہیں حاصل مہینے میں نبی کا فیض خدمت

ذرا ان حضرت انصار کا ایتار تو دیکھو
دعائیں دین جنہیں مسر کا قیمت ہو تو ان کی سی
جنہیں چاہیں شہد کو نین وہ پھر اور کیا چاہیں
تو ان کے سامنے بارغ خباں کی کیا حقیقت

وہ عاشق اُن کا کیسا تھا یہ اُسکے بار کیسے تھے
 ہیں کچھ قتلِ فحش میں نوکر اُن کی زندگانی کے
 مسلمان کلبہ کے بینام کے دو چار باقی ہیں
 حذر الی تم پر اے سدرین عالیجاہ رحمت ہو
 نہ لغزش ہوئے پاتم ہمارا ہاتھ لے لینا
 جو تم رکھتے ہو رکھتے ہیں وہی تو پیشوا ہم بھی
 ورمقصد سے دامن طلب اُس روز بھر دینا
 یہ کہہ دینا کہ گویہ عالمی و مجرم ہیں رسوا ہیں
 ہمارے کارنامے محفلوں میں ذکر کرتے ہیں
 عبادت لیکے آئے ہیں طاعت لیکے آئے ہیں
 جو حالِ حشر میں یہ صورتِ آرام ہو جائے

الہی کیسا تھا منصور اور انصار کیسے تھے
 گئے ساتھ اُن کے تھے جو کچھ مکر دنیا کے فانی کے
 گئے وہ پھول تو فردوس میں اُبل رہے ہیں
 خدائی میں تمہارا نام روشن تا قیامت ہو
 ہمیں بھی یاد رکھنا حشر کے دن ساتھ لے لینا
 ہو تم جس اُسی کے تو ہیں آخر گدا ہم بھی
 سفارش سرور کو نہیں سی بخش رہ کر دینا
 مگر ہیں اُمتِ حضرت ہمارا نام لیوا ہیں
 ہم اپنی جان ان پر کیون دیں یہ ہم پہ مگر ہیں
 فقط سرکار کی اُبد رحمت لیکے آئے ہیں
 تمہارا نام ہو جائے ہمارا کام ہو جائے

جنگِ احزاب یا خندق

اُچار سے جب بے واپس کا فروخت ہو گیا تھا
 سوئے کہ بہت اُچار اے محبوب و دو دے
 بہت تعریف کر گئی اور دیکھے داداں کو
 کہا اُن سے کہ پھر اچھی طرح رک اُن کو دے لینے
 مگر اب بھی گیا کیا ہے چڑھائی پھر کرواں پر
 پڑھائی اب کی ایسی ہو مسلمان سارے ہیں
 نصیری تھے یہودی اُن میں کچھ اور خبری کچھ تھے
 گھر مسمور تھے دل اُن کے اہل دیں کے کینے سے
 ابوسفیان نے اُن کی مدارات اور خاطر کی
 اسے شکر اُچار اُن کا کرنے کو زبان کھولی
 بہت تیزی سے پھر بڑھتے ہوئے اک آن میں پہنچے
 کیا تیار جا کر اُن کو بھی تیغ آزمائی پر
 لگنا اُن کو تو وہ تیار دیں سب میں ہزار آ

سمجھتے تھے کہ اے فتح پا کر اسے نازاں نہ
 مبارکباد دینے کے بہانے سے یہودی آئے
 کیا اور اس طرف سے اُل بغض و عناد اُن کو
 مناسب تھا اُن میں تمہیں بھی ساتھ لے لینے
 نہ اُٹھ اُن سے اب کے بار بار ایسا دہر د اُن پر
 نہیں ہو کچھ بھی یہ کل تمہارے ساتھ اگر ہمیں
 نہ تھے کچھ بات دے اور نہ وہ ایسے جری کچھ تھے
 شہ دیں نے کیا تھا بے وطن انکو دینے سے
 بہت کی اُنکی تعریف اور محبت اُن سے ظاہر کی
 گئے پھر اُٹھ کے سب کعبے میں اور یہ بات طے ہوئی
 چلے واک یہودی اور بنی غطفان میں پہنچے
 وہاں کے کافروں کو بھی ابھارا اس لڑائی پر
 سرے صگھڑوں پر اور اوٹھو نہ چڑھ کر اُن ہزار آئے

ابو سفیان کو اس فوج کا سردار ٹھہرایا
صحابہ کو بلایا راتے بہر مشورہ ٹھہری
اور انہیں راجہ کچھہ رکھنے کو وہ سب کی خاطر

اسی کو سب آخر میں علمبردار ٹھہرایا
مدینے میں خبر جب سرور عالم کو یہ پہنچی
ہو احکم طلب تو ہو گئے اصحاب سب حاضر

ذکر خندق

تو اچھا ہی حفاظت کے لئے یہ اے حبیب حق
اسی وقت انتہام حضر خندق ہو گیا پورا
وہی مزدور بھی تھے آپ کے جملہ نے والے تھے
وہی عاشق وہی محبوب محبوب خدا بھی تھے
شہنشاہی میں بھی یتیمافتری میں بھی کال تھے
کبھی مغفور کے تخت شہی پر جلوہ گستر تھے
کبھی ہو تھے لشکر الودیک ساتھ میں انکے
کبھی فریاد سنتے تھے کبھی فریاد کرتے تھے

کہا سلمان گرو مارینہ کھو دیں خندق
کیا منظر محبوب خدا نے مشورہ اُن کا
اٹھے وہ لوگ جا کر جنگ جنت اُڑنے والے تھے
وہی اجاب بھی اُن کو وہی تیغ آزمایا بھی تھے
خدا کی شان ہی کیا کیا مدارج اُن کو حاصل تھے
کبھی تھے بویا فقر پر اور زار و مضطرب تھے
کبھی ہتھیں تھیں اونٹوں کی ہماریں ہاتھ میں انکے
گئے عالم تھے گاہے یہ خدا کو یاد کرتے تھے

کبھی میل ایک من کے حکم کی تعمیل پر ان کا
 کبھی ذکر خدا سے الگ دنیا کو رلاتے تھے
 کیا کرتے تھے فاقے تو مگر چلتے تھے جب گھر سے
 در حضرت پہ بھی حاضر تھے سلطانی بھی کرتے
 یہی تھے باوید گرد اور یہی دنیا کے ظلم تھے
 غنی ان بھی فاروقی ان میں تھے صدیق ان میں تھے
 جو ارب محبت عارف کو وہ سردار انہیں ہیں
 غصہ یہ ہی کہ جو سردار و سرور تھے انہیں ہیں
 غرض سب حضرت خدایا کیلئے تیار ہو بیٹھے
 کیا تقسیم جب ان کو ختم رسالت نے
 مگر سلمان سب بڑھ کر اپنا نام کرتے تھے
 ہاجرا و انصار ان کو جب کہتے تھے کہتے تھے
 وہ کہتے تھے ہمارے یہ کہتے تھے ہمارے ہیں

کبھی تھا حکم جاری آب روئیں پر ان کا
 کبھی روتے ہوؤں کو اپنی خدمت سے ہنسالتے تھے
 الٹ دیتے تھے جا کر تخت شامی ایک ٹھکرتے
 وہ درباری بھی کرتے تھے جہاں بانی بھی کرتے
 یہی جنگل میں چرواہے یہی شہروں میں حاکم تھے
 اکھاڑیں جو درخیز وہ بالتحقیق ان میں تھے
 انہیں میں قسم اللہ کی کرّا را انہیں میں تھے
 ہر سب بڑھ کے یہ جو سب بڑھ کر تھے انہیں میں تھے
 انہیں کو ساتھ شمال سید ابرار ہو بیٹھے
 زمیں دی چار گر نہر ایک کو ان میں تھے حضرت
 بلبروں جو اندروں کو تنہا کام کرتے تھے
 ہمارے ساتھیوں میں ہیں ہمارے ساتھ رہتے تھے
 مگر سلمان حیران کس سے کہتے تھے ہم ہمارے ہیں

ہو سناں میرا اہل بیت کیوں کرتے ہو جھگڑا
 رہے اہل بیت کے ساتھ اس شقت میں جسبت
 ہوئے پھر طمس وہ فریاد غنا اس جی پائی
 مقدم سار کا موت حفاظت تھی مدینہ کی
 بندھے ہوئے تھے پھر سیٹ پر اوکھو جاتے تھے
 رسولِ مرسلین بھی تو پھر سیٹ پر باز رہے
 اٹھاتے تھے مصیبت خدمتِ اسلام کرتے تھے

رسول اللہ نے جال جب دیکھا تو فرمایا
 یہ سن کر سب نے خاموش اور کھدے لگا دیے
 کہا یہ تھی تیغِ نیا کچھ کم و بیش اس طرح کھائی
 خیر تھی کھونڈنے والوں کو کھانسی نہ پینے کی
 تھے بعض ایسے کہ دو دو روز تک کھانا نہ کھاتے
 رہے مصروفِ آفاتِ دو عالم بھی کمر باندھے
 نہ تھوڑی دیر بھی وہ راحت و آرام کرتے تھے

ذکر دعوتِ حضرت جابرؓ

مشقت کر رہے تھے ساتھ سب کے حضرت جابر
 کئی دن سے نہ رہے نہیں کچھ نوش فرمایا
 گئے پاس نبی بی بی کے زباں پر سینہ لائے
 مگر کچھ بن نہیں پڑتا مجھ پر ساز و ساماں ہوا

کہا ہمارے وہ بھی تھے اس مجمعِ اہل بیت میں حاضر
 ہوا اُن کو بھی یہ معلوم اُنھوں نے بھی یہ سُن پایا
 ہم نے بنیابِ مضطر ہو کے اُٹھے اور گھر آئے
 رسول اللہ بھوکے ہیں میں اس غم میں پریشان ہوں

ہے جو تھوڑا سا آٹا اسی روٹی تم بچا رکھو
 یہ حالت جا کر ان سب کے دینا ہوں جانا ہوں
 کہا بی بی نے جا کر انکو چپکے سے خبر کرنا
 گئے جا کر کہا آہنگی سے حال حضرت سے
 مگر دیکھے کوئی سرکار کی کیا نشانِ حرم ہے
 یہ کہہ کر سید والانے پھر جا بر سے فرمایا
 سوا اسکے شہر والا لہرنے بہ ہدایت کی
 وہ جیلاں ہو گئے پین کے اور فوراً ہی گھر آئے
 وہ بولیں مکو اسکی فکر کیا ہے اور غم کیا ہے
 گئے پھر لی کچھ وقفے کے گھر انکے شہر والا
 ہوا ارشاد یہ بھی بیٹھے سبکے سبک کھانے کو
 ہوا پھر حکمِ اسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالو تم
 غرض وہ جملہ اصحاب رسول اللہ نے کھایا

یہ بکری ذبح کر کر گوشت چوٹھے پر چڑھا رکھو
 میں تھوڑی دیر میں شاہ ہار کو لے کے آتا ہوں
 ہر سامان مختصر یہ عرض اُن سے پیشتر کرنا
 کیا آگاہ شہر اتے ہوئے سامان کی قلت سے
 کہا سب چلو جا کر کے گھر تم سب کی دعوت ہے
 پہنچ جائیں وہاں جب تک تم ہم روٹی نہ پکوانا
 اتاری جائے چوٹھے سے نہ کھولی جائے ہاڑی بھی
 جو الفاظ مبارک تھے وہ سب بی بی دہرا کے
 ہر ارشاد نبیؐ کو سب کو بھی یہ چیز کم کیا ہے
 لعابِ پاک اپنا آٹے میں اور گوشت میں ڈالا
 بلاوا ایک عورت اور بھی روٹی پکانے کو
 خدا کا نام لیکر گوشت ہاڑی سے نکالو تم
 اُنھیں میں بھیج کر سرکارِ عالی جاہ نے کھایا

ہوئے کہا کہ جو حضرت سب رہا کوئی نہ خیب
 بیاں کیا کیا کریں وصال اُس ذاتِ معظم کے
 وہاں روح و تنہا کا فضا گر ہو بھی تو کیونکر ہو
 بشر مخلوق میں ایسی صفت کا ہو نہیں سکتا
 حقیقت اُنکی کیا تھی کونچے کیا تھے خداجانے
 جو کچھ قرآن میں ہوا اسکے سوا کچھ پڑھ نہیں سکتے
 کتابوں میں بُرا منانے ہیں اُن کی بڑائی کو

ہوا تھا جعفر زبیر تھا وہ سب کچھ سب بانی
 ہیں ایسے نو ہزاروں مجرے شاہِ دو عالم کے
 جہاں اک لفظ کیا اک حرف سے کم ایک فقر ہو
 کسی سے حق ادا اُن کی صفت کا ہو نہیں سکتا
 خدا کے بھید کی باتوں کو بندہ کوئی کجا جانے
 کہ ہم حشرِ رعیت سے تو آگے بڑھ نہیں سکتے
 خدا کے فضل سے مختار تھی ساری خدائی کو

حضرت سلمان کو حضرت قیس کی نظر لگانا

لکھا ہے جب یہ خنزرق کھوئے تھے حضرت سلمان
 نظر بھر کر جو دیکھا قیس سلمان کو آ کر
 نظر اُن کی لگا کرتی تھی لوگوں کو وہ عابث
 کہا تھا بے یہ حال جا کر شاہِ والا سے

وہاں تھے قیس ابن صَوْصَعَة اک صاحبِ بیاں
 تو وہ فوراً گری بہوش ہو کر اور غل کھا کر
 بچا کرتے تھے سب اُن ڈر کرتے تھے سب اُن سے
 سنا یہ آپ نے تو جلد اٹھ کر اُن کے پاس آئے

بن پائیں کو اور ایک نین سے شکوایا
 و غنووہ کرچکے تو یہ زبان پاک پر آیا
 دلائیکے لئے ہاتھ اور پاؤں جاہل جو صاب
 کیا جب یہ عمل جا کر وہ فوراً ہوش میں آئے
 چڑھائی کی پھر اسکے بے کفارہ آئیں نے
 رہے چوبین ن محصور اہل دیں مدینے میں
 لڑائی ہوتی تھی روز اور یہی سخت ہوتی تھی
 تھے کثرت سی تو انکا جوش خلی کم نہ ہوتا تھا
 لکے بھی جو پہنچے تو انہیں جا کر نہ میت دی
 وہ انکی اس لڑائی میں دلیری بھی شجاعت بھی
 پھر کر شیر کی صورت سے احواف آتے تھے
 نکلے تھے زخم خور و مٹھے کی راتوں کو جاکے تھے
 ہوا ایسی بندھی تھی پست نافر جام ہوتے تھے

وضو اہیں کرو پھر اُن سے یہ ارشاد فرمایا
 کہ اس آپ وضو سے جائے دھو دو ان کے دست و پا
 الٹ کر رکھیں یہ برتن انہیں کی پشت کی جانب
 نظر کا سب تر جاتا رہا اور پھر نہ گھبرائے
 انہیں حنا قہر روکا آکے مہاشیہ دیں نے
 رہے خدمات کرتے قابل تحسین مدینے میں
 جہاں اکثر شکست دشمن بد سخت ہوتی تھی
 وہ صدمہ ہمارے جاتے تھے مگر کچھ غم نہ ہوتا تھا
 علی لے اس لڑائی میں بڑی داد شجاعت دی
 صحابہ کو تو تھی ہی دشمنان دیں کو حیرت تھی
 وہ زرخ میں بھی پھنتے تھے تو پھر صاف آتے تھے
 مگر میدان میں جا کر ہوا سے بھی تو آگے تھے
 جب انکو دیکھتے تھے لرزہ بر اندام ہوتے تھے

جب اُن کے سر پہ یہ شیر خاخی کے ولی آئے
و عایں شاہ دیں ہو ہو کے خوش جب اُن کو دیکھے
کہا حضرت جو اعمال اُمت تا بہ حشر ہیں
بڑھایا اور بھی دل اُن کا جب اُن پر تیرہ فقت کی
مگر یہ وقت ایسا سخت تھا قوم مسلمان پر
اُٹھ رہے تھے اگرچہ ایسی ہی تکلیف ان کی تھی
شہ کون و مکان بھی سخت تکلیفیں اٹھا تھے

تو کہتے تھے کہ بھاگو سناٹے سے ہیں علی آتے
تو بھروہ اور بھی لڑتے تھے جا کر دم نہ پیتے تھے
علی کی اس لڑائی کے لو اب اُن سب بزرگوں
و عادی کے اُن کو ذوالفقار اپنی غایت کی
کہ اس پیشتر آیا نہ تھا ان اہل ایمان پر
مگر چوبیس دن کی تھی یہ وہ صرف ایک دن کی تھی
تھے محصور اس سب مرد و زن گھبرا جاتے تھے

ذکرِ نعم ابن مسعود

یہ حالت دیکھ کر اللہ کی رحمت میں چٹش آیا
نعم اُن کا تھا نام اور ابن مسعود اُن کو کہتے تھے
کہا اُن کو کہ اے محبوب رب ایمان لایا ہوں
مسلمان مجھ کو کر کر یہ اجازت دیجئے مولا

نبی کے پاس فوراً ایک مرد سرفروش آیا
اُسی فرقیے تھے غطفان والوں میں وہ رہتے تھے
مسلمان ہونے کو پیش شہ کونین آیا ہوں
کہ میں کفار سے جا کر کہوں جو کچھ ہو جی میرا

کیا سرکار نے اُن کو سلاں اور کہا جاؤ
 وہ پہنچے سید اور پہنچے نبی غطفان میں پہنچے
 گئے جہاں بابہ وہ جلتے تھے باسلاں ہر
 کہا اُن سے سلاؤں شورہ دینے کو آیا ہوں
 قریشوں کو لو اُن سے بغض ہی کیونکہ حضرت
 عداوت بھی تھی تو بھی تم اُن سے لڑا نہیں سکتے
 تمہیں اب اگر وہ کہ نہیں دیتے تو گلہ دینگے
 وہ بولے سچ بگویدہ اب اُن سے ہم سزا رہتے ہیں
 گئے وہ پھر قریش میں اور اُن سے بھی یہ باتیں
 کہا سخت اور ست اُن کو ہو اُن سے جدا وہ بھی
 گئے پھر اہل مکہ پاس اور جا کر کہا اُن سے
 کہ اہل مکہ کا روٹنا باز و فرسجی ہیں
 عرض کر کر یہ باتیں اُمیل لپی پھرت ٹو لادی

سو کفار پہنچا اور جو کچھ جی چاہے کہہ آؤ
 تھے اُن کے خاندان دے اسی اہل ان میں پہنچے
 انہیں معلوم کیا تھا ہو کے یہ آیا مسلمان ہے
 چلو گھر کو یہاں میں نہیں لینے کو آیا ہوں
 تم اُن کے ساتھ کیوں آئے ہو تم کو کیا عداوت
 کہ وہ تو اہل ان میں تم سے سوا ہیں تو ٹھوڑے سے
 لڑا کر اُن سے تم کو اپنا پی گھر کو چل دیں گے
 یہاں سے کل ہی چلنے کیلئے تیار ہوتے ہیں
 اُنھوں نے بھی یہ سن کر وہی اُنھیں دوا اور کی نہیں
 برا کہنے لگے اُن کافروں کو بر ملا وہ بھی
 قریش اور نبی غطفان ابھی جہم سے یہ کہتے تھے
 سوا اسکے سنائیں اور بھی باتیں بہت سی ہیں
 ہو اُفکار میں ایک ایک باہم دشمن جانی

طوفان ہوا

و عافرا فی تھی حضرت طوفان ہوا آیا
 ہوا ایسی تھی جس سے بنیں اُڑنے لگیں بنوں کے
 وہاں فی مصیبت وہ جاہلوں جہالت میں
 اُلٹ کر چاہتے دیگیں جب آئیں تھیں زمینوں پر
 ہوا سے ناک ہیں اُن کی خدائے تیر و ناتھا
 جو آتے ہیں ہوا میں بھر کے وہ بول خاں ہو ہیں
 بروہا کی کم کر کے دوزخ بھی بہت کم تھا
 اُٹے اربابِ دولت ہیں نجات کی ہوا میں تھے
 وہ بھلائے بجائے پھرتے تھے نہیں ستر نہ تھا
 تھے وہ گویا اندھیری قبر میں ایسا اندھیرا تھا
 جو اُٹھتے تھے تو گرتے تھے جو گرتے تھے تو مرنے لگے

اُدھر لو کام یہ بگڑا اُدھر قہر خارا آیا
 اکھاڑے ساڑ ڈیری اور نیچے اُن لعینوں کے
 جو اکہڑیں نہیں گھوڑوں کی تو انکی رسیاں ٹپیں
 ہوا ایسی تھی ولی جاتی تھی ہونگا اُن سب کے سینوں
 طریقہ کافروں کی گوشمالی کا نکالا تھا
 دکھانا تھا کہ نہ رگر گوش افلاک ہوتے ہیں
 ہوا تھی ایسی ٹھنڈی اور یہ سردی کا عالم تھا
 چڑھاتا کرو کا بھوت اپنے دیوانے ہا میں تھے
 غرض اس فوج کو اُس فوج کا دستہ نہ ملتا تھا
 ابھیں چاروں طرف سے قہر خاں کی جو گہیرا تھا
 وہ رستے نہ تھے راہ عام کا کوچ کرتے تھے

ہوا وہ لہجہ بھی جیسی تھی قوم عاد پر آئی
 پہلے کے ساتھ ہیں ہر سمت موزی مگر پھرتے تھے
 جھٹک کر اسکو اپنی راہ مافرجام لیتا تھا
 نہ بن پڑتی تھی کچھ بہ سنگ ہو کر جا چکے تھے
 تھے وقت میں مصیبت پر مصیبت ان پر آتی تھی
 اوہ ہر پاؤں سواروں کے رکابوں میں اُلجھتے تھے
 ہو گئے تھے باعثِ انکی موت کا خیمے مگر ان کے
 عجب بھار کا عجب تھی رست و خیزان امر او دین
 سکوں آخر طبیعت موزیوں کی پائی جاتی تھی
 سنہلے ہی نہ تھے ٹھوکر پھوکر کھلے جاتے تھے
 دیا تھا طول کہا اللہ نے ان کی مصیبت کو
 لے جاتے تھے ظالم خاک میں حالت یہ تیر تھی
 نہ ایمان لائے تھے گو منہ لار بج و بلا میں تھے

مگر ان میں تھی آنحضرت تو وہ امت نہ ہو پائی
 پرندوں کی طرح سے یہ دزدان سے اڑتی پھرتے تھے
 جو گھبرا کر کوئی دامن کی کا تھا مام بیتا تھا
 پریشانی کے عالم میں گھبرا گئے تھے روتے تھے
 وہ ٹھوکر کھلے کرتے تھے تو گروا انکو دہاتی تھی
 اوہ ہر رہو انچیموں کی طنابوں میں اُلجھتے تھے
 جو چوہیل نئی گرتیں تھیں تو پھٹ جاتے تھے سرانگے
 تخالف تھا سوار نہیں نزل تھا پایا دین
 ٹھکے جاتے تھے انکو موت کی نیند آہی جاتی تھی
 ہوا کے رور آپس میں وہ ٹکرائے جاتے تھے
 جو گرتا تھا وہ کہتا تھا اب اٹھیں گے کیا امت کو
 ہوا ان کی ہوس کی آگ پر پانی نہ بھرتی تھی
 خدا جانے ابھی تک یہ نہ مگر کس ہو میں تھے

زبان بھی چپ گردل تیرے کہتے ہو گئے یہ وہی
 ہوئی جب سات اور سرکار کاٹ نہیں یہ لو انہیں
 لڑائی تو نہیں سوخت ہم سے نہ بالکل ہر
 عذیفہ جب ہاں پہنچے تو سب یہ ماجرا دیکھا
 ہر شخص کی حالت جو دیکھی تو خیال آیا
 اوسنیان کو سروی کے مارے کا پتہ دیکھا
 یہ چاہا قتل کروں سکو لیکن پھر خیال آیا
 شہ کوین نے جب کو خبر لینے کو بھیجا ہے
 ہوئے واپس وہاں اور سب حالات دہرا
 اب آئندہ چڑھائی کی اُنھیں تمّت نہیں ہوگی
 ہوئی جب اپنی انکی تو شاہ دیں بھی گھر آئے
 ابھی بیٹھے ہی تھے اور غل کو پانی مرگیا تھا

چلے تھے کفر کی کرنیکو ہم اچھی ہو اخواہی
 عذیفہ کو ہوا حکم نبی جا کر ابھی دیکھیں
 تو پھر یہ کس سب سے شروع کس وجہ سے غل ہے
 پریشانی میں اُن اہل شتم کو مبتلا دیکھا
 خدائے پاک کی جانب ان پر یہ وبال آیا
 اور انگوٹھے میں بیٹھا پاس تشران کے دیکھا
 رسول اللہ نے ایسا نہیں ہے جہم سے فرمایا
 کسی سے قتل کرنے کو نہ سر لینے کو بھیجا ہے
 شہ والا ہو خوش اور یہ الفاظ فرمائے
 کبھی رنج کر سکیں اس سمت یہ جرات نہیں ہوگی
 گئے کافر دہر کو اور اہل دیں ادھر آئے
 شروع غل بھی فرما چکے تھے سب والا

غزوہ بنی قریظہ

کہ آئے حضرت جبریل اور یہ حکم ربّائے
 اٹھیں اُس سمت جانیکے لئے اجاب سے کہہ دو
 شہ کو بنین نے جب حضرت جبریل کو دیکھا
 وہ اُن کی گرد بھاڑی شاہ دیکھ اپنی چادر سے
 ہمتے تیار حضرت اور فوراً آگئے باہر
 رواں آخریج وہ سب کے حکم آپکا پا کر
 تو دیکھا انتظار آہ محبوب داور ہے
 تو پوچھا ان سے تم کو کیا خبر تھی اس لڑائی کی
 وہ بولے وجہ کلی بھی گذری ادھر ہو کر
 یہیں تم ٹہرے رہنا وہ اسی رشتے سے آئیں گے
 کہا حضرت نے وہ جبریل اور حکم لائے تھے

ابھی اسلام کا لشکر قریظہ کی طرف جائے
 نہ کھولیں سلجھائے ابھی اصحاب سے کہہ رو
 توبہ ظاہر ہوا ہیں گرد آلودہ زسرتنا پا
 حد اکی اُن کی خاک پاک اپنی دمن اظہر سے
 ورد دولت پتھی موجود سب فوج طفہ پیکر
 محلے میں بنی بنجار کے پہنچا جو وہ لشکر
 مسلح اُس محلے کے مسلمانوں کا لشکر ہے
 یہ تم نے کس طرح تیاری تیغ آزمائی کی
 وہ ہم سے کہہ گئے ہیں پھر لگاوا سلمہ تن پر
 قریظہ کی طرف لشکر مسلمانوں کا جائے گا
 بہ شکل وجہ کلی جو تم سے کہنے آئے تھے

غصے شکر چلا وہ اور قریب کی طرف آیا
 کئی دن تک اُٹھیں محصور رکھا اور سجھایا
 مع ساماں اُٹھیں لیکر چلے آئے مہینے
 کتنا سامان تو پندرہ سو آئیں تلواریں
 زینیں تین سو اور بیس سو نیزے تھے بھلے تھے
 بولشی کی تو کچھ حد ہی نہیں تھی اتنے ہاتھ آئے
 ہوئے تھے چاکے سوائے معاذ اس جگہ نہیں
 کہا جبریل نے حضرت اکرمؐ ماجر اکیا ہے
 صف تمام بچائی ہر ملک کے آسمانوں پر
 سو فزدوس اعلیٰ کوں یہ جان نثار آئے
 ہوا ہر مہرباں پیر خداوند دو عالم بھی
 کہا حضرت سوائے معاذ اٹھے ہیں دینا
 گئے پھر قبر پر انکی تو حضرت نے یہ فرمایا

علیؑ تھے سب آئے قاتل سے صفت لکھا
 مگر ان میں سے کوئی کفر کی ضد کرنے باز آیا
 گرفتاری ہوئی انکی اُٹھیں لاکھ بیسے میں
 اسی تلوار کی ڈھالیں ملیں بال غنیمت میں
 لا غلہ بھی بچا وہ بڑے اموال والے تھے
 یہ سب سامان لیکر قبیلہ کو بن ساتھ آئے
 وہ واپس جب ہو گھر کو تو حریف ہو گئی ان کی
 حضور پاکؐ کے اصحاب میں سے کون اٹھا ہی
 ہیں لغاؤ غم و رنج و الم انکی زبانوں پر
 اٹھنے کو جہازہ ہیں ملک ستر ہزار آئے
 ملک تو ہیں ملک جنبش میں ہر عرش منظم بھی
 ملی حنبت اُٹھیں فضل خداوند تعالیٰ سے
 کشادہ ہو کے رہنا اور نہ کرنا سو پر فسطح

ہوا ہر جس کا صدمہ عرش کو وہ نہجہ میں آنا
 رہیں گے یہ فشار قبر سے محفوظ تا محشر
 صلے کیا کیا ہیں سرکارِ دو عالم کی محبت کے
 ہر کسیرِ شان اس پر کہنے میں بھی سہا کیا کہئے
 تو اسکے قتل کو حکمِ شہنشاہ جہاں آیا
 زبیر و حضرت مولانا وہ سب قتل کر ڈالے
 لکھا ہر چار سو لیکن بقول مستند تھے وہ

نزی عزت بڑھانا ہے تراریتہ بڑھانا
 انہیں مرقا میں رکھتے تھے تو فرما کھئے یہ سزا
 کوئی دیکھے کہ کیا حصے ملے ہیں انکو جنت کے
 جو پایا تھا انھوں نے نام اس کے بن کیا کہئے
 غرض جب قیام ہو کر یہ گروہ بے اماں آیا
 اُٹھیں لائے پڑی ان نو ذیوں کی جان لائے
 کوئی کہتا ہر کل نو سو تھی یا نہشت صد تھے وہ

صالحِ حیدرؑ

کہ میں کہتے ہیں ہوں اور حج کیا ہر نبیؑ کہے کا
 کلیہ فضل بابِ کعبہ میرے ہاتھ آئی ہے
 بہت ہی خوش ہو وہ سن کے یہ رویا پیغمبر
 خدا کے فضل سے ہو جائیں گے خوشحال ہم بیشک

رسول اللہؐ نے اک رات کو یہ خواب دیکھا
 کسی ترکیب سے فضلِ خدا کے ساتھ آئی ہے
 صحابہؓ کی کہانیہ خوابِ شریک صبح کو اٹھ کر
 یہ سچے دولت جج پائینگے اس سال ہم بیشک

کیا ظاہر ارادہ پھر سفر کا شاہ والائے
 گئے وہ سب بھی اپنی اپنی گھریا سہر نکلتے کو
 لئے اصحاب میں کثرتے سارے اسلحہ اپنے
 یہ لشکر الہی کا جب شکل مختلف آیا
 برائے جنگ جاتے نہیں یہ فیصلہ کر کے
 تھے ستر اونٹ قربانی کی خاطر ان صحابہ
 جلد میں تھیں صفیں اصحاب علی جاہ و اکرم کی
 یہ تھی ایک ٹمنی سرکار کی نام اسکا قصو تھا
 خبر یہ آیا حضرت کی جب کفار نے پائی
 ابھیں رو کو یہاں آئے سولہ یکے کو نکلے
 مقرر پھر کیا ایک ایک امیر ایک ایک ستے
 ادھر ان موضع میں پہنچے شہ والامع لشکر
 چلیں ہم دوسرے سر تنے سوار کئے میں افضل ہو

میں عمرے کے لئے جاتا ہوں فرمایا یہ یاروں
 ہوئے تیار اصحاب نبی بھی ساتھ چلنے کو
 بہت صرف تلواریں ہی لیکر سامنے آئے
 رہے اس مسئلے میں آپ ساکت کچھ نہ فرمایا
 چلے اپنے لئے تلوار ہی پر اکتفا کر کے
 چلے پھر منبر لیں کرتے ہوئے سب کو دھجھیں
 سواری میں بھی قصو اسرور و سرور عالم کی
 سوار اکثر ہو کرتے تھے جس پر سید والا
 تو سبے اتفاق اسپر کیا یہ بات ٹھہرائی
 بنا و کام اور اُن سے بگڑنے کے لئے نکلے
 چلے اور آئے ٹھہری اک جگہ حدی کر رہے
 سنا کفار کا یہ حال تو کہنے لگے سرور
 جو تھوڑی سی میں قتل نلو کر دیں گے مقابل ہو

کہا صوفی اکبر نے کہ ہم لڑنے نہیں آئے
 مگر عمرے سے روکے جائیں تو پھر خیانت پاؤ
 شہ کوہن نے اس رائے کو منظور فرمایا
 پھر اسکے بعد فرمایا چلو وشتو ارستوں سے
 چلے پھر سب بہت ہی سخت ناموار رہا
 حدیبیہ کے پاس اس سمت اک معضہ تیار تھا
 وہ ملتی ہی نہ تھی ہر چہ سب کو اٹھا لے
 کہا لوگوں نے ماتے بعض منزل تک بھی جاؤ
 کہا سرکار نے تھک جانے کی عادت نہیں اسکو
 قسم اللہ کی تھنے میں جس کے جان ہی میری
 خیال جنگ کو میں کافروں سے دور کر لوں گا
 چلایا پھر جو قصد اکو تو وہ چلنے لگی اٹھ کر
 اتر کر ساتھ اپنے خیمہ و خرگاہ کے ٹہرے

کچھ انکو قتل کرنے کے لئے اڑنے نہیں آئے
 نہیں تو پھر کیا جاوے گی جو را والا ہو
 اور اپنے یار غارِ خاص کو مسرور فرمایا
 الگ سے تہہ پہنچتے ہوئے ان بت پرستوں سے
 اٹھانے سختیاں چھتے ہوئے انکی نکاہوں سے
 وہاں پہنچ تو پہی چلتے چلتے آپ کی قصوا
 چلانے کیلئے حل حل کی آوازیں سنائی تھیں
 کبھی یہ بڑھ بھی جائیں یعنی تھک بھی جائیں
 مگر بے حکم رب چلنے کی بھی طاقت نہیں اسکو
 کرونگا ہر طرح میں عزت و توقیر کبھی کی
 بیاس کعبہ شریف ان کی سب منظور کرونگا
 حدیبیہ میں پھر آئے شہ والا مہر شکر
 وہیں اک چاہ بھی تھا آکے پاس ان چاہ کو ٹہرے

بھرا اُس چاہ سہی پانی جو اصحابِ ہمیں نے
 یہ حالت دیکھ کر اون کو ہوئی جی پریشانی
 کیا یہ واقعہ جا کر بیاں ختم رسالت سے
 نہ گھبراؤ بھی ہر لشکرِ باجائیگا پانی
 کیا جب یہ عمل جو شاہ والا کی ہدایت تھی
 اوپر تو چاہ کو اُن کا یہ ارشاد زبانی تھا
 کئی بھی پھر نہ کچھ سیرا بس سوسا را لشکر تھا
 نزولِ لشکرِ اسلام جب کُفار نے دیکھا
 کہا اُن سے کہ نہ چو جلد اور جا کر خبر لاؤ
 وہ آئے آپ کے پاس ادبوں گویا ہو آکر
 وہ روکیں گے شہ کو نین کو کئے میں نے سے
 کہا حضرت میں سو وقت لڑ نہیکو نہیں آیا
 لڑائی کا نہیں اس وقت عمرے کا ارادہ ہے

تو تھوڑی دیر کے بعد سکو پایا خشک لشکر نے
 کہ یہ تو ہو گیا خشک کہاں سے آئیں گے پانی
 تو یہ پایا جو آبِ شرب زبانِ پاک حضرت سے
 کنوئیں میں جا کے گاڑ دیتا بھی آجائیں گے پانی
 تو دیکھا اس چہ بے آبِ بینائی کی کثرت تھی
 اوپر شرمِ تصور آئے وہ پانی پانی تھا
 ابھی تھا خشک ابھی وہ چاہ دریا تھا سمندر تھا
 باری نامور کو خدمتِ سرکار میں بھیجا
 یہاں کیوں آئے ہیں اچھی طرح تحقیق کر لاؤ
 ہوئی میں متفق حضرت سر لڑ نہیکو فیروز اکثر
 نہ مانا آپ نے تو پھر لڑائی کے اس بہانے سے
 ابھی جنگ کو نہیں یہ حکم رب العالمین آیا
 نہ مانے وہ تو نقصان اُن کا ہی زمینِ یاد ہے

لڑو نکان سی میں بھی پھلور اتنا جگمگو نہ سکا
 اگر ایسا ہو تو ہر مسلمان لڑ کے مرے گا
 یہ ممکن ہے کہ مجھ میں ان ہیں باہم صلح ہو جائے
 نہ ہونگے اس پر وہ رضی تو پھر نقصان اٹھائے
 گئے واپس سوڑ کفار یہ سن کر بدیل ان سے
 ابھی ہیں قصہ عمری کا شہ دنیا و دیں رکھتے
 کہیں عمر سے بھی کوئی کسی کو باز رکھتا ہے
 کہا عروہ نے مجھ کو آپ سب کیسا سمجھتے ہیں
 کہا اس نے اجازت دو تو میں اس کی ہواؤں
 وہ بولے جاؤ مل لو اسمیں اندوہ تو عین کیا ہے
 گیا عروہ جو پیش حضرت محبوب جانی
 مخاطب ہو کے با اسم گرامی اس طرح بولا
 ابھیں تم قتل بھی کر آئے تو کیا ہاتھ آئے گا

کہ پاؤں کا شہنا دت اور خدا سے محروم ہونگے
 حفاظت دین اطہر کی خدا پھر آپ کرے گا
 زمان صلح میں یعنی نہ کوئی لڑنے کو آئے
 مرہ اس سرکشی کا انکی ہم ان کو چھائیں گے
 بلایا ان کو جا کر گفتگو کی حسب ذیل ان سے
 ارادہ جنگ کا اس وقت وہ تم سے نہیں رکھتے
 تو بولے سب کہ بس چپہ تو ان سے ساز رکھتا ہے
 وہ بولے تیر کیا کہنا بہت اچھا سمجھتے ہیں
 ارادہ ان کا کیا کر آئے ہیں کیوں یہ خبر لاؤں
 یہیں کچھ کام شاید اپنا چل جائے عجیب کیا ہے
 تو کی آغاز اک تقریر نازیبا و طولانی
 نہیں کرتا ہے کوئی قوم سے اپنی سلوک ایسا
 سوا اسکے کہ بدنامی کا دہرہ ساتھ جائے گا

خلاف اس کے ہوا تو پھر تمہیں وقت بڑی ہو گی
یہ فوجیں کیا ہیں تمہا جو کافلانوں کا مجمع ہے
سنا یہ حضرت صدیق نے تو غیظ میں آکر
کہا اُس کے بوبکر آپ کا احسان ہے مجھ پر
وہ باتیں کرتا تھا اور ہاتھ بھی اپنا اٹھاتا تھا
مغیرہ ایک صفا تھے نبی کے دوستداروں میں
اٹھا کر دستہ شمشیر اُس کے ہاتھ پر مارا
کہا اُس کے ہر یہ کون جس نے مجھ کو ایذا دی
کہا اُس کے مغیرہ مجھ پر اک نیرا بھی احسان ہے
جو اباشاہ والانے وہی اُس سے بھی فرمایا
کہی کفار سی جا کر جو گزری تھی یہاں لٹا
یہ کہتا تھا گیا ہوں میں بہت سی بار گاہوں میں
کہیں لیکن یہ سطوت اور یہ شوکت نہیں دیکھی

یہ جتنی فوج ہے تم سے الگ سب چٹ کھڑی ہو گی
لیکڑوں کا ہر یا تھوڑے سے اوباشوں کا مجمع ہے
اُسے دی سخت گالی اٹھ کر اُس کے سامنے جا کر
جو اب اسکا نہیں تو آپ سُنتے اس سے بھی بڑے
جو ریش پاک پر نور شہ والا نک آتا تھا
قرب شاہ دین مٹھو ہو کر تھے اور باروں میں
ادب بات کر اوبے ادب یہ کہہ کے للکارا
کہا اصحاب اُسے مغیرہ ہیں یہ ارموادی
اگر میں دوں جو اب اسکا تو نقص عہد و پیمان ہے
جو پہلے کہہ چکے تھے سن عروہ بس چلا آیا
بیان تو کر رہا تھا تھی مگر اسکو بڑی حیرت
بہت اہل دولت ہیں بہت باؤشاہوں میں
جو اُن کے جاسناروں کی یہ حالت نہیں دیکھی

کھڑے ہو جاتے ہیں جب اٹھنے کو سنہلتے ہیں
 اشاریکے وہ اُن کے منتظر سہارا رہتے ہیں
 وضو کرتے ہیں تو آب وضو ہاتھ نہیں لیتے ہیں
 جدا جب ریش سے مویشہ ابرار ہوتے ہیں
 بگاڑیں ایسے لوگوں سے ذرا یہ ہونہیں سکتا
 کہا اُس سے سُن کر تو پریشاں ہو آیا ہے
 حلیس اک شخص تھا اُمین اُس پر سرف بھجا
 اُسے جب دور سے دیکھا نہ وہیں تو فرمایا
 کہا اصحاب سے اپنے ابھی اُٹھوا بھی جاؤ
 ہوئی اس حکم کی تعمیل اور اُس نے جب دیکھا
 کہا لفافہ سے جا کر کہ وہ عمرے کو آئے ہیں
 نہیں آئے وہ لڑنے کے لئے پھر اُن لڑنا کیا
 اجازت اُن کو عمرے کیلئے دینا مناسب ہے

اگر وہ تھوکتی ہیں تو وہ سب نہ پہ ملتے ہیں
 وہ اُن پر جان دینے کے لئے تیار رہتی ہیں
 تبرک کی طرح جتنا ہی جا کر سب کو دیتے ہیں
 تو آنکھوں سے اٹھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں
 کوئی بھی اُن سے ہو عہدہ برا یہ ہونہیں سکتا
 ہمیں ہوتا ہی شکشا یہ مسلمان ہو کے آیا ہے
 کہا اُس سے تجھنا غور سے یہ کیا خیال اُن کا
 کہ کرتا ہے ادب یہ شخص قربانی کے اونٹوں کا
 اُٹھا دو اونٹ اور جا کر باستقبال آئے لاؤ
 ہوا واپس وہیں دیکھنا تھا جو وہ سب دیکھا
 بہت اونٹ قربانی کے بھی ہمراہ لائے ہیں
 مقابل اُن کے بنا کیا اور ایسوں سے بگڑنا کیا
 وہ اہل صلح ہیں ان سے جھگڑنا نامناسب ہے

مگر وہ سگدل کہنے لگے تو مرد ہنسا ہے
 کہا اُس اگر روگے تم اُن کو تعظیم سے
 یہ سُکر کی خوشامد اُکی اور راضی کیا اُس کو
 ہماری ضد یہ ہے اس سال وہ واپس چلے جائیں
 اُدھر سے جب یہ دو تین اُن کے انتخا صلی کر دیں
 یہ طے فرما کے پہلے حضرت خراش بھجوائے
 کریں گے کعبے کی تعظیم اور عمرہ ادا ہو گا
 لگے جب حضرت خراش چڑھ کر اونٹ پر اُنہیں
 کیا یہ مشورہ ہم پر جو یہ اپنا اثر ڈالیں
 وہ جب کہنے لگے پیغام حضرت کا تشریر و ست
 مگر قوم اُن کی اگر درمیاں میں ہو گئی حاکم
 انہیں لوگوں کے پھر خراش کو واپس بھیج دیا
 کیا سرکار نے ارشاد پھر فاروق اعظم سے

یہ باتیں ہیں سچھ سے تیری بالاتر تو ماواں
 میں اپنی قوم کو لیکر جُدا ہو جاؤنگا تم سے
 کہا ہم صلح کرنے کے لئے تیار ہیں اب تو
 کریں عمرہ وحشی سے سال آئندہ اگر آئیں
 اُدھر سے بھی کوئی جلے کیا سرکار نے یہ طم
 کہا اُن سے یہ کہنا آج ہم لڑنے نہیں آئے
 تمہارا بے قریشی اس شکل میں نقصان کیا ہو گا
 تو غداروں نے اکر کاٹ ڈالیں اونٹ کی کونچیں
 تو پھر واپس نہ ہو دیں انہیں ہم قتل کر ڈالیں
 تو اُسے قتل کرنے اُن کو تلوار و ستیروں سے
 تو مجبوری کو اپنے قصد کو باز آئے وہ جاہل
 انہوں نے واقعہ سب خدمت حضرت میں دہرایا
 یہی باتیں کہو تم جا کر ان کُفار اعظم سے

وہ بولے مجھ کو پائیں گے تو فوراً قتل کر دیں گے
 نہیں کچھ عرض کرینی یہ حاجت کی کھتی ہیں
 مگر عثمان ہیں اس کام کے اچھی طرح قابل
 کہا سرکار نے بہتر ہے یہ عثمان ہی جائیں
 یہ سنئے ہی روانہ ہو گئے عثمان کے کو
 کیا یہ نہ کرہ آپس میں بعض اجاب حضرت نے
 مشرف ہو کے آئیں گے وہ کچھ کی زیارت
 تو فرمایا شبہ والے میرا تو گماں یہ ہے
 نہیں ہیں اور وہ عمر کی کیلئے تنہا چلو جائے
 ابوسفیان سے جا کر ملے اور اس سے فرمایا
 رسول اللہ عمرے کیلئے تشریف لائے ہیں
 وہ بولا چاہے کچھ بھی ہو مگر ایسا نہیں ہو گا
 اولے عمرہ کی لیکن اگر تم کو ضرورت ہے

نہ میری کچھ سنیں گے اور نہ اپنی کچھ خبر دیں گے
 خبر سب کو یہ وہ مجھ سے عارف جمعی کہتے ہیں
 کہ رشتہ دار اکثر ان کے ان لوگوں میں شامل
 کہو اُن سے یہ سب باتیں کہیں جا کر ابھی جائیں
 چلے لیکن رشتہ کوہن کا فرمان کے کو
 کہ پہنچایا ہی کیا عثمان کو کعبے میں قسمت نے
 وہیں جا کر کسی نے کہہ دیا یہ حال حضرت سے
 بہت دشواری عثمان سے ممکن کہاں جا
 نہیں ہو تا یقین مجھ کو وہ کمزوری یہ دکھلائی
 ابھی شکر ہمارا تم سے ملنے کو نہیں آیا
 اسی مقصد اور محاب بھی ہمراہ آئے ہیں
 نبی کا آپ کے ہرگز اوامرہ نہیں ہو گا
 تو ہم مانع نہیں ہو چلے جاؤ اجازت ہے

تھے ان کے بعد وٹل اصحاب حضرت اور بھی آئے
 ابوسفیانؑ جب یہ جواب ماصواب آیا
 تمہیں اُن سے تو نفرت ہو کر مجھ سے محبت ہے
 بڑا ہوں اُن سے ہیں یا وہ بڑے ہیں اسکو کیا کہئے
 بغیر اُن کے مجھے کہے میں جانے کی اجازت ہے
 نہ لائیں خود ہی وہ تشریف تو یہ اور صورت ہے
 وہ چاہیں تو دعائے دولت اقبال کو جائے
 بہت برہم ہو کفار سن کر یہ جواب اُن کا
 کہا تم قیں میں ہو اب وہاں جانی نہیں دینگے
 اُسی دن اہل دین میں یہ خبر اڑتی ہوئی آئی
 سنا یہ شاہ والا نے تو اک حالت ہوئی طاری
 جہاں قتل کرنے کیلئے تم سے قسم لوں گا
 اُسی غصے کی حالت میں اٹھ کر تخت شجر آئے

تھے جو سکان مکہ اور ان لوگوں کے ہمسائے
 تو اُن کفار سے ہوں حضرت عثمانؓ نے فرمایا
 سراسر بہ تمہاری یا وہ کوئی ہی حاکم ہے
 تمہاری عقل پر پردے پڑی ہیں اسکو کیا کہئے
 یہ میرے ساتھ الفت ہو کہ اظہار عدالت ہے
 کہیں تم روک سکتے ہو تمہاری کیا حقیقت ہے
 وہ فرماویں تو کعبہ اُن استقبال کو جائے
 کیا غصہ بڑھا دے زیادہ پیچ و تاب اُن کا
 تمہیں جانے نہیں دینگے انہیں نے نہیں دینگے
 کہ کئے ہیں شہادت حضرت عثمانؓ نے پائی
 کہا اصحاب اپنے کروڑ لڑنے کی تیاری
 تہ تیغ اب میں ان لوگوں کو گتا دوں نو گتا
 لگا کر اُس سے پشت پاک یہ لفظ فرمائے

لڑائی ہوتی روگرداں نہ ہوتا بیزوم رہنا
سنا جیت تو نواہاب حضرت سامنے آئے
گئے تھے کارسہ کاری کو مصروف اور اتر گئے
کہا یہ ہاتھ میرا تھے ہی عثمان کا گویا
پے رعبیت یہ دست است اپنا سپہ ہر ماہوں

خدا کی راہ ہی درپیش تم ثابت قدم رہنا
اٹھو آگے طرہو اس بات پر جیت کر مجھے
تھے دسویں حضرت عثمان جو اُس دم نہ حاضر تھے
اٹھایا سرور کون و مکان دست چپٹ اپنا
نہیں ہیں وہ تو ہیں اُن کی طرف سے عہد کرنا ہوا

منقبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

وہ اُن کی جانثاری اور یہ اُس کے صلے دیکھو
نبی کا ہاتھ جب عثمان کا دست مبارک ہو
کوئی دیکھے کہ کیا عذر و شرف یہ اُن ہاتھ آیا
شہ کون و مکان کا چہ ایسا دست شفقت ہو
نہ کیوں محفوظ ہوں وہ دستبر دو دشمن ہیں
یہ برپا دشمن ہیں ہوں تو بالا دست ہوتے ہیں

خدا کی شان ہی کیا مرتبہ اُن کو ملے دیکھو
جہاں قتل پھر اُن کی تروتی میں شک ہو
نبی نے اپنا دست پاک اُن کا ہاتھ فرمایا
حقیقت تو یہ ہے اُن کی بیان شان و شکو
مشرق جب کیا جائے نہیں اس جاہ و ملک سے
جب آتے ہیں ہر دست اُن کو آگے لپٹتے ہیں

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ^{مُتَنَاهِي} سَعَى النَّاسِ سَافِهًا
 بیاں کیا ہو کسی سے ہاتھ میں جو ان کے قوت سے
 دکھانے کو یہ جب تلوار کے ہاتھ آگے بڑھتے ہیں

انہیں کہ ہاتھ ہو گا کاخِ شریعہ سلم ہے
 اُٹھیں گے قبر سے جس وقت ان کے ساتھ جائیں گے
 ہیں یہ کُفار پر سخت ایسے قرآن کی گواہی ہے
 نبی کے ہاتھ پر یہ بک چکے ہیں شان والے ہیں
 دکھا دو گے زمانے بھر کو پھر جاہ و جلالِ دنیا
 معین حضرت کی امت کی یہاں وہ ہیں وہاں وہ ہیں
 ادھر پھر اس خصوصیت میں کن ان سے مقدم ہے

گئے مکے میں ہر اہلِ ادب سے پہلے وہ یہ ہیں
 توکل پر گزر کرتے ہیں کہنے کو تو نگر ہیں
 وہ اک مقبول درگاہِ خداوندِ تعالیٰ ہیں

جہاں جا کر اڑیں میں ان ان کے ہاتھ رہتا ہے
 کلید فتح و نصرت ان کی انگشتِ شہادت سے
 تو دشمن بھی قصبے منقبت کے ان کی پڑھتے ہیں
 ہمارے ہاتھ بن امن ہیں ان کا ہمو کیا غم ہے
 خدایا کہ تو ہم محشر میں ہاتھ ہاتھ جائیں گے
 تو کیا غم ان کو ان کے پاس و ستادِ بزرگشاہی ہے
 اہلِ لازم انہی جنتِ اودیہ رضواں والے ہیں
 بڑھاؤ تو ذرا ان کی طرف دستِ الٰہی
 ہیں انقصہ جہاں بھی دنگیر یکساں وہ ہیں
 ہنری النورین یہ عز و شرف بھی ان کا کیا کم ہے
 خیر اچاہو ہر وقف سب سے پہلے وہ یہ ہیں
 غنی ہو کر فقیر درگاہِ محبوبِ داور ہیں
 خبر یہی کہ جنت میں رفیقِ شاہِ والا ہیں

غرض جب مشرکوں کا حال سبیت کاں پایا
 کی انتخاص پہونچے صلح کا پنیجام لے لیکر
 شرائط صلح کی ٹہریں پئے احوال آئندہ
 لکھیں اس صلح نامہ میں بہت سی اونٹنیں تھیں
 مکمل ہو گیا یہ صلح نامہ تو وہ یوں بولے
 کہا سرکار نے میں صلح سے تو منہ نہ موڑو گلا
 وہ جب تک سانھیوں کو اپنی لیکر آئیں سکتے
 یہ منکر آدمی بھیجا اٹھوں نے اپنا مکہ کو
 کہ غمناں اور ان کے سانھیوں کو جلد بھجوائیں
 اگر قتاری ہماری ہو گئی ہی جا نہیں سکتے
 یہ قاصد حبشہ پہنچا تو غازی ہو کر شاد آئے
 ہوئے اس صلح سے اصحاب حضرت کھڑے لائے
 کہا اس صلح میں تو سخت دولت آتا ہے

سر دت ان کو اپنی پائمالی کا خیال آیا
 سہیل آخر میں آئے پیش سرکار جہاں پرور
 یہ ٹہرا اب پلٹ جائیں پھر آئیں سال آئندہ
 یہاں تو صلح کرنا ہی ہو میں منظور شاہ دیں
 ہمارے قیدیوں کو چھوڑ دیجئے اب وہ ہوں
 مگر جب تک نہ عثمان آئیں گے ٹکونہ چھوڑیں گلا
 تم اپنے آپ کو بھی قید سمجھو جا نہیں سکتے
 کہا اس سے ابھی جا کر ابو سفیان سے کہہ دو
 پہنچ جائیں مسلمانوں میں جب وہ سب تم آئیں
 نہ جب تک وہ یہاں آجائیں گے تم آئیں سکتے
 تو پھر مکے میں یہ سب کا فرمان مامور آئے
 عثمان صاحبوں میں تھر زیادہ سب سے آزر وہ
 کہا سرکار نے میں کیا کروں حکم خدا سے ہے

مگر اے ابن خطاب! یعنی ت ہو گی آخر میں
 نہیں یہ صلح نامہ اک کلب فتح مکہ ہے
 کہا جو کچھ کہا تھا درگہ محبوب دار میں
 وہی پایا جواب اُس یار غار قبلہ میں سے
 دل صدیق تو آئینہ تھا مہر نبوت کا
 وزیر اعظم محبوب حق صدیق اکبر تھے
 پچڑی جاتی تھی وحی الہی انکے سینے میں
 کہا تھا جو نبی نے وہ نہ کہتے پھر تو کیا کہتے
 بیان قبلہ کو نبین کی تفسیر فرمائی
 طمانیت ہوئی جاتا رہا سب بیچ و باب ان کا

نہیں دلت ابھی معلوم ہوتی ہے یہ ظاہر میں
 نہیں صلح نہیں جدید فتح مکہ ہے
 یہ سن کر وہ گئے پھر خدمت صدیق اکبر میں
 کیا جب ان کو آگاہ صلح کی دستور آئیں سے
 جواب انکو نہ کیوں ملتا وہی ان کی شکایت کا
 خبر تھی ان کو سب وہ خاص سہرا ز پیر تھے
 زیادہ سب سے تھے ممتاز اسلامی سفینے میں
 نہیں ممکن تھا ان سے وہ حالات اُسکے در آتے
 ہوئی تسکین جس سے ان کی وہ تقریر فرمائی
 وہ راضی ہو گئے سن کر جواب اصواب ان کا

منقبت حضرت عمر فاروق رضی

کہ کم تھے اوروں میں صاف ایسی تھیں

تھے فاروق ایسی سچے ایسے پکے دین کی جھونپ

بڑی پابن حکم رب تھے نام آور تھے نامی تھے
 محبت میں غدا و مصطفیٰ کی تھی وہ اک کمال
 دل و جان سب نبی کے حکم کی تعمیل کرتے تھے
 مشیر خاص تھے مقبول درگاہ پیر تھے
 جری تھے متقی تھے ماہرین تھے مدبر تھے
 کہیں سبط نبی جب ان کو بیٹے کو غلام اپنا
 نے نسیم کا حبیب کی جام آئے گا محشر میں
 شہ والا کے شہزادوں کی خدمت الہی ہوئی ہے
 وہ تھے محکوم حضرت تھا جبر و شہ والا پر
 مطیع خاص علم سید والا جبر ہوتے ہیں
 تھے ای اوم بخود ان کی سیاست ہائے پیہم سے
 شہ والا نے جب ملحوظ رکھی حرمت کعبہ
 مسلمان نیکو ہر سمت کی لوگ اسقدر آئے

وہ بعد حضرت صدیق امت ہیں گرامی تھے
 ہوئی وحی الہی بھی تو ان کی رائی پر نازل
 وہ دور تھے خدا سے اس کو سب ان دوری
 دعائ کی طلب میں کی گئی تھی ایسے برتر تھے
 رفیع الشان عادل تھے حبیل القدر آمر تھے
 توفیر میں کہ محشر کا بنا لایا تو کام اپنا
 یہ ان سے جاؤ لکھو الا کہ کام آئیگا محشر میں
 محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے
 جہی تو حکم پاک ان کا رواں تھا آب و ہوا پر
 قیامت تک وہ ان کو پہلوؤں اق میں ہیں سچے ہیں
 زمانہ کا پتا تھا ہیبت فاروق اعظم سے
 ہوا اس بات کا ملک عرب میں چار سو شہرہ
 نہ اتنا کہ لعنت سرکار سے تھی بقدر آئے

تواضع سے جو پیش آنا ہر اُس کی دھوم ہوتی ہے
 نہیں ہوتی مناسب ایک سی ہر وقت سرگرمی
 جو کچھ اسلام کی تھی شان وہ ساری دکھانی تھی
 اوہر صبر و تحمل اپنا لوگوں کو دکھانا تھا
 خدا کی مصلحت پر کام اپنے کرنے والے تھے
 تھے اتنی پیر رہ سو اُن سے طور کیا پلٹ جائے
 ہوئی تھی صلح میں اک شرط یہ بھی شاہِ والا
 تو اُس کو سرورِ عالم مدینہ میں نہ رہتے یہ
 مگر اسلام سے پھر کر اگر کچھ لوگ ادھر آئیں
 حبیبیہ میں رہ کر ہیں دنِ ناک اس جہنم میں
 ہو کر واپس جلالی آتشِ غم اُن کی سینوں میں

چمکتا ہے اس صلح میں معلوم ہوتی ہے
 ہونستی کی جگہ سختی تو نرمی کی جگہ نرمی
 یہ موقع تھا رعایتِ کار و اداری دکھانی تھی
 سوئے اسلام اوہر اہل عرب کو بکھینچ لانا تھا
 معا و اللہ کہیں وہ کافروں کو زینوا لے گئے
 اکیلے بھی اگر ہوتے تو میدان سے نہ ہٹ جاتے
 مدینہ میں اگر کوئی مسلمان ہو کے آجائے
 ہمارا پاس واپس بھیج دیں فی الفور گئے ہیں
 تو ہم اُن کو نہ واپس دیں وہ چاہے حقدارِ آئیں
 چلے آئے تھے واپس سرورِ عالم مدینہ میں
 وہ شرط واپسی لائی نیاز نگ اُن مکینوں میں

ذکر حضرت ابوبصیر رضی

تھے اُن میں بوجہ ایک شخص ایمان لے آئے
 رہنے میں انہیں پہنچے ہو کچھ دن ہی گذر گئے
 کہا سرکار نے اُن سے کہ ان کو ساتھ لے آئیں
 ہو اور شاہ میں مجبور رہوں میرا یہ وعدہ ہے
 تمہارا فائدہ اور صاحب دیندار سی میں ہے
 مجال دم زدن ہو سکتی تھی کیا حکم والا میں
 وہاں پہنچے تو کھولا جا کے سامان طعام اپنا
 کہا یوں ایک سے یہ آپ کی تلوار اچھی ہے
 وہ بولا ہاں بہت ہی تیز ہے اور کام والی ہے
 یہ بولے میری خواہش ہے کہ کچھ ہاتھ میں لے
 وہ احمق خوش ہو تلوار اُن کی ہاتھ میں دیدی
 کیا قتل سکوت وہ دوسرا مرد دُلا ہٹ بھاگا
 اُسے آتے ہو دیکھا جو سرکارِ دو عالم نے

تکملہ کافروں میں سے سلامت جان لے آئے
 کہ واپس لینے کو دو شخص کافروں میں سے
 وہ بولے کافروں میں بھیجتے ہیں آپ پھر ٹھیکو
 ابا کیونکر کروں جب صلح نامہ میں یہ لکھا ہے
 تم ان کو ساتھ جاؤ تو فلاں کارا سی میں ہے
 روانہ ہو گئے ساتھ اُن کے پہنچے فی الحقیقت میں
 تواضع کی کیا اُن کافروں کو ہم کلام اپنا
 بہت اچھا ہے لوہا اسکا اسکی دھار اچھی ہے
 کئے ہیں معرکے سراسر میں نے نام والی ہے
 چلوں پھر سو گم میں تمہارے ساتھ ہیں لیکن
 اُنھوں نے لی اسی تلوار سی فوراً خیر اسکی
 بنی کے پاس نیکو رہنے کو پھر اَلطاف
 کہا واپس کیا ہے اسکو رنج و دہشت و غم نے

پھرتے وہ بہادر اور باعیش خوشی آئے
 بنی نے ان کی پہلے اس قسم کے الفاظ فرمائے
 یہ سن کر وہ ہوئے مجرور باہر اور چل سکے
 منقر کی جگہ رہنے کی اپنی راہ مکہ میں
 قریشی منافق جو اس طرف ہو کر گزرتا تھا
 جو ہو جاتا تھا مکہ میں مسلمان ان میں آتا تھا
 ہوئے جب تین سو یہ پھر توان کی خوب بن آئی
 ہوئے جب تنگ مشرک تو سو کشتہ حجاز آئے
 بڑا نقصان ہوتا ہے ہمارا اس قرینے میں
 ہمارے جس قدر رماں ہیں لکڑیوں میں ہیں
 شہ کونین نے فوراً خط ان کے نام لکھوایا
 چلے آؤ خداوند دو عالم نے مدد کر دی
 یہ مکتوب گرامی لیکے جب قاصد ادھر آیا

لئے ملو اس مردود کی پیش نبی آئے
 یہ مطلب جن کا تھا تم کیوں ہمارے سامنے آئے
 وہ کافر رہ گیا بٹھا وہیں وہ بر محل سکے
 طریق کاروان قوم کفر اگاہ مکہ میں
 یہ اسکو لوٹ لینے تھو وہ ان سے خوف کر لیتھا
 گروہ ان اہل دین کا رات دن بڑھایا جاتا
 کہ کر دی بنی ان کفار پر وہ راہ صحرائی
 کہایا مصطفیٰ اس شرط پر ہم اپنی باز آئے
 خدا کی واسطے ان کو بلا بھیجو مدینے میں
 تجارت ہو گئی عربیہ ہم مشکل میں رہتے ہیں
 کہ تم سب اس آ جاؤ ہمیں جواب کوئی جھگڑا
 قریشیوں نے تمہاری واپسی کی شرط رو کر دی
 تو اس نے بوبصیر خوش سیر کو زرع میں آیا

پڑھا اول سے آخر تک خطِ باقی نہ کچھ چھوڑا
 نہ ٹھہری پھر وہاں وہ لوگ اس حکمِ شہید سے
 شہید کون و مکان کے زیرِ فرمان ابی ہو گئے
 غرض ہوتی تھی کچھ ان کی نہ کوئی مدعا ان کا
 یہ تھی اسلام کی شان اور یہ فرمانِ شہید تھے
 اُسامہ سے جو ان بہت سالہ میراثِ شہیدوں
 کہیں جب کہ ہی دھوپ اور دھواں گرم آتی ہو
 تو یوں کہہ دی وہیں ارجیا جو سب بہتر ہو
 حیدر مہیہ سے جب آپس ہو کر اور پہلی منزل کی
 اٹھے جب صبح کو سرکار تو سرور و شادان تھے
 صحابہ کو سنائی پڑھ کے وہ سورتِ مسرت سے
 صفائی ہو گئی تھی قلب سے غم کی کدورت کی
 غرض واپس مدینے میں تہنشاہِ جہاں آئے

لگایا آنکھوں سے سینے پہ رکھا اور دم توڑا
 چلے آئے جو فارغ ہو گئے تجھیز و تکفین سے
 مسلمان ان کو کہتے ہیں مسلمان ایسے ہوتے ہیں
 وہ تھا آیتِ جاہلیت ان جو کہی جیتیوں کا
 اُسامہ سرورِ جمشید اور عمر ان کے سپاہی تھے
 جلو میں تھے ان کے حضرت صدیق اکبرؓ
 میں گھوڑی پر پہل اور آپ پیدل تشریف آتی
 کہ وجہِ مغفرت میرے لئے یہ گردِ شکر ہی
 خدا نے سورہ اِنَّا فَتَحْنَا اَنْ پے نازل کی
 رُخِ روشن سے آثارِ طمانیت نمایاں تھے
 توجہِ خوش ہو کر وہ سب بھی ان آباہِ محبت سے
 نہ کیوں خوش ہوتے خوشخبری ملی تھی فتحِ یثرب کی
 اور اکتِ مژدہ فتحِ عظیمہ سا نہہ میں لائے

جب اس سورج کی صورت میں النعام دلاؤ گا تو اس مزد کو سمجھے آپ مزدہ فتح خیبر کا

فتح خیبر

حدیبیہ سے جب واپس ہوئے سرکار و الا نشان
اگرچہ سرورِ عالم کی پہلے سے یہ عادت تھی
مگر اس مرتبہ اک عام شہرت بر ملا کر دی
ہوئے یہ نہ رہ جا کوئی مروان غازی میں
جب اس کے بعد آخر ہفتہ ماہ صیام آیا
لکھا ہر اک ہزار در چار سو یہ سب مجاہد تھے
منافق کافروں میں ایک تھا ابنِ سلول ایسا
یہ وہ خیبر ہی تھے اُس کرم قوم اور ہم مشرب
وہ اپنے زعم میں نقصان نہیں پہنچانے والا ہر
یہ آپس تو مقابل آ کے اس لشکر کے ہو جاتا

تو خیبر پر چڑھائی کرنے کا فرما دیا اعلان
چھپایا کرتے تھے کفار سے خبریں لڑائی کی
برائے فتح خیبر جائیں گے ہم یہ نہ کر دی
کہا اصحاب سے مصروف ہوں کار سازی میں
تو علی نبی کو حکم حضرت خیر الانام آیا
بہت تھو اونٹ لیکن اسب و سوئی نہ زیادہ تھے
بہت ہی جو عداوت ال دیں دلیں کھتا تھا
منافق نے لکھا اُن کو کہ فکر اپنی کرو تم سب
مسلمانوں کا لشکر تم پہ چڑھ کر آنے والا ہی
کہیں تم صلح پر رضی نہ اُن سی ڈر کے ہو جانا

دکھائی کے لئے اُن کافروں کو اپنی جانتاری
 کہ ساماں ایک ہی قلعے میں لے آئے تمام اپنا
 وہ مشہور تھے اور مختلف نام اُن کے رکھو تھے
 یہیں سے لڑنے کی ٹہری یہیں گھر آئے خود سر
 اوہر یہ شکر اسلام بھی آخر وہیں پہنچا
 تھیں زینبؓ کے ساتھ اہل بیت
 جو ہونگی غالباً ازواجِ انہیں صحابِ بزرگ کی

چلے القصہ کرو فرستے یہ اسلام کے غازی
 وہاں ان کافروں نے کر لیا یہ انتظام اپنا
 بہم تھے متصل اور اس جگہ چہم سے قلعے تھے
 بہت مضبوط اور سب سے بڑا تھا قلعہ خیبر
 دکھانا شاں اپنی سو کفار لعین پہنچا
 یکفرت لوگ تھے اصحابِ پاک شاہ وہیں
 چلیں تھیں عورتیں ہیں اور بھی خدمت کو لشکر کی

کفار پر غلبہ خواب

اُڑی تھی نیند اُن مردودوں کے اک لگھرائے کی
 یہاں تک کہ فوجِ سنہ والا کی شب آئی
 جو راتوں جاگتے تھے اب انہیں نیند آ بیوا لگی
 کہلین تھیں اُن کی آنکھیں پاؤں لیکن سو جاتے

خبر سے سنی تھی کافروں کے اُن کے اُن کی
 وہ شب بھر کہتے تھے وہ فوج آئی اور اب آئی
 کہیں اُن موزیوں کی خفتہ بختی جانے والی تھی
 جو پہر پر تھو وہ قیمت کو اپنی رو جاتے تھے

سحر ہوتے ہی مجبوسِ بلا وہ مہربوئے تھے
 ہوئی بھی خنجرِ زنِ غفلت بھی انکی بڑا صوبی
 اندھیری رات میں کیا آنکھ کھلتی رو سیا ہوئی
 سحر ہونے سے پہلے وہ عین ہشیار کیا ہوئے
 نہ کیوں چل دیتے گھر والے بھی انکو چھوڑ کر سوتا
 سحر کو قتل ہو گئے پیش ایسی صورت آئی تھی
 کئی راتوں جو وہ ہنختوں پر اپنی روئے تھے
 رہے سوتے نہ جب تک دھوپ کا انیرِ غدا آتا
 تھا قلعہ اک نطاہان قلعوں میں دوسرے پہناتھا
 ارادہ یہ کیا تھا بڑھ کر فوج الہی میں رکوں
 غرض جب صبح کو وہ دھوپ میں چلتے ہوئے اٹھے
 تھے اک محمود ابنِ مسلمہ اصحابِ حضرت میں
 وہ سونے کی دیوار کے نیچے نہاں ہو کر

مگر سوتے تھے ظالم کس بلا کے سونہ والے تھے
 یہ دیکھا آج سنتے تھے کہ نیند آتی ہی سولی پر
 دکھانا تھیں اُجالے میں انھیں دیں گناہوں کی
 انھیں تھی موت کی نیند انیکو یہاں کیا ہوئے
 مروں کو شام کے تاج کوئی کس طرح روتا
 مگر ان موزیوں کی شام ہی سے شامت آئی تھی
 اٹھیں گے حشر کو اب لبا یہ کہہ کے سوتے تھے
 کھلیں آنکھیں جو سر پر گرم ہو کر آفتاب آیا
 وہاں ان خیمہ سرائی کفار کا تھوڑا سا جرگہ تھا
 یہیں سے جنگ میں مصروف ہو جائیں ہیں ملک
 کفنِ فوسلِ نیرِ حال پر ملے ہوئے اٹھے
 انھیں کیسے پہنچی لوہیں اور گرمی کی نشیں
 بخارا و اپنے بار اسلمہ سے سرگراں ہو کر

کتنا نہ جو انکو قلعے کی دیوار سے دیکھا
 شہادت پائی اس صدمہ سے محمود دلاور نے
 پھر ان کی گونشمالی کی گئی اچھی طرح جا کر
 بنی کے خیمے کے پہری میں جو تقسیم باہم تھی
 یہودی ایک اس شب میں یہاں چھپتا ہوا آیا
 دیا پھر حکم اس کو قتل کا ایک اور صاحب کو
 ضروری چمکواؤں کے سامنے ہو کر گزرا ہر
 مدد فرما کے انہماں غر زو اسی میں
 حضور سرور عالم وہ جب آیا تو یوں بولا
 تو پھر جو واقعہ یہ وہ بیان کر نیکو آیا ہوں
 مرزا ہل و عیال اس قلعے میں ہیں وہ بھی مائوں
 کہا سرکار نے اب غم نہ کر سب کو امان بخشی
 کہا اس یہودی جس قدر ہیں سخت حیران ہیں

تو پھینکا اپنے پتھر جس سے سر زخمی ہوا ان کا
 کئے پھر اپنے حلقے روزیاریں پیمبر نے
 شکست فاش دی روز چہارم قلعے میں آ کر
 لکھا ہر ایک ثابت خدمت فاروق اعظم تھی
 انھوں نے دیکھ کر فوراً گرفتار اسکو کروایا
 وہ بولا میں بنی کے پاس جاؤنگا ذرا ٹھہرو
 کچھ ان کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کرنا ہر
 اُسے بھجوا دیا فاروق نے دربار شاہی میں
 ہو پہلے میری جان بخشی اماں و بچائی اے آقا
 مسلمان ہونے آیا ہوں نہ میں مرنے کو آیا ہوں
 نہ وہ منجملہ آوارگانِ دشت و ہاموں ہوں
 تری اور تیری گھر والوں کی کر دی ہنسنے جا بخشی
 خصوصاً اچکی جنگِ جدل سے زار و مالا ہیں

ارادہ کرتے ہیں چھوڑیں یہ موضع آپ کے حق میں
 کیا ہے جمع اپنا مال و زر اک گھر میں لالا کر
 وہ موقع صبح کو میں شاہ والا کو تہا دوں گا
 غرض اُس قلعے پر جب صبح کو جا کر کیا قبضہ
 ادا کرتا ہوا شکر خدائے ذوالجلال آیا
 حبش کا رہنے والا اک غلام ان کا فرزند نہیں تھا
 لڑائی کا یہ ساماں دیکھ کر مالک کے پاس آیا
 کہا اُس سے کہ کیوں چاروٹے بنو نہیں پائے
 وہ بولا نام محبوب خدائے دو جہاں لیکر
 یہ سن کر اُس سے اپنی بکریاں لیکر چلا آیا
 قریب شام آکر شاہ وہیں کے پاس یوں بولا
 کہا سرکار نے یہ کہلوائے پر منفر رمویں
 کہا اُس نے اگر یہ کہہ دیا جائے تو کیا ہوگا

یہاں آج ہی شب میں وہ جاہیں غلغلہ شنیں
 میں آیا ہوں حضور شاہ وہیں میں یہ خبر پا کر
 وہ سارا مال ہاتھ آجا بیگا پورا پتہ دوں گا
 نشان اُس شخص نے اگر دیا وہ مال ہاتھ آیا
 مسلمان ہونے کو پھر وہ مع اہل و عیال آیا
 چرایا کرتا تھا جو بکریاں مالک کی روزانہ
 پریشانی میں سلو دیکھ کر ہو کر اُداس آیا
 چڑھائی کس نے کی ہے کس سے یہ لاف نیک ساماں
 وہ چٹائے ہیں ہمیں اپنی فوج بکریاں لیکر
 رہا جو اور معمولاً انھیں جنگل میں ٹھہرایا
 کرائی جاتی ہے کفار سے کس بات پر تو یہ
 خدایا ایک وہ دلا شکر کیا اور ہیں ہمیں یہاں
 کہا شہ نے وہ جنت پائیگا اُس کا بھلا ہوگا

کہا اُس نے مسلمان کبھی جھجکویں ہوں اسی
 مگر یہ بکریاں لوگوں کی جو ہیں لیکے آیا ہوں
 کہا سرکار نے ان بکریوں سے جا کے یوں کہا
 دیا اک ٹھیکرا اسکو کہ یہ اُن کی طرف پھینکو
 کیا جب یہ عمل جا کر تو ساری بکریاں اٹھ کر
 لڑائی میں اُنہوں سے جا کے پھر فوراً ہی شرم کی
 کہا جب دیکھنے پہنچے شہ گردوں سریر اُنکو
 نماز و روزہ ہی کوئی نہ کوئی زہد و طاعت
 ابھی اپنے نہ تھے یہ تھا شمار ان کا پر ابھی
 نکالے خار غم و اں دُور مقصود سے بھروسے
 ہنس دیتا ہوا اسکو دم میں جو برسوا کا روتا ہوا
 ابھی کیا تھا ابھی کیا اُنکو لطف رست حاصل
 جو ہوں آشنا دین جمع ہوں بیٹیر و زچر ہے

خدا قائم رکھے اس پر یہ صورت ہی بہت اچھی
 اب اُن کے پاس الدین نیرا نکو کس طرح جاؤں
 ہونم جس جس کی ملک اسکو یہاں سیدھی چلاؤ
 چلی جائیگی وہ سب مالکوں میں جانے دو اُنکو
 روانہ ہو گئیں اور نہ انچیں سیدھی اپنے اپنے گھر
 ذرا ہی دیر میں دولت ملی اُن کو شہادت کی
 ملا ہی کیا قلیل اعمال کا اجر کشیدہ اُنکو
 مگر حبت ملی جاگیر میں کیا اُس کی رحمت ہے
 ابھی لیٹے ہوئے ہیں حور کو دامن کو سائے ہیں
 وہ جبکو چاہے اسکو دم کے دم میں کچھ سی کچھ کر دے
 نہیں کچھ دیر لگتی جب خدا کا فضل ہوتا ہے
 ابھی گھر تھا جہنم میں ابھی حبت میں منسل ہے
 وہ جوتے ہیں خدا والے جو محبوب خدا چاہے

ہر کیا جاری یہ صدقہ رحمتِ ختم رسالت کا
 وہ زندہ رہ گئے جو جان قرباں کر گئے انہیں
 وہاں تھا ایک قلعہ صعب اسکو کہتے تھے
 لکھا ہے یہ بھی سامانِ خور و نوش اسیں ہی تھا
 پریشاں ہو گئے تھے فکرِ روزی و عسلاۃ تھا
 یہ حالت دیکھ کر شاہِ دو عالم نے دعا مانگی
 کہا بار بادل و کوسیرِ عمرانِ غریبوں کا
 مہل ان کی محنت و آرام کو کر دے
 دعا انکو یہ پھر کسی دعا سرکار والا کی
 بڑھے یکبارگی جنابِ ابنِ منذر اُن جانب
 تھج کیا جو فتح و نصرت ان کے ہاتھ آئی تھی
 لباس و مال و سامانِ غذا حسبِ الطلب پایا
 کیا قل ان کو سامان کر دیئے سارے حراب و کنو

گئے سب محو کر دیتا ہر اک کلمہ شہادت کا
 فرے جینے کے تو وہ لیکے جو مر گئے انہیں
 جو سب میں تھے یہودی مالدار اسیں وہ تھے
 یہ سامان بھی ملے یہ بھی مسلمانوں کا مقصد تھا
 سبب یہ یہ کئی دن سران اہل دین میں فاقہ تھا
 خدا سوان کو حق میں دولت لطف و عطمانگی
 ہو حصہ مال و زراں قلعے سران و فیضیوں کا
 خوش ان کو آج اپنی لطف و آرام سے کر دے
 اسی دم ہو گئی رحمت خداوندِ تعالیٰ کی
 کیا اس زور کا حملہ کُن پر آگئے غالب
 دعا کو سرور و سروسر و ارعالم ساتھ آئی تھی
 جو کچھ مانگا تھا محبوب الہی نے وہ سب پایا
 لندھا آئے زین پر جاؤ گہاؤ شراب اُن کو

اُمار اُنہ کفر و نفاق اُن کو دماغوں سے
 یہاں سے ہو کر فالغ پھر سُو حصن غموص سے
 یہی وہ قلعہ تھا جس میں تھا گھرِ حُجبتِ اکفر کا
 تعبثاتی ہوئی پہلے عمر کی اس لڑائی پر
 تو بھیجا دوسرے دن اپنے صدیق اکبر کو
 تو پھر فاروق اعظم تیسرے دن اپنے بھیجے
 تو فرمایا شہدے کے کل ایسا شخص جائیگا
 ابھی یہ فتح کیونکر ہوتی وقت اس کا مقرر تھا
 نہ تھا جب علم تو کس طرح حاصل ہو عا کرتے
 اطاعتِ فرس تھی محبوب رب کی اُن کو بارِ پیر
 قسم اللہ کی واپس نہ ہرگز بے ظفر آئے
 مگر صورت وہاں تو اور تھی کچھ اور قصہ تھا
 انھیں آشوبِ حشم اس رعبہ تھا اور ایسے مضطر

کیا خارج مکانوں کی کیا بیہ خل باغوں سے
 بڑا تھا قلعہ یہ اور اس میں دشمن بھی بہت پائے
 یہیں تھا فیصلہ ہو نیکو خجک ملکِ خیبر کا
 لڑے دن بھر مگر قابو نہ پایا در کشائی پر
 لڑی یہ بھی بہت لیکن نہ توڑا قلعے کے در کو
 مگر اس روز بھی بے فتح یہ واپس چلائے
 خدا چاہے تو کر کر فتح اس قلعے کو آئے گا
 یہ حصہ خاص تھا اور حصہ نقد یہ حیدر تھا
 یہاں صدیق کا کیا زور تھا فاروق کیا کرتے
 مگر سب کام تو چلتا تھا حضرت کے اشاروں پر
 یہی علم اُن کو بھی ہوتا تو وہ بھی فتح کر آتے
 وہ آتا کیونکر ان کے ہاتھ جو مولا کا حصہ تھا
 کہ ساتھ آئے نہ تھے اس لشکرِ عالی کے اور گھر تھے

روانہ جب یہ لشکر ہو گیا تو یہ خیال آیا
 اسی حالت میں خدمت جیسی ہو سکتی وہیں کرتا
 یہ کہئے یا تجھے یہ کہ جب اُس روز رات آئی
 یہ کہہ کر حلیہ بیٹے ہوتے ہوئے اندر و گہن پہنچے
 سحر ہوتے ہی ہو کر ہر کوئی اُمیدوار آیا
 نہ فرمایا کسی سے کچھ مگر ختم رسالت نے
 کہا لوگوں نے ہیں موجود لیکن آئیں نہیں سکتے
 وہ ہیں مجبور اپنے استغفار تکلیف ہو ان کو
 ہوا اصحاب ارشاد آنحضرت ابھی جاؤ
 یہ سن کر حضرت سلمہ وہیں دوڑی ہوئی آئے
 وہ آئے تو سر اُٹھا رکھ کے زانوؤں پر
 اٹھا کر ہاتھ پھر حق علی ہیں یہ دعا کر دی
 نجات اُن کو ہوئی حاصل وہیں آنکھوں کی آبر سے

میں کیوں تنہا یہاں تھی رہا سپرِ ثلال آیا
 مگر انکار اُکسا تھ جانے سے نہیں کرتا
 اُدھر مونہ سے وہ نکلا اور ادھر دلیق بات
 جہاں تھا لشکرِ اسلام وقتِ شب وہیں پہنچے
 علم لینے کی خاطر پیش شاہِ نامہ اُرا آیا
 بلایا حضرت مولا علی کو خود بادولت نے
 ورمِ ہوان کی آنکھوں پر انہیں ہم لائیں سکتے
 نظر آتی نہیں ہر پیش پا افتادہ مشے اُن کو
 ہو ممکن جس طرح اُن کو ہمارے پاس لے آؤ
 پکڑ کر ہاتھ مولا کا اُٹھیں پیش نبی لائے
 لعابِ پاک اپنا مل دیا چشمِ جاوید پر
 نہ پہنچائے کبھی تکلیف ان کو گرمی و سردی
 کبھی دُکھ نہ آئیں عمر بھر بھر فضلِ مولا سے

کہ جاڑ نہیں نہ کپڑا گرم ان کے جسم پر دیکھا
تو ہوتی تھی نہ کچھ تکلیف اس موسم میں گرمی کے
ان اعدائے خدا کے کہ نیکو تاراج تم جاؤ
مگر پرزوال فقار آبدار اٹھوا کے ٹمکائی
لڑو اور دشمنوں سے سارا میدان صاف کر آؤ
کہا سرکار والا نے پڑھیں کلمہ نہ وہ جب تک

جنگ حضرت مولا علیؑ

خدا والوں کو لیکر خیل بے ایمان میں آئے
کہا اُس نے تمہارا نام کیا ہے کہ ہتے ہو کس جا
علی ابن ابی طالب میں رہتا ہوں، میں نے
علی آئے ہیں ان نیکو توجہ کچھ ادھر بھی ہے
انھیں جانتا ہوں نام آوریں بہا ور ہیں

کہا ہر اس دعا و شاہ دیں کا یہ اثر دیکھا
روئی کے کپڑے جب وہ فصل گرما میں پہنتے تھے
کہا پھر ان سے بکر میرا شکر آج تم جاؤ
زرہ اپنی انہیں پھر شاہ دیں نے آپ پسنائی
کہا بس اب خدا کا نام لو اور اُطرف جاؤ
وہ بولے میں قتال ان سے کروں یا شاہ دین تک

غرض شیر خدا رخصت ہو گئے میں ان میں آئے
یہ پہنچے جب تو اکافر تھا برج قلعہ پر بیٹھا
کہا ہوں خادم الخرام اسلامی سیفین میں
کہا اُس نے یہ جا کر کافروں سے کچھ خبر بھی ہے
بڑے ہی جنگجو ہیں مرو میں ان تھوڑے ہیں

سوا اس کے کتابوں میں لکھا ہی مال و زر لیکھا
 کہا یہ سن کے حارث نے تو یہود ہی وہاں ہی
 بہادر ہی تو ہیں اُسکی خبر لینے کو جاتا ہوں
 یہیں کتا ہوا مرد و اپنے زعم باطل میں
 یہ مانا وہ شفی شہزور بھی تھا میلتن بھی تھا
 یہ سچ ہی وہ قوی تھا نامور تھا دیو پیکر تھا
 کیا اتنے ہی چند اسلامیوں پر ہاتھ مٹا اُس نے
 کہا اُس نے یہ وہ حارث ہی جو مر حب کا بھائی
 ہوئے ہیں دوست اُن کے قتل تو گھبر کر بیٹھے
 نہ دکھلاؤں کسی کو اپنا مونہ چھوڑوں اگر اُن کو
 یہ سنا تھا کہ شیر خن جگہ سے اپنی چل نکلی
 نظر جب اُن پہ کی خاموش اور ساکت وہاں تھا
 وہ یہ کیونکر سمجھتا بیخود تھا اور ناداں تھا

علی جب چڑھ کے اُیرگاتو قلعہ فتح کر لیا
 ابھی سے اسقدر کمزور ہی کیسا سپاہی
 یہیں سے دیکھتا رہ اُسکا سر لینے کو جاتا ہوں
 چلا اور آ کے ٹھہرا اہل ایماں کے مقابل میں
 یہ مانا وزن نیزے کی سناں کا تین بن بھی تھا
 مگر شیر خدا کے سامنے پشے سے کمتر تھا
 دکھائے جو ہر اپنی تیغ کے وقت مصائب نے
 بلا او علی کو یہ دم تیغ آزمائی ہے
 کہاں وہ مجہ سڈور کو مونہ چھپا کر جلے بیٹھے ہیں
 مناسب کٹ کر دنیا ہی خود آج اپنا سر اُن کو
 چباتے ہونٹ اوڑ والے ہو کر تیور ہی بل نکلی
 خدا کے شیر کا غصہ تھا یا قہر الہی تھا
 انھیں غصے میں لانا قتل کا خود اُسماں تھا

کہا بڑھک مکیوں سے ملاقاتیں نہیں کرتے
 یہ کہکراؤ چھپٹ کر ایسی تیغ تیز دم چھوڑی
 ہوا وہ داخل دوزخ تو مرحب یہ خبر سن کر
 رہیں دو تھیں تو تھے دو جو بھی بالائے سر رکھے
 اسے کیا کچھ کام اُس کا قسمت ڈبکاڑا تھا
 اُسے کیا سنویتی لڑنے کی اس کرار و صفار سے
 نہ بھی سر پیٹنے سے ہاتھ کو فرصت تو کیا لڑتا
 مگر آیا تھا لڑنے تو رجز خوانی بھی کرنی تھی
 کہا میں خیبر مرچیں مجھ سے کوٹ مرنے ہیں
 قوی ایسا ہوں اور خنجر کی ایسی آبداری ہے
 میں ایسا زور والا ہوں یہ تو قوت مرنے کی
 علی انساں میں معمولی سے اُن کی کیا تحقیق ہے
 مگر یہ ہتھمال طبع ہے قتل بر اور سے

جنہیں ہو قتل کرنا اُس سے ہم آہن نہیں کرتے
 کہ گردن ظالم غدار کی کر کر قلم چھوڑی
 بہت ہی کروفر کے ساتھ آیا قلعے سے باہر
 ادھر لڑکائے دینیں ادھر پیچھے سپر رکھے
 کہ اب آیا کہ خود گرنے ابھی بھائی کو گٹاڑا تھا
 کہ آنکھوں میں اندھیرا تھا غم مرگ بر اور سے
 ہوئی تھی قوت بازو کی جب حلت تو کیا لڑتا
 ادھر تھا عقل سے خالی تو نادانی بھی کرنی تھی
 جو سن لیتے ہیں میرا نام تو کچھ کھا کے مرنے ہیں
 مرا ہلکا سی بھی اکٹا تہہ گویا ضرب کاری ہے
 کہ غصے میں ٹھٹھا ہوں تو ملتی ہے زین رن کی
 مری تو اس تمام فوج سے لڑنے میں دولت ہے
 کہ کروں اس میں کو صائم لوگوں کے لشکر سے

بہانہ کر کے اپنے میر شکر سے نکل جاؤ
 تمہارے سامنے لڑکیوں میں پاؤں جماؤں کیا
 بہادریوں جری ہوں پلٹیں ہوں کوپہ بکریوں
 ذرا اُن سے کہو جا کر کہ اب میدان میں آؤ
 یہ کہو اس اُسکی سُن کے حضرت شیر خدا آئے
 ذرا انجھہ سے سنبھل کر بات کرنا بات والا ہوں
 مرزہ بھکیوں تیری یادہ گوی کا چکھا دونگا
 یہ سُن کر اُس نے چھوڑی تیغ انھوں نے ڈھال پر رو
 لاموقع سپر میں تیغ الجھکر رہ گئی اُس کی
 لگائی بڑھ کے ضرب الفقار اس زور کی کاری
 فلک اُلوں کو حیرانی ہوئی اس ضرب حیدر سے
 کیا پھر قلعے پر حملہ در خیر اُکھاڑ آئے
 امام مومنین پاک باقر کا بیاں یہ ہے

بچا ناچا ہو جاں پنی تو تم آگے سے ٹل جاؤ
 تمہارے سڑاؤں کیا میں تمہارا تہاڑاؤں کیا
 یہ طرہ اُسپہ کی اس وقت میں جاؤں سے باہر میں
 علی ہیں کون سے اُن کو تو میرے سامنے لاؤ
 منانت کی بڑھے اور اُس سے یہ لفاظ فرمائے
 حری ماں شیر فی تھی اور میں شیر اسکا بیٹا
 ابھی میں تیرے جسم نخس کے ٹھٹھڑاؤں گا
 پھنسی بھی اُسہیں گو وہ ڈھال اُس تلوار نے دوئی
 تو فوراً حضرت مولانے وہ ڈھال اُس کی پھینکی
 گلے سے تامل کر کاٹ ائی دو ہو کر گراناری
 زین ہلتی تھی شور نعرہ اللہ اکبر سے
 سپر کا کام لینے کے لئے لیکر کو اڑ آئے
 شکست باب خیبر کی نرالی داستان ہے

وہ دروازہ جو توڑا جا رہا تھا دستِ حیدر
 پہ یہ قوتِ مستِ بیدِ الہی کا ملنا تھا
 تھیں ام المومنین یعنی صفیہ ایک چوکی پر
 پھر اُس پھاٹک سے وہ کارِ سپر لیتے رہی دن
 خدا جانے سبیلِ تھیں پھر وئی یاد وہاں تھا
 اٹھانے کو جواس پھاٹک کو ستر ایل دیں اُسے
 اٹھاتے تھے تو مونہ ایک ایک کا حیرت سے نکلتا تھا
 یہ دیکھا تو علی کو اپنی قوت کا خیال آیا
 علی سے کہہ رو پھر توجہ کے وہ پھاٹک اٹھا لیں
 گئے مولا علی اُس کو اٹھا لائیں کوشش کی
 پھر اسکے بعد یہ الفاظ وحی ربِ اکرم تھے
 وہ چھینکی توڑ کر اک دم میں جو چیز اپنی بہاری
 لگے پھر قلعے میں اور کافروں نے جب ماں مانگی

تو جنبش تھی نمایاں تھیں دیوارِ سرور سے
 کہ وہ قلعے کا قلعہ مثلِ برگِ کاہ ہلتا تھا
 ملی چوکی وہ ایسی آپ نیچے آ رہیں گر کر
 جو پھینکا تمام کو تو فاصلے سے وہ گرا جا کر
 کو اڑاتا تھا بھاری وزن جس کا اٹھ سون تھا
 سمجھ کر یہ کہ پھر اسکی جگہ پر رکھ دیا جائے
 اٹھانا کیا وہ ان ستر سے مل بھی تو نہ سکتا تھا
 وہیں نزو نبی فرمان ربِ ذوالجلال آیا
 کہا سرکار نے یہ حکم آیا ہے علی جا لیں
 مگر اُن سے پھاٹک سے ذرا بھی تو نہ جنبش کی
 کہنہ زدہ بابِ خیر کے علی ہرگز نہ تھوہم تھے
 کہو اُن سے تو بھی اُنکی کہ یہ طاقت ہماری تھی
 اماں دینے کو وہ حسبِ ہدایت ہو گئے راضی

نکل کر جیمے سے حضرت نے استقبال فرمایا
 تو رو کر فرط شادی سے علی مرتضیٰ اسپر
 کہو کچھ تو زبالت باعث رنج و تعب کیا ہے
 ہوئے سرکار رضی چہ تھی مجھ کو یہ مسرت ہے
 نہ تنہا میرا جی اللہ بھی راضی ہوا تم سے
 چلے آئے مدینے کی طرف سلطان بھر و بر

وہاں سے پھر نبی کے پاس وہ شیر خدا آیا
 دیا بوجہ بین پاک پر آغوش میں لیکر
 کہا سرکار نے روتے ہو کیوں آخر سب کیا
 علی بولے یہ میرا گریہ آرام و راحت ہے
 کہا بیشک بہت خوش آج جی میرا ہوا تم سے
 اماں پھر کافر و نکو دیکر ان کا مال و زر لیکر

قضاے عمر

تہیہ کئے جانے کا شہ والا نے فرمایا
 حدیبیہ میں جو تھو امنیں جو زندہ ہیں سب آئیں
 وہ ہونچلہ انصاریا کوئی مہاجر ہو
 خبر یسین کے اصحاب پیغمبر دو تہا آئے
 معیت میں نبی کی دم خدائی یاد کا بھرتے

قضاے عمر کا پھر وقت اسکے بعد ہی آیا
 ہوا ارشاد کے چلتے کو باصرا و بآئیں
 سوائے جو کوئی اور چاہے وہ بھی حاضر ہو
 منادی جب مئی یہ تو بہت سے جاں نثار آئے
 روانہ سب ہوئے یہ پھر وہاں منسیر لیں کرتے

قریب مکہ جب پہنچے تو یہ کفار نے دیکھا
 ڈری وہ اور سمجھے کرنے ہکٹو ننگائی ہیں
 سنا جب یہ شہ کو نین نے تو ان کو بلوایا
 کیا کریں جو وعدہ وہ جھوٹا ہو نہیں سکتا
 تمہیں خطرہ یہ کہ: راستہ ہمراہ آنے سے
 ہوئے وہ مطمئن یہ بات سن کر اپنی گھڑائے
 طواف کعبہ سب نے بانٹھ کر احرام فرمایا
 مہاجر دیکھے جب کفار نے تو طعن کی اپنہر
 پلے ادا اپنے ساتھ والوں کا ہیں ہونہہ کتنے
 خبر جس دم پہنچی آپ کے سمع مبارک میں
 یہ سن کر ڈری سب اصحاب حیراں رہ گئے کافر
 ٹہرنے کے وہاں تین دن اس صلح کی رو سے
 وہ دن گذرے تو کفار بد آئین کا پیام آیا

کہ آئے ہیں مسلح ہو کے اصحاب شہ والا
 یہ عمری کو نہیں آئے ہیں بہر خبگائے ہیں
 وہ آئے جب تو ان سے اس طرح ارشاد فرمایا
 میں توڑوں عہد اپنا مجھ سے ایسا ہو نہیں سکتا
 مگر اپنی حفاظت و رعایا ان کو لانے سے
 حرم کعبہ میں پھر قبلہ رحن و بشر آئے
 غنا ساک سب ادا فرماؤ استیلام فرمایا
 کہ یہ آب و ہوا اسی اُس طرف کی ہو گئے لاغر
 یہ ڈوڑینگے تو کیا اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے
 تو فرمایا کہ دوڑ اپنی صحابہ انکو دکھلائیں
 سو انم سے قوت ہم میں ان پر کروانا ظاہر
 یہ وعدہ لے لیا تھا کافروں نے شاہ جو شیخو سے
 کہ اب لیجا یہ تشریف وقت اختتام آیا

کہا سرکار نے اُن سے اگر کچھ اور مہلت
 وہ ناہنجار بولے تم زیارت کرتے آئے ہو
 یہی پیغام اُن سب کے سوئے شاہ جہاں آئے
 عبادہ کو پسند بھی بیٹھے ہو مگر اُن میں
 تو بولے طوطا کراؤ کہ جاؤ ہم نہیں جاتے
 ہمارے جی میں جو کچھ بات آتی ہے وہ کرتے ہیں
 خدا کو ایک کہتے ہیں مسلمان تم ہو یا ہم ہیں
 خدا کی محنت دن رات ہم ہیں ہر کہ تم میں ہے
 سنا یہ سحر سے تو سکر لے شاہ السن و جن
 خدا کا نام نامی اور بالا ہونے والا ہے
 ہوئے خوش سر و اصحاب ہمیں یہ بیاں سنکر
 چلے حضرت تو دوڑیں کہہ کر یا علم و خیر حمزہ
 رضاعی بھائی بھی تھوڑے کے حمزہ چچا بھی تھے

تو میں کھانا کھلانا چاہتا ہوں ایک دن کب
 کہ کہیں میں ٹھہر کر سب کی دعوت کرنے آئی ہو
 کہ ہوں رخصت یہاں سے آپ ہم دعوت بازار آئے
 اُنھوں نے حبسین کفار سے سختی کی یہ بات
 چلے جائیں گے حبیب جی چاہیگا اس دم نہیں جائے
 رعیت کیا ہیں تم لوگوں کی کیا تم تم ڈرتے ہیں
 خدا کا گھر ہی یہ اسکے گھریاں تم ہو یا ہم ہیں
 رسولِ مسلیں کی ذات ہم میں ہر کہ تم میں ہے
 کہا اُن سے نہ گھبراؤ بہت جلد آکر گاؤہ دن
 اندھیرا جانے والا ہے اُجالا ہونے والا ہے
 رداں ہونے کو پھر ہونے لگی تیاری لشکر
 کہا مجھ کو بھی لیتے چلے ساتھ اپنی سوئے طیبہ
 کہا علم اس سبب شاہ دیں کو اُن کی دختر نے

روانہ ہو کر وہ پھر اداہلین جو سب رسمیں
مسلمان ہونیکو چاروں طرف جوق جوق آئے

ٹھایا مرقی نے فاطمہ زہرا کے ہوج میں
مہینے میں گئے تو صاحبان باوثوق آئے

حضرت عمر بن عاصؓ کا اسلام لانا

ملے رستے میں حال رساتھ وہ بھی ہوئے اُن کے
وہ جاؤ اسن ہر جسے میں جاٹھروں ہر اچھا
نہ اونکا یہاں پھرہ پڑو نگاہیں وہیں جا کر
چلا اونکا واپس پھر نہ باقی کوئی مشکل ہے
کہا سب نے یہ ہر معقول وہ سب ہو گئے راضی
برائے نذر اودیم طائفی تھا ساتھ اونٹون پر
بہت کی مدد لیکر انکی سوغات اہل حبشہ نے
مسلمان ہو گیا ہر وہ عداوت اسن سیر مجھکو
تہ شمشیر کر کر آج جی خوش اپنا کر لوں گا

ابھیں ایام میں سونبی عمر بن عاص آئے
وہ کہتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے میرے جی میں یہ آیا
ہو کر قابض اگر یہ اہل اسلام آکے کتے پر
خلاف اسکے اگر ہو گا تو اطمینان حاصل ہر
کیا یہ مشورہ اور وہ سب بھی لی رائے انکی بھی
چلے القصہ یہ سب اور نجاشی سے ملے جا کر
وہاں پہنچے تو کی انکی مارات اہل حبشہ نے
کہا اسن کہ عمر بن امیہ کو بلا بھیجو
کرؤ تھقتل اسکو اوریں اسکی خبر لوں گا

نجاتی یوں پہنچا کہ اپنے مونہ پر مار کر بولا
 رسول اللہ کو قاصد کو تم سے قتل کروادوں
 اگر یہ جان لیتے تم تو ایسا کہہ نہ سکتے تھے
 پریشان حال اور کبت ناک ہو گا سطرچ خود سر
 جہاں میں نور و صحت کا اجالا ہو نبوالا ہی
 جو ان کے دشمن خود سر ہیں وہ بھونٹے ہیں انہیں
 بلیگی و ولایت کو نین ان کی راہ میں آکر
 اثر و دل پر ہو ان کے کچھ ایسا یہ بیاں سن کر
 ملے رستے میں خال ان کو پوچھا کیا ارادہ ہے
 حقیقت ہو گئی ہے مجھ پہ ظاہر دین اطہر کی
 تمہارا کیا ارادہ ہے کہا نکو جانوالے ہو
 چلے دونوں دیار سید ابرار میں آئے
 وہاں پہنچے جہاں سو منزلِ رحمت میں جاتے ہیں

یہ اے عمر آج تم نے مجھ سے کیا کہنے کو مونہ کھولا
 نہیں معلوم ہے شاید یہ تمکو میں مسلمان ہوں
 مے جہاں ہو ورنہ آج زندہ رہ نہ سکتے تھے
 نہ کب تک لاؤ گے ایمان اک حق کو پیہم پر
 خدائی بھر میں انکا بول بالا ہونے والا ہے
 قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ وہ سچے پیہم ہیں
 مری مانو تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرو جا کر
 چلے فوراً مدینے کو سوئے و رہا رہ پیہم پر
 وہ بولے خدمتِ حضرت میں جانیر کا ارادہ ہے
 قریبوسی کرونگا جا کے حاصل میں پیہم کی
 یہ بولے میں بھی جاتا ہوں وہاں ایمان لانیکو
 ٹری سرکاریں پہنچے بڑے دربار میں آئے
 وہاں پہنچے جہاں سو گلشنِ جنت میں جاتے ہیں

وہاں پہنچے جہاں کوئین کی مہر و نعمت ہے
 وہاں پہنچے جہاں مذکور بہ حالی نہیں آتا
 وہاں پہنچے جہاں کی عاضری وجہ سعادت ہے
 وہاں پہنچے جہاں وہ ذات ہے جو فخر آدم ہے
 وہاں پہنچے جہاں کا ذرہ ذرہ بھی مہر ہے
 غرض پہنچے شہ کوئین کے دربار اطہر میں
 ہوئے نعل سماں ہو کے یارانِ پیہر میں
 لقب و دربار سرکاری سے پایادین پناہ اپنا
 وہاں پہنچے جہاں رحمت نہیں حمت ہی رحمت ہے
 وہاں پہنچے جہاں جا کر کوئی خالی نہیں آتا
 وہاں پہنچے جہاں کی خاک لکیرِ رایت ہے
 وہاں پہنچے جہاں فرشِ زہیں سو آسماں ہے
 وہاں پہنچے جہاں کارِ ہر والا عرشِ سند ہے
 شرف پایا رسائی کا حضورِ مبارک پر وہیں
 لکھا یا نامِ فردِ جانِ نثارانِ پیہر میں
 گھٹائی کفر کی رونق بڑھایا عز و جاہ اپنا

سربہ موتہ

سرا یا جتنے ہیں سب میں بڑا موتہ کا سر تھا
 لکھا تھا نامہ نامی نبی نے اُس کے حاکم کو
 چلے جب یہ نور ستے میں تلا شریلِ بارگاہ
 یہ تھا اک شہرِ ملکِ شام میں نام اس کا موتہ تھا
 دبا تھا خط وہ عارث کو کہ اُس کے پاس پہنچا دو
 کہا تم کون ہو بولے کہ پیغمبر کا پیغمبر

یہ سُنتے ہی کیا قتل اُس لعین نے اِس دلاور کو
 بہت غصّہ یہ سُنتے ہی شہ کوئین کو آیا
 کہا اصحاب سے تیاری لشکر کرو فوراً
 امیر لشکر دین زبیر ابن حارثہ ہوں گے
 اگر یہ بھی شہیروں میں ہوں داخل اور چلے
 پیسے جام شہادت یہ بھی تو سب کو بلا لینا
 غرض یہ سہ نہرا اصحاب باخیل و خام مکے
 مَمان اک مع فتح ہی موتہ کو نزدیک پہنچ جائے
 خیر شہزاد نے پائی مسلمان چڑھ کے آئے ہیں
 تو اپنے ایک بھائی کو مع پہنچا کہ کس بھیجا
 مسلمانوں نے حملہ کر کے اُن کو قتل کر ڈالا
 یہ سن کر استعانت کیلئے کی جہد و کد اُس نے
 یہ عرضی اُسکی اسکے پاس جب بہر طلب آئی

خبر جبروت پہ پہنچی حبیب رب اکبر کو
 نہیں کرتا ہر کوئی قتل قاصد کو یہ فرمایا
 بہت تیزی سے پہنچو اور ابھی جاؤ سو کشتیں
 شہادت اُن کی ہو تو پھر علم پاس کی جعفر کے
 تو پھر میدان میں عبداللہ رواحہ کے چائیں
 ہوں جسپر متفق سب لوگ امیر اُسکو نہا لینا
 خود اُن کے ساتھ تھوڑی دوزک شاہ اُغم مکے
 بہت بھی دھوم سے آئے عیش و طرب کے
 بہت سماں بہت لڑنے والے سانہ لائے ہیں
 خبر لانے کو اُن کی یہ گروہ زور دس بھیجا
 جو باتنی رہ گئے اُنہیں سے وہ بھاگے مکتو نہا
 بہر قتلِ رومی بد بخت سے مانگی، داس نے
 بہ ندر او کثیر اس سمت اپنی فوج بھجوائی

دکھاتے اپنی طاقت اور بڑھاتے اپنی ساکھ
 پریشانی مسلمانوں میں پھیلی اور گھبرائے
 کہاں سے کہ یہ واپس ہو یا فوج اور جنگواؤ
 اٹھے ابن رواحہ سن کے یہ تقریر طولانی
 ہر ڈور مایکما نہر میت ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا
 اگر نصرت ہوئی تو پھر تنہا خواں سارا عالم
 ذرا یہ بھی تو سوچو بد میں ہم لوگ کتنے تھو
 خدا چاہے تو ہم سر جو بلا آئے گی رد ہوگی
 یہ مانا ہم نے مانگی اور امداد آپ نے کر دی
 مسلمان ہیں یہ ممکن ہی نہیں ہیں ہٹ جائیں
 کیا اس رے کو انکی پناہ ان اہل ایمان نے
 بڑھے پھر جوش کیا تہہ اور موتہ کو قریب آئے
 تھے وہ بھی ان میں شامل یہ بیاں ہر بوہرہ کا

مقابل سہ ہزار اھوا کے وہ ایک لاکھ آئے
 امیر فوج کے جیمے میں بہر مشورہ آئے
 لکھو یہ حال حضرت کو اگر لڑ نیکی ٹھہراؤ
 کہا بے وجہ اندیشہ ہی ناحق ہے پریشانی
 جو کم ہیں تو شہادت ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا
 ہمیں کس بات کا ڈر ہے کس بات کا غم ہے
 انھوں نے ہی تو آخر فتح پائی تھی وہ جتنے تھو
 رکھو مت بلن اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی
 مری نزدیک تو لیکن اسے کہتے ہیں مامردی
 چلب لیکر خدا کا نام اور میں میں ڈوٹ جائیں
 صغیر کیں پھر درست اپنی جناب یہ دینا
 لگاتے نعرہ شہرہ با حال عجیب آئے
 مجھے حیرت ہوئی جب لشکر کفار کو دیکھا

تھی اتنی کثرت اُن کی استغریاں کوسایاں
 کہا ثابت فُان سی بار میں موجود تم کب تھے
 مگر حاصل ہوئی تھی فتحِ مہکومِ باری سے
 لڑائی چھڑ گئی آخر شہادتِ زید نے پائی
 یہ لڑنے نہ تھے کہ کٹ کر گیا اک ہاتھ بازو سے
 گناہ بھی تو دونوں بازوؤں سے وہ علم روکا
 پڑی تلووار پھر ایسی مکر پر آپ کی آکے
 اُدھر لڑتے تھے عبداللہ ان اعراسے بڑھ بڑھ کے
 تھکاؤ والا اُنھیں جب بھوکے اور اس لڑائی نے
 لیا ہی تھا وہ دانتوں میں کہ فوراً یہ خبر آئی
 وہ ٹکڑا موہ نہ سی پھینکا گوشت کا اور اُس طرح سے
 مخاطب ہوئے کہ اپنے نفس سے پھریں ہوئے گویا
 محبت ہی جو بی بی کی تو دیتا ہوں طلاق اُسکو

ہوئی جاتیں تھیں آنکھیں میری خیر و سخت حیران
 جو ہوتے دیکھتے کس ساز اور سامان سے وہ سب تھے
 ذرا بھی تو نہ ڈرنا چاہئے اس فوجِ ماری سے
 تو پھر سرداری فوجِ خدا جعفر کی ہاتھ آئی
 تو پھر یہ دوسری دستِ مبارک ہیں علم لائے
 رہے ویسے ہی حملہ آور اور کُفّا رکوٹو کا
 گرا جس سے زمیں پر ہو کہ جسم پاؤں ڈوٹو کڑے
 مگر بھوکے تھے وہ تھا میسر دن اُنکو فاتح سے
 تو ٹکڑا گوشت کا اُنکو دیا ایک کج بھائی نے
 شہادتِ حضرت جعفر نے میں اس میں بھی پائی
 بہت غصے میں آئے رونہ تے دشمن کی صف آئے
 خدا کی راہ میں چلنا ہی لب لباب اُٹھ بہت سو یا
 یہ کہی آج کا دن مجھ سے ہی روزِ فراق اُسکو

علمائے کرام ہے الفت تو انھیں لڑا دکر تاہوں
 جو کچھ ہی مال و دولت وہ شہ والا کو دیتا ہوں
 بس اب باقی رہا کیا جو مجھے تو آکے روکے گا
 یہ دنیا کیا ہے اے نفس ونی ان خواب باطل مار
 سب اپنی اپنی مطلب کے ہیں اپنا کون ہوتا ہے
 منافع و مال دنیا کون لیکر ساتھ جاتا ہے
 ہیں دونوں ایک سو وار و جو وقت موت آنے پر
 یہیں رہ جائیں گے دنیا رو و رہم ایک ایک اپنے
 اوہ یہ کہہ کے دکھلانے چلے دو درخص اپنا
 واپس چلے سے نکلی اور باناز و ادا نکلی
 چلتی تھی جان لینے کیلئے شرماء کے چلتی تھی
 وہ ملواریں کی اک نور خدا کا صانع بھی تھی
 کبھی تھی پشت مرکب پر کبھی رو سپر پر تھی

فراہوتا ہوں حضرت پر خدا کو یاد کرتا ہوں
 کوئی عمرہ سا گھر اسکے عوض جنت میں لیتا ہوں
 مراد میں پکڑ کر سوئے حق جانے سے لڑکے گا
 وہ اسکے دام میں پھنسنے نہیں جو مرد عاقل ہے
 نہ بی بی نہ نہ بھائی نہ نہ بیٹا ہی نہ پوتا ہے
 یہاں سے جو کوئی جاتا ہے خالی ہاتھ جاتا ہے
 جھکاری ہو کوئی یا بادشاہ ہفت کشور ہو
 وہاں نکلتا ہے جائینگے تو صرف اعمال نیک اپنے
 اوہر شمشیر جو ہر دار نے چھوڑا غلاف اپنا
 فرشتوں کی زباں سے بھی صد امر جہان کلی
 کٹے جاتے تھے دشمنوں میں جب اترا کے چلتی تھی
 مگر اعدا کی جانوں کیلئے برقی بلا بھی تھی
 کبھی تھی سر پہ دشمن کے کبھی اُسکی مگر تھی

یہ کر دیتی تھی دو ہر دشمن غناک کو چھو کر
 کئے دیتی تھی پست اس فوج کے نامراد و نکو
 چلی ٹھہری رکی جی گئی آئی اٹھی بیٹھی
 دبے جلتے تھے جس سے سب کبھی تو ایسی بھاری تھی
 گلے دشمن سے مل لیتی تھی کر دیتی تھی نصا اسکو
 کبھی یہ فخر تھا ہوں ساتھ یارانِ پیمبر کے
 بہا و دشمن دیں ہوں غلط یہ سب قیافہ ہیں
 شہادت پائی آخر لڑتے لڑتے اس معظّم نے
 چلے آئے مسلمانوں میں اور ان سے ہوئے گویا
 تو بولے سب مہنک اس کے قابل ہم سمجھتے ہیں
 کیا پھر منتخب خالد کو سب نے متفق ہو کر
 کہا ثابت نے میں اچھی طرح یہ سوچ آیا ہوں
 عرض خالد نے لیکر وہ علم میراں کو سچ پھیر

نہا لیتی تھی فوراً خون میں ناپاک کو چھو کر
 پری وہ بھوت نکر لپٹی تھی ان دیو زاد و نکو
 پڑی جو منزل اسکی راہ میں خوبی سروہ طر کی
 کبھی زخموں کے پھولوں کے لے باد بہاری تھی
 مگر تھار و زعبین و منین روز مصاف اس کو
 کبھی یہ ماز تھا قبضے میں ہوں مردِ دلاور کے
 خطا ان پر ڈالتی تھی جب تو کہلتا تھا لاف تو ہیں
 علم ثابت نے فوراً لے لیا جو پاس تھا ان کے
 کسے اب یہ دیاجا میگا کر لو فیصلہ اس کا
 یہ بولے مجھ سے بہتر ہیں بہت ہوں سب کتیر ہیں
 تو وہ کہنے لگے ثابت سے تم سے میں نہیں بہتر
 تمہیں دینے کی خاطر یہ علم ہمراہ لایا ہوں
 اور اپنی فوج سے ان دشمنان دیں کو جا گھیرا

لڑا اس سختی و شہادت سے وہ اللہ کو پیار
 ہوئی جب شام نو لشکر مقابل سے ہٹے دو لو
 بھینس جتنی قتل کرنے کی وہ دبیرین چھوڑیں
 سپاہی جتنے تھے ہمراہ پیش و پس سب آئے
 فن جنگ و جہل سے تھر جو واقف خالد علی
 جواں جو دایں جانب تھے اُٹھیں باطل سے
 چلا اس طرح جب تیار رہو کر صبح کو لشکر
 جماعت اہل یماں کی بڑھی ہو کر ہم آئی
 قائم پھر ان کے میں ان و غائب گڑ نہیں
 ٹہرتے کیا کسی کے حکم پر وہ آ کے کیا جھکتے
 وہ بھاگے جب تنہا خال ان کے پیچھے قلعے تھے
 کہ قلعے میں جا کر قتل کفار لعین صدمہ
 دکھایا ظالم و عذاب خارج ایسے ہوتے ہیں

رہی محفوظ اُن سے اور صدمہ ہا وہ لعین مارے
 تھے و دونوں سمت لڑنے والے مشکل سے ہٹے دو لو
 کہ تو ملواریں سُن حضرت خالد کی ٹوٹیں تھیں
 تھا دستہ ہاتھ میں تلوار کا واپس جب آئے تھے
 سحر کو اٹھ کے ترتیب اپنے لشکر کی بدل ڈالی
 جو پہلے سے آگے رہتے تھے وہ کر دیئے پیچھے
 تو مہبت ان مسلمانوں کی چھائی اُن لعینوں
 وہ سمجھے یہ مدد کو ان کی فوج تازہ و م آئی
 میں لڑنے والے جب بدل پھر وہ لڑ نہیں
 غشی اُن کے دلیں جب دہشت پھر کے سے کیا
 لے لشکر کو اپنے بے خطر اور بید ٹھہرک پہنچے
 عرصہ میں حضرت عمارت کو جانیں انکی پس صدمہ
 تباہ قتل قاصد کے تباہ ایسے ہوتے ہیں

پھر اسکے بعد واپس فوج شاہِ نامدار آئی
وہاں مسجد میں اپنی حضرت محبوبِ یار تھے
حجراتِ مکانی اُٹھ گئے تھے شاہِ والا سے
ہوا ارشاد پھر جعفر کا وقتِ آخری آیا
کیا ربِ احد نے خانمہ بالخیر ان کا بھی
غمِ مصائبِ علی میں پریشاں ہو جاتے تھے
لقب ان کا شہ و الانسیف اللہ فرمایا
تباہی آئے گی موتہ کے کفارِ لعین کی اب
جو ہونے والا تھا وہ بھی زیاں پر لگ جاتے تھے
ضروری تھا جہاں تشریف لیجا نا وہیں پہنچے

ہوا خالی وہ قلعہ تو غنیمتِ بیشمار آئی
یہاں میاں میں یہ کار ہاؤ خنگ جاری تھے
وہ میاں سامنے تھا ان کے حکمِ حقِ تعالیٰ سے
کہا سرکار نے جامِ شہادتِ زید نے پایا
یہ بولے پھر گئے فردوس کو ابنِ رواحہ بھی
یہ کہتے جاتے تھے شاہِ زمن اور رتو جاتے تھے
کہا پھر خالدِ عالی گہر نے اب سلم پایا
ہوا ارشاد یہ بھی فتح ہوگی اہلِ دیں کی اب
جو کچھ ہوتا تھا میاں میں سب مائے جاتے تھے
شہیدوں کو یہاں پھر تعزیت کو شاہِ دین پہنچے

فتح مکہ

خرامہ نے شرفِ پایا شہ دیں کی معیت کا

لکھا عظمیٰ ہوا صلح حدیبیہ کا جب قصہ

بھٹیں دو قویں بنو بکر و خزاعہ جن کو کہتے تھے
 اعانت خواہ نہ کر جبکہ دونوں صفت نصیب
 یہ ٹھہرا تھا رہیں سال تک ملکر وہ آپس میں
 بنو بکر سیہ ول نے جو تھے آتش کے پر کالے
 یہ کہتے ہیں کہ اس سازش میں خبیثہ ہتھوڑاں کے
 پٹری جنت مہیبت جب ہو اردوہ اس غم سے
 بہت اس ظلم کفار جھاپیشہ سے گھبرائے
 کہا البیک محبوب خداوند تعالیٰ نے
 وہ مجھ کو مالہ و فریاد تھے جہنم کے ہیں
 کیا و بیافوت ام المؤمنین نے اوشہ اکرم
 ہوا ارشاد مکے میں خزاعہ یاد کرتے ہیں
 ابھی اس واقعے کو تین دن ہونے پاؤ تھے
 سنا با حال جو ظلم اشک غم سے مونہ وہو کر

بہت مدت سے ان دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا
 وہ ٹھہر کر کافروں میں یہ پیسیر کی طرف آئے
 مگر آئیں رنگاں خرم جہالت کی جو بھٹیں رہیں
 یکا یک ایک شب کو دس خزاعی قتل کر ڈالے
 بلکہ بھیس لائے تھے قریشی ساتھ تھے ان کے
 خزاعہ نے یہ کی فریاد سرکارِ دو عالم سے
 وہیں گئے میں پیٹھے پیٹھے روؤ اور چلائے
 مدینے میں سنی فریاد ان کی شاہ والا نے
 وضو فرما رہے تھے آپ مہمو نہ کے حجرے میں
 یہاں کوئی نہیں کسکو دیا یہ جواب اسدم
 ہوا و ان پہ جو ظلم وہ فریاد کرتے ہیں
 عمر سالم خزاعی کے پیسر سرکاریں آئے
 کیا سب ماجرا اپنا بیاں حضرت سرور و کر

خبر تھی وہ کہ منقصہ و دل الیٰ مہینہ تھی
 لگے انقصہ اس کے بعد نقصے اور ہی جنے
 ہوا ارشاد یہ بھی با و شاہ دین و دنیا کا
 تھے حاطب ایک صاحب خاص صحابہؓ میں
 انھوں نے الیٰ مکہ کی طرف خط ایک لکھ مارا
 دیا لکھ کر وہ خط فی الفور ایک لاک عورت کو
 مارج میں لکھا ہر نام اس عورت کا تھا سارہ
 چھپانے کی ہدایت کی بتائیں اُنکی راہیں بھی
 طمع ابھی طرح وی اُسکو اُسکے حق خدمت کی
 اوہ عورت ہوئی رخصت اوہ روح الایں آئے
 کہا حضرت معاذ و زبیرؓ آئیں علیؓ آپ
 وہاں پہنچے وہ خط لے جاتی ہوئی اللہ زن
 یہ سن کر مینوں گھوڑی اُڑی دوڑاتے ہوئے پہنچے

خبر تھی وہ کہ مہینہ زبور فتح مکہ تھی
 دیا لشکر کشی کا حکم سرکار و دعو عالم نے
 نہوں واقف نہایت اس ارادے تو ہوا چھا
 تھے وہ بھی الیٰ شورا میں تھو وہ بھی الیٰ لشکر میں
 اور اُسیں حال اس لشکر کشی کا لکھد یا سارا
 بہت ہشیا ر عورت کو بہت بیباک عورت کو
 بروز فتح مکہ خون فرمایا تھا ہڈی اسکا
 نہ ہاتھ آئے کہا ڈھونڈیں اگر تیری نگاہیں
 غرض یہ ہے کہ اطمینان سے رخصت وہ عورت کی
 تھو مضمون اس خط کو وہ سب حضرت کو بتلائے
 چڑھیں گھوڑوں پر اپنے اور مقام خانہ کباب میں
 ہمارے پاس لائیں چھین کر اس سے وہ خط فوراً
 قریب ان کے دوا ارشاد فرماتے ہوئے پہنچے

ٹھہر جا اور جالے کر ہمارے خط جولائی ہو
 نہیں آئی ہوں لیکر ساتھ انہیں کسی کا خط
 کہا مولیٰ علی نے خط دیا ہے تجھ کو حاطب نے
 نہ دے گی خط تو میں نہ لگا کر نہ لگا تجھ کو اور عورت
 بہت سی دھمکیاں دیں اور بھی اس جیل پر رو کر
 کہا اس نے کہ ارشادِ شہ کو نین سچا ہے
 یہ کہہ کر اس نے سر کے بال کھولے اور نکالا خط
 وہ خط لیکر ہوئی واپس مدینے کی طرف آئے
 سنا سنا ہنشتہ کو نین نے اور خط وہ پڑھوایا
 سنا یہ حال حاطب نے تو گھبرائے وہ بیچارے
 غرض جو وقت بلوائے گئے سرکارِ دیشان میں
 پریشان حال تھے چین تھے مضطرب تھے حیران تھے
 شہ والے فرمایا کہ یہ نامہ لکھا تھا کیوں

کہا اس نے یہ تمہیں اپنے مجھ پر لگائی ہے
 یہ کیا فرما رہی ہیں آپ کس کا خط کیسی خط
 سوئے کمرہ روانہ بھی کیا ہے تجھ کو حاطب نے
 یہ جو ٹھہرا ہوا نہیں سکتا کہ ہر فرمان آنحضرت
 مگر وہ ڈر گئی جب سن لیا حکمِ پیغمبر کو
 وہ خط منبیک ہو میری پاس اور چڑی میں تھا ہے
 کی ان سے معذرت اور ان کے لئے ڈالنے والا خط
 بجالائے جو حکم شہ تو باعز و شرف آئے
 ابھی حاطب بلائے جائیں یہ ارشاد فرمایا
 ڈر رہی یہ حال کھل جانے سے کانپنے خوف کے مارے
 نوائے ہاتھ باندھے اور مونہ ڈالے گریہاں میں
 خجل تھے شرم آلودہ تھو نامہ تھی پیشیاں تھے
 تو بھرائی ہوئی آوازیں گویا ہوئی وہ یوں

نہیں کہے ہیں کوئی شخص میری رشتہ دار ہیں
 مدینے میں جو آیا تھا میں ہجرت کر کے گئے تھے
 پریشانی میں تھوڑا سا وہاں پر ساں تھا کوئی
 مری اس خط سے صرف اتنی عرض تھی ہنہ الا
 تو اس حالت میں کافر میرے بچوں کی خبر لیں
 نہ نقصاں کا نہ کوئی احتمال اس ضرر کا تھا
 ابھی اُن سے کہا تھا کچھ نہ سرکارِ دعو عالم نے
 یہ کچھ کہتا ہے لیکن قصور اس میں ہے چھرا سکا
 یہ سن کر خوش آیا آپ کے دریائے رحمت کو
 تمہاری طرح ذکر اس کا بھی ہو اُن بالکلاں میں
 اس امر خاص میں اس شخص میں تم سے کمی کیا ہو
 جو کچھ اس نے کہا ہے سچا ہے راست ہو حق ہے
 یہ سن کر حضرت فاروق پر گریہ ہو اطاری

نہ یارانِ طریقت میں نہ قومی غمگساروں میں
 وہاں بالکل اکیلا رہ گئے تھے میرے گھر والے
 مرا ہر دو دوسو لے شہہ ویشاں تھا کوئی
 مسلمان جب کریں کفار کو جا کر نہ و بالا
 جو خط لکھنے کا احساں ہو اسے مرنظر رکھیں
 مجھے دل سے یقین سرکار کی فتح و ظفر کا تھا
 کہ اُٹھ کر دستِ بزمِ معوض کی فاروقِ عظم نے
 یہ ہو رہا منافق کیوں اڑاؤں میں سر اسکا
 کہا اُن سے نہیں ہے یہ مناسب تم جو کہتے ہو
 نہیں کیا یا تذکویہ بھی تو ہے بدروالوں میں
 جو تم سے ہو ہی اس سے بھی تو بخشش کا وعدہ ہے
 یہ سارا واقعہ سچا ہے فرق اس میں نہ مطلق ہو
 کہا فرما ہے ہیں راست آپ جو خاصہ باری

چا اک غل بیانِ رحمتِ اللعالمیں سن کر
 خفیفیت تو یہ ہو قرآنِ انیسر کیون جانیں
 نہ رکھا راز پھر عاطفِ نجیب رستہ لباً گھر کا
 کیا پھر ناعز و حضرت نے سردارانِ لشکر کو
 عبیدہ و زبیر و طلحہ و سعد و سعید آئے
 عبا وہ و علی و حضرت مقداد بھی رکھے
 ادھر مختاب بھی نکلے ادھر زر و وار بھی نکلے
 گئے سب احتیاط آپس میں کی وقت شمار اُٹھی
 جو تھے سردار کل وہ فوج کے سردار کل تھے
 چلے جب سب ہم ہو کر تو اگے بہت خالد تھے
 بڑے جاہ و جلال تو تھے با صد عز و تمکین تھے
 یہ وہ قصو اُٹھی جو صدیق اکبرؓ خریدی تھی
 ہم دیتے ہوئے اللہ اکبر کی صدائیں تھے

گئے خوش ہو کے عاطف یہ کلام و لٹنیں سن کر
 صفت کیا لکھے اُن کی خنکی حمت کی تیراہیں ہو
 علی الاعلان ہوا ارشاد تباری لشکر کا
 عسا کر کو یہ لقمہ امیرانِ دلاور کو
 مقدم سب رہے کیلئے ابنِ ولید آئے
 بہت ایسے فنونِ حرب کے اُستاد بھی رکھے
 مہاجر بھی صفیں باندھ کر ہو و انصار بھی نکلے
 لکھا کر یہ کہ کل تدارو تھی بارہ ہزار اُن کی
 امیر اس لشکرِ اسلام کے ختم الرسل ٹھہرے
 پھر اُن کے پیچھے سردار اور تھوڑا سا ننہا پڑ لشکر کے
 کہ سب پیچھے قصو اوٹنی پر سرور دیں تھے
 وہی تھی یہ جو ہجرت کے سفیریں کام آئی تھی
 اُسید و حضرت صدیق اکبرؓ دینِ باہیں تھے

پر تو اُسکے چھپے سید لوں کے اور سواروں کے
خدا کا ہو جو لشکر اور پیمبر میرے شکر ہو

رکابیں اونٹنی کی ہاتھیں دو جانثاروں کے
صفت کیوں ایسے لشکر کی نہ منصور و مظفر ہو

صحابہ کرام رضی

کہ تھو وہ پیکر ان نور اور ایمان کی جانیں تھیں
صافیت پیشہ تھے تاثیر تھی انکی زبانوں میں
فقیری تھیں میں یہ بادشاہی کر ڈائے تھے
بھروسہ دین حق کو جنبہ تھا وہ انکی ایمان تھے
یہ دنیا میں تھے لیکن انھیں دنیا سے نفرت تھی
خدا کے خاص بند تھے خدا انہیں خدائی تھی
یہ تھو حبیب کے مالک ان کے دروازے پہ حبیب تھی
جو مرنا تھا تو انکا تھا جو جینا تھا تو ان کا تھا
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ

وہ آسکتے نہیں تخریب میں جو انکی شہادتیں
مزدہ آتا ہوا اب تک ہلو ان کی داستانوں میں
یہ دنیا میں فقط یاد الہی کرنے آئے تھے
بہادر تھو نمازی تھو سخی تھو اہل ایمان تھے
خدا سے اور رسول پاک سے صرف انکو الفت تھی
زمانے بھر میں انکی شہرت حاجت روائی تھی
پڑوسی تھو شہ دیں کے مدینے میں سکونت تھی
شہادت اور غزا میں بس قرینہ تھا تو ان کا تھا
ہر بات ان کی مقبول خدا و نازل تھا لا تھی

کبھی یہ وحی لکھتے تھے کبھی قرآن سناتے تھے
 وہ ایسے تھے کہ ان کو ذکر سے معمور ہر گھر ہر
 ہوا ہر جہاں ان کا دور ایسا ہو نہیں سکتا
 زمانہ ان کا کیا اچھا تھا کیا دور صفائی تھا
 جری تھی مفتی تھی عابد و زاہد غازی تھی
 خدائے فضل سے جو بات تھی وہ لاجواب انکی
 ہوتی تھی جمع ان بیخیاں سارے زمانے کی
 جو حال نوب کو ہر ہائی ختم رسالت تھی
 کہاں کی گمراہی اب کام کیا غول کا خنجر میں
 مدینہ سے اٹھا بادل طلب پر دواد خواہی
 خدائے پائے پھیرے تھو دن کے کی قسمت کے
 شباطیں جس قدر تھو چھپے تھو جا کو آروں میں
 نہ تھا ممکن بہادر دوسری جانب کو مڑ جائے

کبھی جبریل انکی شکل میں تشریف لاتے تھے
 وہ ایسے تھے کہ ان کا نام روشن تابہ محشر ہر
 وہ ایسے تھے کہ کوئی اور ایسا ہو نہیں سکتا
 چراغ خانہ اصحاب نور مصطفائی تھا
 زکات و حج کو دلدادہ تھو صائم تھو نمازی تھے
 رسول ان کے محمد مصطفیٰ قرآن کتاب انکی
 شفا بخش مرصیان خاں ان کے آستانے کی
 تو انکی کردہی ظل کرم تھی ابر رحمت تھی
 شگفتہ باغ تھا اسلام کو چھو نو کا خنجر میں
 چلا کے کو دھونے کیلئے فرویں گناہوں کی
 چلے آتے تھے پل ٹوٹے ہوئے دریا رحمت کے
 وہ ہیبت تھی زین امتی تھی لرزہ تھا پہاڑوں میں
 یہ جلدی تھی پیچھے کی کہ پر ہوتے تو اڑ جاتے

وہ اس محنت پر اپنی قابلِ صبر سرفرازی تھی
یہ لشکر چلتے چلتے آخر آیا پاس مکے کے
یہ دیکھا جب تو روکا عکرمہ نے آکے خالد کو
پہر کر شیر اور ہر سڑ بڑھکے اُلجھے باکلاموں
کسی جانب نہ مڑتے بھاگنے کا بھی دیا ان کو
وہ ہٹتے جانے لگے یہ بھیچے ان کو ہر قدم پر تھے
نہ دل کو چین تھا ان کو نہ آتا تھا قرار ان کو
ہوئے مجبور جب بالکل تو خالد سے امان مانگی
ہوئے چینِ محبوبِ الہی یہ خبر پا کر
اماں مانگی گئی تو ہو یہ لازم اہلِ ایماں پر
اماں بخشی گئی انکو اٹھا لیں ان سے تلواریں
مگر جو شخص کہنے کو گیا تھا پاس خالد کے
یہاں تھا حکم اُس فَعَّ عَنْهُمْ السَّيْفُ اِس سے نہ پایا

کہ تھا ماہِ صیام پاکِ روزِ روزِ غازی تھے
جو تھے مکے کے مالک انکو لایا پاس مکے کے
خدا کی تیغ کو فاتح کو غازی کو مجاہد کو
اُٹ کر استینیں پھینچ لیں تیغیں نیاموں سے
بڑھے اتنے کہ تلواروں پر اپنی رکھ لیا ان کو
یہ ان کے سر پر تھو اور عکرمہ بابِ حرم پر تھے
گھر و تھے اسطرح ملتی نہ تھی راہِ فرار ان کو
شہ کو بن یکسائے دو عالم کی دُہائی دی
کہا اک شخص تو خالد کو کہا وہ ابھی جا کر
نہ آئے پائے اب وجہ کسی تیغِ مسلمان
چلے آئیں وہاں سے اور کسی کو اپنے وہاں پر
جو کچھ فرمان تھا اُسکے خلاف اُس نے کہا ان سے
وہاں پیغامِ برقعِ فِیْهِمُ السَّيْفُ اِس نے کہا یا

یہ سن کر حضرت خالد نے دکھلا کر جو انگری
 گنا اُنکو تو وہ اس کی زیادہ تھے نہ کمتر تھے
 خبر پائی جو شہ نے اُن کی اس تیغ آزمائی کی
 کہا جو حکم بھیجا تھا نہیں مہنی تھے صاف اُسکے
 وہ بولے میں مطیع حکم محبوب الہی تھا
 بلایا اُسکو جو فاصلہ تھا اور بولے یہ پیغمبر
 وہ بولا جب چلا بیکر یہاں سے حکم سرکاری
 مقابل اپنی اور بھی۔ قریب اپنی اڑا دیکھا
 وہ تھا اتنا بڑا اور اتنا اونچا یا شہ والا
 کہا اُس نے مہیب آواز دیکر اور دھمکا کر
 یہ اُن کا حکم ہی تابع رہو حکم پیغمبر کے
 نہ میں اُسدم تک اپنی ہانتہ سے نلوار ڈالوں گا
 یہ سن کر دیکھ کر دل پر مرے ہیبت ہوئی طاری

سوا پہلے ہی تیزی قتل میں کفار کو کر دی
 ہو چکے قتل کا فرج جس قدر وہ پورے ستر تھے
 بلایا پاس اپنی سن کے یہ حالت لطافت کی
 پھر اسکا کیا سبب ہو جو کیا تم نے غلات اُسکے
 وہی میں نے کیا ہو جو مجھے فرمان شاہی تھا
 کہ ہم نے کیا کہا تھا تجھے تو نے کیا کہا جا کر
 تو مجھ کو چلتے چلتے پیشانی سخت و شوری
 طویل لغامت تک انسان رسنے میں کھڑا دیکھا
 کہ میں نے آدمی اس شکل کا انبات نہیں دیکھا
 وہاں پہنچے تو خالد سے تو کہنا اس طرح جا کر
 کرو تم اور سختی قتل میں کفار جو دوسرے کے
 کہا کچھ اور اگر اسکے سوا تو مار ڈالوں گا
 میں بھولا آپکا جو حکم تھا اسی خاصہ باری

کہا تھا اُس نے جو کچھ بس وہ جا کر کہہ دیا ہے
 ہی جو کچھ راز اس میں یہ گنہگار اسکو کیا جائے
 کہا سرکار عالیجاہ نے تیرا بیاں سچ ہے
 اُحد میں جب شہادت پائی تھی حمزہ عری عم نے
 کہا تھا میں جس دن دستر بنوں تجا میں انہر
 کیا وعدہ وہ پورا آج میرا رب اکبر نے
 سواری پھر ٹر بھی سوئے حرم سرکار والا
 و خدو کر کر ٹر مھے جا کر طواف کعبہ فرمایا
 وہاں تھے ایسے بھی بت ہاتھ کی زد و سوزا و بچے
 چڑھو کا ناڑھوں پہ میرے اور جا کر ان کو تم تو رو
 کہا مولیٰ علی نے ہر طرہ ترک اب اس میں
 میرے کا ناڑھوں پہ چڑھ کر اپگر توڑیں اسبے
 او اہو ہی نہیں سکتی یہ خدمت اوی علی تم سے

بجا کر جان اُس سورا سنہ اپنا لبایں نے
 یہ ہی کچھ بھیہ کی بات آچا میں یا خدا جانے
 سنائی ہو جو کچھ تو نے یہ ساری داستان سچ ہے
 بہت تکلیف ہی تھی مجھ کو ان کی موت کے غم نے
 تو حمزہ کے عوض میں کس سرکٹاؤنگا ستر
 عام کی راہ لی ستر ہی کفار بد اختر نے
 شہہ کو میں محبوب خدا و نذر تعالا کی
 کیا خالی نبوت جب اُسے تو اُسے بھریا یا
 کہا مولیٰ علی سے میرے پاس آؤ بڑھو آگے
 جگہ صاف کر ڈالو نہ باقی ایک کو چھوڑو
 مجھے معذرت سمجھیں آپ اوی فخر عرب اس میں
 تو فرمایا کہ تم مجھے نہیں جو اسکا مطلب ہے
 کہ اُٹھ سکتا نہیں بار نبوت اوی علی تم سے

علی یس کے کانہ صوں پہ چڑھے محبوب با رہی
 کہا تلو د حال اس وقت ل کا اعلیٰ کیا ہو
 کہا مولا علی نے یا نبی کچھ کہ نہیں سکتا
 بتا سکتا نہیں ہوں یہ کہاں تو کن تیں کیا
 اگر چاہوں تو بڑھکر توڑوں میں عرش کو تار
 پھر آنزو حضرت مولا علی و شمس مبارک سے
 بصر جاہ چشم کہے سے پھر محبوب رب نکلے
 گئے پھر امانی کے یہاں اور غسل فرمایا
 ہوئے فلان نماز نفل وقت چاشت جسم
 نہاروں جا شام ان پیسہ و رہ پہ حاضر تھے
 ہو اعل گھر سے جب وہ عرش کا منہ نشین نکلا
 وہ اٹھے ہاں نگاہیں کلمہ گویوں کی یہاں ہیں
 سواری کے لئے قصو اور دولت چاہ تھی

وہ اونچے اونچے بت توڑی جو دیوار و نہر کھوٹھے
 ہو پیچھے کس مقام خاص میں کیا اوج پایا ہے
 ہی مجبوری کہ تاویر اس جگہ میں رہ نہیں سکتا
 ہوں اونچا چرخ ہنم سے قریب عرش اعلیٰ ہوں
 بڑا اوج و شرف پایا ہواے اللہ کے پیار
 جو بت بانی رہے تھو اور وہ سب توڑ کر پھینکے
 جو اصحاب آپ کے ہمراہ تھے وہ سب کے سب نکلے
 وہیں نفیس پڑھیں وقت نماز چاشت جب آیا
 مسلح پھر ہوئی سرکار ہو کشتا و اور خورم
 لئے لشکر کو سردار ان لشکر دہ پہ حاضر تھے
 چلو چاہا امنہ کا شرع کا مہر میں نکلا
 برا جب ہو کھلے کی لاکھوں انگلیاں اٹھیں
 سوار اسپر ہوئے بڑھکر خواص حضرت با رہی

عمر اک سمت سے اک سمت عثمان وزیر آئے
 رکاب میں آئے تھیں آپ کے دو جان نثاروں
 چلے اس شان سے اس و بد بے سے اس نخل سے
 یہ ہیں آہستہ آہستہ سوئے بیت الحرام آئے۔
 نخل کر کے سے ٹہرے حرم کے باب عالی پر
 کہا پھر ان سے کیا امیب مجھ سے آج رکھتے ہو
 ہمیں تم سے یہ ہوا امیب آج اوی حق کے پیغمبر
 کہا سرکار والا نے کہ ہاں بیشک یہی ہو گا
 اماں اُسکو ہی جو کہے کو اپنا مستقر کر لے
 اماں اُسکو ہی جو ہتھیار اپنے ڈال دے لا کر
 مگر میں مرد گیارہ عورتیں چاہے مستثنیٰ
 دیا ہے حکم میں نے یہ جہاں ہو قتل و ویراں ہو
 ہوا جب ختم خطبہ شہنشاہ رسالت کا

جلو میں آئیں اور بائیں ابو بکر و اُسید آئے
 لیا بڑھ بڑھ کے سارے میں پھر پر و سوار ہوئے
 کہ دل کفار کے ہل ہل گئے تکبیر کے غل سے
 جو ڈور کر جھاگے تھے کفار وہ واپس نام آئے
 کیا افسوس پہلے کافروں کی بارسگالی پر
 وہ بولے تم تو رحمت اوی شہ معراج رکھتے ہو
 خطائیں ختمی ہم نے کہیں میں بخش جائیں گی کیسہ
 اماں اُسکو میں دوں گا جو اماں کا ملٹی ہو گا
 اماں اُسکو ہے گھر میں بیٹھ کر چہ نہ در کر لے
 اسے بھی جو چلا جائے ابو سیفان کے گھر پر
 کسی صورت سے یعنی میں اماں اُسکو نہیں دوں گا
 بحر اس کے کہ تاب ہو کو آئیں اور مسلمان ہوں
 ہٹے کا قہقہے میں بیٹھیں چلے حضرت کھلا رستہ

مسلمان ہونیکو پھر تو بہت سے روز و شب
خطابینِ نخواستہ پیش شاہ کائنات آئے
بقیہ چار اُن میں کے لئے نارِ جہنم سے
چوٹیں چھ عورتیں اُن ہیں سے دو ایمان لے آئیں
جو لائے سات مرد ایمان اُن میں ایک شہابی
تھے عبداللہ ابن سعد بھی ہمایار و صفواں بھی
لائے خاک ہیں اُن کے ارادہ کو کفر کے سارے
جو لائیں عورتیں ایمان سنکر حکمِ نادیدی
اُڑائے جن کے سر جو دشمن سلطانِ طیبہ تھیں
ہو امیدان مکہ صاف جہان بے امانوں سے
کہا صدیق اکبر سے کریں میرا ادب وہ بھی
لئے صبرِ بقی اٹھ کر خدمتِ سرکار و الہ سے
وہ بے ہاں سمجھ میں میری بھی یہ بات آئی ہو

یہ سمجھ لوں کہ راہِ راست پر وہ سب آئے
کیا تھا خونِ جن کا بدلہ اُن گیارہ میں سات آئے
کہ وہ ایمان نہ لائے حکمِ سرکارِ دو عالم سے
بقیہ چار نے فوراً سزائیں قتل کی پائیں
جو عبداللہ تھے ابنِ زبیر ایک وہ بھی ہیں
جنابِ عمرؓ کے ساتھ کھئے کعبہ ثنا خواں بھی
جو یزیدؓ عبدِ عزیٰز مَقِیس اور حارثؓ لگئے مارے
وہ ہیں ایک قریشی اک منہ ابو سفیان کی بی بی
وہ امّ سلمہؓ امّ سارہؓ نہیں اُن ربّ قُدرتِ بختیں
پھر اُن پر کی توجہ آپؐ نے جو تھے امانوں سے
کہو تم باپؐ اپنے کہ ایمان لائیں اب وہ بھی
جو فرمایا تھا حضرت نے کہا وہ بوجھانہ سے
کہ میں ایمان لاؤں یہ ابھی جی میں سامی ہے

توقف کی ضرورت کیا بھی یا جان لانا ہوں
 بیاب کرنے لگے صدیق خوش ہو کر کلام اُن کا
 کہا حضرت نے ناموزوں ہر آنا بے طلب کا
 نہیں ہر دیر کا موقع کہوں سے بھی جا کر
 اُنھوں نے اُنکے حضرت کے یہ اقوال فرمائے
 ملاقات اسطرح فرمائی خود اُن کو دہر جا کر
 بنایا خیر خواہ اُسکو بھی جو بدخواہ و دشمن تھا
 اُخت اُنہیں پیدا کی شایا اُن کو بھگڑوں کو
 جو اپنے دشمن جاں تھے سکھائی اُنکو جاننا ہی
 ہر اسلام جناب عکرمہ کا اسطرح قصہ
 تو اُن کی روجہ پیش قبلہ دنیا و دین آئی
 کشادہ اسطرح بھی یا نبی دامن رحمت ہو
 مساف اُنکی بھی ہو جائیں خطائیں کیا یہ ممکن ہر

یہ کہہ رو اُن سے جا کر تم نہاد ہو یوں تو آتا ہوں
 پیام اُن کا کہا سرکار سے کہہ کر سلام اُن کا
 تمہارے باپ رُحی ہیں کرو نکاحیں ادب اُن کا
 کہ لو نکاح تم سے بیعت میں تمہاری پاس جو داکر
 بہت روئے جناب بوفحافہ اور شرمائے
 کیا اُن کو مسلمان شاہ دیں نے اُنکے گھر جا کر
 کوئی دیکھے کشادہ کس قدر رحمت کا وہاں تھا
 سنو ارا آپ کس کس طرح برسوں کے گڑوں کو
 جو تھے قعر مذلت میں اُنہیں بخشی سر فرمازی
 کہ جب وہ بھاگ بھلے اور مہنہ رکا ابارستہ
 ادب سے اک طرف ٹھہیں زبان پر یہ سخن لائیں
 مرے شوہر کو بھی اسلام کی دولت عطا ہو
 کہا حضرت فرماں ہو جائیگا ایسا یہ ممکن ہر

خطا بخنوا نکاہیں اُن کی ابھی اٹھو ابھی جاؤ
 کلام پاک یہ سنکر اٹھیں خوش ہو کے وہ بی بی
 وہاں پہنچیں تو دیکھا وہ بحال زار بیٹھے ہیں
 پُچھیں یہ کہاں جاتے کشتی سے اُتر آؤ
 یہ سنتے ہی وہ کشتی سے چلا ہو کر اُسر آئے
 کہا کیا کہہ رہی ہو تم نہیں آنا یقین مجھ کو
 وہ بولیں تم یہ کیا کہتے ہو تم سے نہیں ہیں
 نہ اب یہ کچھ پریشانی نہ تم کو کوئی وقت ہو
 طریقہ رکھتے ہیں وہ حق کو پیار بچند بنے کا
 یہ سن کر خوش ہوئے اور حکمران و ڈی ہو گئے
 نبی بولے پڑھو کلمہ پڑھاؤ ہاتھ بیعت کو
 تھی کیا اسلام کی شاں اور کیا اسکے خدائی تھے
 پڑھا کلمہ انہوں نے لشکر اسلام میں آئے

کہاں وہ بھاگتے پھرتے ہیں میرے سلاؤ
 نہ ٹہریں پھر وہاں اور راہ لی سیدھی سمنڈر کی
 کہ کشتی میں ہیں اور چلنے کو تیار بیٹھے ہیں
 بلاتے ہیں جناب سرورِ عالم ارادہ ہر آؤ
 بہت خوش ہو کے سوئے زوہرِ عالی گہرائے
 بھلا کیونکر یہ ممکن ہے بلائیں شاہ دیں مجھ کو
 نہیں معلوم تم کو رحمت اللعالمیں ہیں وہ
 چلو تم بھی نہا لو خوش پرور یا عورتِ رحمتِ ہر
 کیا ہر جہہ سے وعدہ جرم سائے بختہ بنے کا
 گرے اگر قدم پر شاہ دیں کے اور شرمائے
 یہاں آئے یہی کافی ہے بس رُفعِ امانت کو
 ابھی خالہ کے دشمن تھو ابھی خالہ کے بھائی تھے
 دل و جاں کروہ بھر دین خدا کے کام میں آئے

ہو خوشی کا بھی ایسا ہی کچھ قصہ یہ لکھا ہے
 تھے سرکش اور مسلمانوں سے یہ بھی برسرِ کشتی تھے
 جی بھی سے ڈھونڈتے ان کو مسلمان سارے پھر تھے
 کہا اک روز حضرت نے خوشی بھی اگلی میں
 خبر ان کو جو پہنچی تو وہ سرکار میں آئے
 کہا میں کافر و مشرک ہوں اور حمزہ کا قاتل ہوں
 کہا سرکار نے سلام ہے و چشمہ جاری
 نہ ایمان لائے تھو جب تک حجت کی بنیادانی
 پڑھی حضرت نے ایک آیت تو بولے شرط ہے کہ
 کہا حضرت نے سن لو دوسری یہ اور آیت ہے
 سنائی اور آیت تو کہا اب میرے شک نکلے
 کیا فرط خوشی سے سرخ جو رخ تھا اُداس اپنا
 کیا یہ یہ بیان نابیناؤں کی روایت ہے

کتابوں میں سیر کی اس طرح یہ ذکر آیا ہے
 ہوا انھاؤں پر رانجا بھی یہ بھی دشمنوں میں تھے
 خدا جلنے پر کس گل میں مارے مارے پھرتے تھے
 تو کچھ نہ تھا قصور انکا بھی وہ تائب جو ہو جائیں
 حضور سرور کو نبی کے دربار میں آئے
 خطا میری بھی بخشتی جائیگی کیا اسکے قابل ہیں
 جو دھو دیتا ہے پچھلی معصیت پچھلی زبوں کاری
 کہا حضرت سے اس بارے میں کیا حکم قرانی
 بتاؤ مجھ کو وہ صورت نہ کوئی قید ہو جس میں
 تو یوں گویا ہوئے اس میں فیہ وقت ہو وہ وقت ہے
 یہ کہہ کر دام کفر و شرک سے وہ بیدار ہو گئے
 پڑھا کلمہ پے سمیعت پڑھا یا دست اس اپنا
 یہاں پانی شہادت صرف دو احباب حضرت

فرغت ہائے کلمے سے نکلنے کا خیال آیا ہوئے جب حلقے سب تو چلنے کا خیال آیا

غزوہ حنین

یہاں سے جیتے کوئین نے چلنے کی ٹہرائی
کہ وہ مرد و دربارتیں بناتے ہیں بڑھ بڑھ کر
یہ ہیں کہنے کی باتیں مرد میں ان تہو رہیں
ہوازن اور ثقیف ان کافروں کو وسیلے تھے
اُجھیں یہ راہ بیٹھے بیٹھے شیطان کے دکھائی تھی
ہوازن کا رئیس قوم مالک ابن عوف اُٹھا
یہ بولا اُن سے جا کر میرے پیکار ہو جاؤ
یہ دونوں صاحب دولت تھے دونوں اہل سماں
یہ ہم سے جان بولا ہے اُنہیں اس پر نظر کیا تھی
غرض لیکر لٹانہ اپنے کفار ثقیف آیا
تو پاس اُن کے حُنینی کافروں کی یہ خبر آئی
جو تھے ماؤلف جنگ اپنے یہ لوگ آگے چڑھ کر
ادھر آتے تو ہم بھی دیکھتے کیسے بہا و رہیں
حُنین ایک منع تھا کہ کے پاس اُمیق رہتے تھے
اسے کیا کچھ اُن ظالموں کی شامت آئی تھی
ثقیفی کافروں میں جانی کو بے ایم و خوف اُٹھا
مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ
اسی باعث اپنے مال و زر پر دونوں نازاں تھے
یہ سب حصہ مسلمانوں کا اس کی خبر کیا تھی
مشریروں کو ہوازن کے ادھر مالک نے بھڑکایا

نہ بچنے کا رنھا کوئی یہ سب غفلوں کے کچے تھے
 میوٹی جیما رن میں تھو اور غلہ فراواں تھا
 سنا جب یہ کہ میں کفار اس سامان سے آئے
 ہوئی تیار چلے کو جو یہ سب فوج نوان کی
 جو یہ اُن شخص نامینا تھا کفار ہوا زن میں
 ہوا معلوم اسکو عورتیں بھی ساتھ جاتی ہیں
 تو بولا قوم میں جا کر کہ سنبھلو ہوش میں آؤ
 کہا تھا اُس نے مالک سی یہ وہ جہنم مانا تھا
 کہا مالک نو دہوانہ ہوا ہے اسکو سوداگر
 مصیبت میں پھنسا دیکھا بہتیں اور اچھائے گا
 وہ ہر سامان پر نازاں مگر سامان سے کیا ہوگا
 یہ بچے عورتیں کس کام آئیں گے لڑائی میں
 وہ چڑھ آئے تو مینک دفع کرنا ان کا واجب تھا

بہت سی عورتیں تھیں ساتھ میں کثرت سے بچے تھے
 غرض ہر قسم کا کثرت جان کے ساتھ سامان تھا
 کہا سرکار نے میں سب ہمارے واسطے لائے
 جو لانے والے تھے بعد اذ ہتی چالیس سو اُن کی
 سو اٹھاپندرہ سال اک سو تریس ہی سن میں
 اور اپنے ساتھ میں کچھ لکھو لیکر اپنے آتی ہیں
 تم جاؤ نہ اپنی عورتوں کو ساتھ لے جاؤ
 تو پھر پاس آ کے اپنی قوم کے یہ سب سنا تھا
 تم اسکی باتوں میں کیوں آگئے تم کو ہوا کیا ہو
 ابھی سوتا ہو جب میدان میں پہنچا گا تو جاگے گا
 جماعت کم ہے تو اجاس بے پایاں کر کیا ہوگا
 سو اس کے کہ جا کر مارے جائیں گے لڑائی میں
 مگر خود چڑھ کے جانا تو بہت ہی نامناسب تھا

لڑائی مول لے لیے گا اسے اسکو کیا حق ہے
 یہ سن کر اُس سے مالکت ہوئی وہ لوگ دگر دال
 ابھی جاتے ہیں سب اس کے پر اصرار کرتے ہیں
 گئے وہ سامنے اُسکے کیا اِکار جانے سے
 کہا اُن سے نہ مانو گئے تو ہیں جاں اپنی دید و نگا
 یہ کہہ کر نوک خجراُس نے اپنے سینے پر رکھ لی
 یہ سب تھے لشکرِی اس کے سپہ سالار تھا انجا
 غرض ٹھہری حنین آکر یہ گھبراتے ہوئے دلیں
 جب اہل دیں کے آگے یہ گروہ بدخصال آیا
 سنا یہ حال جب اُنکا تو حضرت کو گراں گذرا
 مگر کثرت سے تو نصرت پہ قیادت نہیں سکتی
 یہ مانا اس سے بھی بڑھ کر ہو جو اسکو کثرت ہے
 وہاں کی فوج بد آہیں کی جب ترتیب مالک نے
 مری نزدیک مالک بخرو ہے اور احمق ہے
 کہا سبے بجا کہتے ہوں بیشک وہ ہی ناداں
 لڑائی کے لیے جانیکو ہم اِبحار کرتے ہیں
 تو بگڑا بہت ان لوگوں کے اس طرح آنے سے
 ابھی اس نوک سے خجری سینہ اپنا چھپ رو نگا
 جو دیکھا یہ تو وہ مجبور ہو کر ہو گئے رہی
 وہ تھا اک شخص دولت مند اور سردار اُنکا
 کہ تھے چو وہ ہزار اصحاب شہ انکو مقابل ہیں
 تو انکو اپنی کثرت کا ذرا دل میں خیال آیا
 کہا اصحاب سے کیا تمکو کثرت کا گماں گزرا
 نہ ہو جب تک اک حکم نصرت ہو نہیں سکتی
 نہ ہو حکم الہی تو تمہاری کیا حقیقت ہے
 تو اپنی ہوشیاری سے یہ کی ترکیب مالک نے

لڑائی مول لے لیے گا اسے اسکو کیا حق ہے
 یہ سن کر اُس سے مالکت ہوئی وہ لوگ دگر دال
 ابھی جاتے ہیں سب اس کے پر اصرار کرتے ہیں
 گئے وہ سامنے اُسکے کیا اِکار جانے سے
 کہا اُن سے نہ مانو گئے تو ہیں جاں اپنی دید و نگا
 یہ کہہ کر نوک خجراُس نے اپنے سینے پر رکھ لی
 یہ سب تھے لشکرِی اس کے سپہ سالار تھا انجا
 غرض ٹھہری حنین آکر یہ گھبراتے ہوئے دلیں
 جب اہل دیں کے آگے یہ گروہ بدخصال آیا
 سنا یہ حال جب اُنکا تو حضرت کو گراں گذرا
 مگر کثرت سے تو نصرت پہ قیادت نہیں سکتی
 یہ مانا اس سے بھی بڑھ کر ہو جو اسکو کثرت ہے
 وہاں کی فوج بد آہیں کی جب ترتیب مالک نے

کہ اُن کے پاس لکھ لکھ کر بھیجا استہاروں میں
 خموشی سے پڑی رہنا نہ اپنی کچھ خبر دینا
 یہی واقع ہوا اور اہل دین میں انتشار آیا
 پڑی پیچھے سے جب تیرو کی تلوار کی مارا پیر
 رہے عمرانی حضرت میں تیرہ آدمی باقی
 ابو بکر و عمر تھے مرفعی تھے اور اُسامہ تھے
 عقیل و ابن مسعود جلیل القدر و حسن تھے
 وہ عبد اللہ جو ابن زبیر پاک طبیعت تھے
 کہا عباس سے سرکار نے آواز دوسب کو
 بلند آہنگوں میں وہ درجہ ممتاز رکھتے تھے
 سنا یا جب انھوں نے دور سے ارشاد اکھڑت
 تھکے تھے جن کے مرکب اور جو جلدی نہ چلتے تھے
 تو انامی یہ ان میں آگئی ارشاد حضرت سے

کہ تم سب لوگ چھپ جاؤ گڑھوں میں اور غاروں میں
 بڑھ آئیں آگے تو پیچھے سے حملہ اپنے کرو دنیا
 ہو گا ایسے پریشاں وہ نہ پھر انکو فرار آیا
 ہوئیں پھر بن سب اپیں کھلی راہ فرار پیر
 نہاروں میں نہیں تھا بس سوائے کوئی باقی
 ابوسفیان تھے دو ابن عباس و ربیعہ تھے
 اور اُمین ابی امین تھو جو ابن اُم امین تھے
 وہ اک عباس علی مرتبہ جو عم حضرت تھے
 کہو نکو لاتے ہیں رسول اللہ جلد آؤ
 وہاں جتنے ننھو ان سب ہیں پڑی آواز رکھتے
 تو سب لبیک گویاں دوڑتے آؤ بصد غلبت
 تو انکو چھوڑ کر وہ لوگ پیدل چل نکلتے تھے
 گئے تھے مردہ دل ہو کر پھر شیر و کی صورت سے

کیا حلقہ پھر ایسا سخت تلواروں سے بھاؤں سے
 ابھی تھے فاتحانِ خیال ابھی بھاگے ہوئے نہیں تھے
 ابھی مغرور تھے عزتوں تھے خالیفہ تھے قاصر تھے
 ابھی مجبور اسپر تھے ابھی مجبور اسپر تھے
 کیا تھا نازِ کثرت پر تو وہ اُسکی سزا پائی
 بھروسہ اپنی کثرت پر خدا کو بھول جانا تھا
 ہوئے ہر سو کی کیا قوم بد کردار پر ٹوٹے
 بہت تھوڑی سے تھے آئی تھے جو آواز کو سنکر
 کہا جیم اسی دم پاس سامانِ ظفر سے تھا
 بڑھے جب یہ نوشاہ دیں بھی دُلدلِ سوائے
 تھے دونوں اک جگہ جانے میں کھوپڑیاں مانگی
 وہ اُن میں سے کسی نے دی اٹھا کر آپ کو لا کر
 گئی اور تھی ہوئی کفار بد شرب کی آنکھوں میں

کہ وہ میدانِ خالی کر دیا اُن بد سگالوں سے
 ابھی سوئے ہوئے نہیں تھے ابھی جاگے ہوئے نہیں تھے
 ابھی سُستے ہی ایک آوازِ سختِ ست میں حاضر تھے
 ابھی محمور اسپر تھے ابھی محمور اسپر تھے
 سزا پائی تو پھر رحمت اُنہیں آغوش میں لائی
 نہ تھا اس واقعے میں اور کچھ بس یہ دکھانا تھا
 وہ قہرِ آسمانی کی طرح کفار پر ٹوٹے
 یہی غالب ہوئے چالیں سو کفار بے دیں پر
 نہ تھا کچھ بھی زبانِ پاک حضرت کا اُتر سب تھا
 جدھر لڑتے تھے وہ کفار بد گوہر اُدھر آئے
 علی سزا یک ٹھٹھی خاک یا عباس سے مانگی
 تو پھینکی شاہِ والا نے سوئے کفار بد اختر
 نہ اُڑوں تھی پڑی لیکن وہ مٹی سب کی آنکھوں میں

پھر اُنکی فوج کی صف کیا تھی اُن دھوکے کی ٹٹی تھی
 گی جب اُن کے مونہ میں بھی تو غمناک اُن کو دیکھا
 نہ ہل سکتے تھے اب میراں میں بڑھ بڑھ کر جو کو دیکھے
 ہنسی نامر و نیکی اُن کی تا افلاک اُڑتی تھی
 عذابِ زسبت سے مرکز تو سب کو پاک ہونا تھا
 وہ چھٹاتے تھے اب اور کہتے تھے بوں کا میکہ روئے
 کبھی محل پر سوتے تھے مکاں تھا تاباناک اُن کا
 ابھی لکھنا کہ مضمون اہل دیں کی شان و شوکت
 ہزاروں تھے فرشتے آئے تھے جو اس لطافت میں
 انہیں مصروف کارِ جنگ و کفار نے دیکھا
 تھے شبیہ ایک شخص اُن میں کرو و انگ بیاں یہ

نظر آتا انہیں کیا خاک جب آنکھوں میں ٹٹی تھی
 سنا کرتے تھے لیکن پھانکے خاک اُن کو ہی دیکھا
 پڑی یہ خاک جب اُن پر نوبٹ کی کو تو دیکھے
 نہ تھا بانی کوئی لشکر میں اُن کے خاک اُڑتی تھی
 مگر اُن موزیوں کو زندگی میں خاک ہونا تھا
 نصیبوں سے اگر ہم خاک پاؤ مصطفیٰ ہوتے
 مگر اب ہوت کا تھا خواہ بستر فرش خاک اُن کا
 اب اُنکا ذکر چھوڑیں خاک ڈالیں اُن کی صورت
 تھے حاضر و ست بستہ بارگاہِ مصطفائی میں
 اُڑاتے تھے برابر اُن کے سر اشرار نے دیکھا
 بہت دلچسپ ہوئے تھے قابلِ واسطاب یہ

ذکر حضرت شبیہ

ہوئی تھے قتل اُحد میں باپ اُن کے اور اک بھائی
 جہاں دیکھو نگا حضرت کو کبھی زندہ نہ چھوڑا
 اگر ملک عرب سارا اطاعت اُن کی کر لے گا
 نہ تو بھی اس عداوت میں اُن کی باز آؤں گا
 غرض موقع ملا سوئے رسولِ مرسلین آئے
 اُٹھائی تیغ کر کر قصد گستاخی حضرت کا
 وہ اُن کے اور میری درمیاں ہو گیا حال
 ہوا ارشاد عالی جمہ سے آگے آؤ اے شیعہ
 و عادی شر شیطاں سوا میں ہنوی کی جمکو
 ابھی جملہ یہ بالائے زبان پاک سرور تھا
 وہیں تیروں پر اُن کے جہاک گیا جینش توڑ کر
 یہ کہتا تھا کہ پہلے تھیں جو کچھ شیطاں کی گھائیں
 ہوا ارشاد پھر جمہ سے سوئے میدان ابھی جاؤ

وہ کہتے ہیں اسی دن ستنھی میری جی میں یہ آئی
 اور اپنے اس راوی سے ہیں ہرگز مونہ نہ موڑو گا
 عرب کیا کل زمانہ بھی جو دم الفت کا بھرے گا
 جہاں ہوگے وہیں اس فکر میں پاس اُن کی جاؤں گا
 پس پشتِ خباب قبلہ دنیا و دیں آئے
 تو کہتے ہیں وہیں اک آگ کا شعلہ ہوا پیدا
 میں جل جانا اگر ہوتے نہ وہ میری طرف مایل
 بڑھا جب میں تو سینے پر مری دست کرم رکھا
 حدائے فضل و لطف بیکراں یہاں رہنے کی جمکو
 نہ کہنے پائے تھے پورا کہ میرا حال و جگر تھا
 اُئی دم تھے وہ میری دوست چشم و گوش میری ٹر کر
 کہاں کا باپ کر کل بھائی سب کہنے کی باتیں تھیں
 لڑوان کافروں سے جا کے اُٹھو ہاں ابھی جاؤ

یہ سننے ہی روانہ ہو گیا اور میں لڑاؤ تک
قسم رب کی جو اُس دن باپ پر بھی میں نظر کرتا
ہو امیدیں وہ خالی ہو گئے کفار جب حصت
کہا مجھ سے کہ دشمن تو مرا سب سے زیادہ تھا
وہ نازیبا تھا اے شیعہ جو قصہ نفس خود برتتا
منا جو وقت بہ ارشاد سلطان رسالت کا
لکھی ہر عالموں نے اس جگہ یہ بحث طولانی
نبی کا حکم منکر جنگ کے میدان میں جا کر
یہ کام اُن کا نہیں یا اہل ایمان کی نشانی ہے
لکھا ہر اسکی نسبت عالمانِ دین اظہر ہے
قبول اُسکو کیا تو اہل ایمان ہو گئے متباہ
وہ دل سے تابع فرمان سلطان جازی تھے
وہ کیا انسان ہے جو اُس طریق راہیں کماں پر پڑے

کئے جا کر بہت سے قتل وہ کفار پداختر
نہ اُن کے قتل کرنے میں بھی ہرگز ہرگز کرتا
تو اے خیمہ انداز میں اپنے شافع اُمت
مگر دیکھا کہ خلافت جہاں کا کیا ارادہ تھا
جو چاہا رہا کبر نے تری حق میں وہ بہتر تھا
کیا شکر خدا نور اُپر اٹھا کلمہ شہادت کا
کیا تھا کب اُنھوں نے پہلے اقرارِ مسلمان
کئے کفار پہلے قتل پھر کلمہ پڑھا کر
ہر وہ کس قسم میں جو قبل اقرارِ زبانی ہے
دبا پہلی پہل جب حکم جنگ اُن کو پیچھے
مگر بانی بھی تکمیل اُسکی اقرارِ زبانی تک
نیچہ اسکا یہ نکلا کہ وہ بھی مردِ غازی تھے
خدا اُس سے بچائے جو نہ وہیں زباں پر ہو

شہ کو بن کا کہنا تھا یہ اعجاز و کچھو تو
 جسے ہو یہ عداوت ہو جو ایسا دشمن جانی
 ابھی تو تھا عداوت کا ابھی تو دشمن جاں تھا
 لب معجز نما کا آپ کے واللہ کیا کہنا
 جو کہتا ہو کہ باپ اور بھائی کے قاتل و قتل
 جو آئے گھر سے اُنکے دشمنوں کو قتل کرنے کو
 بیاں کس ہونہ سے و صفِ جہنم شاہِ حجازی ہو
 ہی یہ معلوم سب کو اور ہر شخص اس سے واقف ہے
 مسلمان کر کے پہلے اُن کو لڑنے کی ہدایت کی
 یہیں اس باب میں حکم خداوند تعالیٰ تھا
 عرض بھاگے شکستِ فاش کھا کر جب آئیں
 گناہ صابغے اُن کو تو وہ کفار ستر تھے
 مسلمان چار تھے جنکو شہادت کی ملی دلت

کیا دشمن کو اپنے کیسا سرفراز دیکھو تو
 اُسے فرمایاں یوں اخل غلاموں میں باسانی
 ابھی اک اُن ہیں و کچھ تو کیسا زبرد فرمان تھا
 کیا ہے کیسے دشمن کو مسلمان واہ کیا کہنا
 وہ کہتا ہو کہ باپ اور بھائی کی اب کیا حقیقت ہے
 وہ پاتے ہی اشارہ اُن کا چل دی آپ مر نیکیو
 جو کلمہ بھی نہ پڑھا پایا ہو وہ بھی مروغازی ہو
 وہ جو کچھ کہلوادیں وہ بھی کلمے کا مرادف ہے
 کراوی بن کر کوئیل بھی حکمِ شریعت کی
 اچھین معلوم تھا واللہ جو کچھ ہونیوالا تھا
 تو لائیں اُن کے مفتوں کی شاہدین و گواہیں
 ہو کر قتل جو اُس دن وہ ہر کردار ستر تھے
 تعاقب پھر کیا مفرو لوگوں کا ابھی عجلت

گروہ ایکایسا تھا جس نے مقررہ طاس ٹہرایا
مسلمان ہوئی آخر انہیں کفار کے پیچھے
جو کچھ سامان تھا پیش شہرِ حن و بستر لائے
جبرائیل میں یہ ساری غنیمت جمع کی جائے

جدید ہر کو مونہ اٹھا جس کا ادھر وہ بھاگ کر آیا
جگہ یہ وہ تھی جس میں مال و زرب کھ کرائے تھے
وہاں پہنچے تو ان کو قتل کر کر مال و زرب لائے
ہوا حکم نبی کچھ چیز اس میں سے نہ لی جائے

ذکرِ شہداء و خیرِ عظیمہ

رضاعت کے بیاں میں ہو چکا ہی پہلے ذکرِ انکا
حنورِ پاک ہیں وہ بھی گرفتاروں کے ساتھ آئے
مگر میں اک رضاعی خواہر سرورِ عالم ہوں
انہوں نے جو کہا تھا وہ سنایا شاہ والا کو
کہ جس سے میں نہیں پہچان لوں اور جھکویاؤں
تو کی تصدیق ان کی آپسے اور سب یاد آئے
تو وہ بولیں کہ میری والدہ کی ہو گئی رحلت

علیمہ کی عینیں دختِ نیک اختر حضرت شہینا
گرفتاری کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں
کہا ان اہل لشکر سے اگرچہ میری غم ہوں
کیا آگاہ محبوب خداوندِ نوالا کو
کہا سرکار والا نے نشانی کوئی بتلاؤ
بیاں کرنے لگیں اس وقت کے قصے وہ حضرت
چراغ کی ماں کی نیز اورونکی پوچھی ان سے خیریت

یہ سن کر رو اور اپنی ردائے پاک بچھوائی
 کہا ان کی یہاں ٹھہرو تو میں عزت رکھوں گا
 نہ ٹھہرو گی تو تحفے دیکر دوں گا تمہیں حضرت
 وہ بولیں مجھکو گھر بھجوا دے یہ میری مرضی ہے
 مسلمان کر کے اک بردہ دیا اور اک کنیز دی
 وہاں لیکے یہ انعام شاہ محروبر آئیں
 کمانہ اور مالک جیٹے مفرو میں آئے
 وہاں رکھ آئے تھے سامان اپنا اسقدر کافی
 پہنچکر قلعے میں دروازے اُسکے بند کروائے
 خبر یہ پاکے یوں اصحاب گویا ہوئے سرور
 ہوا تیار لشکر اور روانہ ہو گیا دم ہیں
 وہاں پہنچے تو پتھر اور تیر اس قلعے سے برسے
 وہ نقصان انکو پہنچانے لگے حبان طریقوں سے

اور اس فرشتہ مطہر پر ٹھجائی اپنی ماں بجائی
 بہت تعظیم سے رکھو گا اور قوت سے رکھو گا
 تمہاری دلہن منظور ہے مجھکو بہر صورت
 مسلمان بھی مجھے کر لیجے یہ بھی مرا حجت ہے
 وہ جس سے خوش ہوئیں ہر چیز اتنی ہی یہاں آگئی
 کیا نصرت نہیں وہ جوتن ہیں اور اپنی گھڑائیں
 تو سوئے قلعہ طایف گئے حال پریشان سے
 کہ لیں اس میں پناہ اگر تو ہواک سال کو وائی
 کہا اندر نہ آئے اور نہ باہر کی کوئی جائے
 چلو فوراً یہاں سے اور گھیرد قلعے کو جا کر
 نہایت خوش سے ہماری شاہ دد عالم میں
 ہوئے مجروح اکثر لوگ اصحاب ہیمیر سے
 خبر لی انکی اس لشکر نے بھی پھر منجیقوں سے

ہوئی کثرت سے زخمی فوج سلطانِ حجاز کی
 کم و بیش اس طرح چالیس دن گزرے جو لشکر کو
 چلو اس قلعے کی دیوار کے نیچے سے ہٹ آؤ
 اگر ان گزرا یہ حکم پاکِ اصحابِ پیغمبر پر
 تو فرمایا ہاتھ والائے اچھا اور ابھی ٹھہرو
 ہو جب دوسرا دن تو اٹھایا اور بھی نقصان
 کہا وہ کچھے جو رلے ہو ختم رسالت کی
 سنا جب ان سے یہ ٹوکرا لے سب روا لا
 سمجھتے تھے ہو یا رب کا ارادہ میں سمجھتا ہوں
 چلے آئے بعض اُس قلعے سے سرورِ مہشکر
 منگائی سب غنیمت سامنے اپنے پیغمبر نے
 وہ تھا مال اتنا تھی تعداد گنتی سے سوا جسکی
 کہا جو کچھ ہر ساماں سب ہمارا سامنے آئے

شہادت بھی ہوئی بارہ مسلمانانِ غازی کی
 تو فرمایا کہ بس اب چھوڑ دو اس قوم خود سر کو
 ابھی موقع نہیں ہے جنگ کا ان سے ہٹ آؤ
 کہا بے فتح کئے ہم چلیدیں اسکو چھوڑ کر کیونکر
 ہوں راضی میں بھی ایسا ہی اگر منظور ہے تمکو
 تو پھر آئے نہ امت سے وہ پیش سرورِ دنیا
 یہاں موقع ٹھہرنے کا نہیں ہم نے حاققت کی
 کہا تم آج کہتے ہو وہی جو کل ہی تھا مال لا
 سمجھتے یہ نہیں تم سے زیادہ میں سمجھتا ہوں
 جبرائیل کی جانب رخ کیا ہٹکر مہشکر
 حضوری میں وہ لاکر پیش کی اصحابِ بزرگ نے
 وہ تھی اتنی غنیمت تھی نہ حد و انتہا جسکی
 کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی باقی نہ رہ جائے

عقیل بن ابی طالب نے سونے ایک لے لی تھی
 عیاں کرنے لگے پھر لطف شاہِ ذی حشم اپنا
 ضرورت تھی جو مالِ یفِ قلوبِ اہل مکہ کی
 نہ آئیں لنتی ہیں وہ بکریاں موجود جتنی تھیں
 وہیں صفوں کھڑے تھے دیکھتے تھے بار بار انکو
 ادھر تو کرتے تھے تقسیم کا یہ کار واجب بھی
 وہ تھے اُسوقت تک فرما کر اُن کو یہ فرمایا
 وہ بولے ہاں خوش ہوتا ہوں انکو دیکھ کر عجب
 ہوا ارشادِ عالی بے سوال بے طلب تیں
 پڑھا کلمہ انھوں نے اور اگر کر دے منہ پر بولے
 ہیں بالائز یہ باتیں ایک انسانی طبیعت سے
 کرامت ایسی دنیا میں کسی سے ہو نہیں سکتی
 غرض کی اہل مکہ پر سخاوت ایسی حضرت نے

ہو اساماں فراہم جب دیکھا ایسے وہ بھی تھی
 بڑھایا اہل مکہ کی طرف دستِ کرم اپنا
 تو جس نے آپ سے جو چیز مانگی وہ اُسے دیدی
 پہاڑی ایک ساری بھری تھی اُن سے اتنی تھیں
 بہت چھین تھے اتنا نہ تھا صبر و قرار انکو
 ادھر تھا گوشہ چشمِ پیر اُن کی جانب بھی
 یہ گلہ بکریوں کا ہی تھیں شاید پسند آیا
 بڑا مال آپ کے ہاتھ آیا ہلے سرورِ امجد
 یہ جتنی ہیں تمہیں ہیں نے یہ اوصفوان نہ تھیں
 سخی جیسے ہیں حضرت ایسا کوئی اور ہوتا تو
 نہیں ممکن ہیں اوروں مگر ختم رسالت سے
 یہ وہ رحمتِ ہر جو غیر نبی سے ہو نہیں سکتی
 کہ اُن کو کر لیا مرہونِ منت اُن کی رحمت نے

ہوئے محبوب وہ کی پر وہ داری عیوب کی وہ خوش ہو ہو گئے کی ایسی تالیف قلوب کی **دکتر شکایت انصار متعلق داد و دہن و رفتہ القلوب**

گراں گزری یہ بات انصار کو اور یوں لگے کہنے
 کہیں کس سی یہ باتیں اب کہاں ہم جا کے سر میں
 فروں بخشا طلب ہے بھی تو اُن کو اس قدر بخشا
 کیں یاقین اور بھی اس قسم کی آزر وہ ہو ہو کر
 یہ سن کر شاہ والا خیمہ پر نور میں آئے
 بیان اُن کا سنا یا اُن کو اور انصار سے پوچھا
 ہوئے سب چپ تو اٹھ کر چپ۔ احباب سحر نے
 مگر بکو خبر اسکی نہیں یا شاہ دین ایتھک
 ہمارے کچھ جوانوں نے ضرور ایسا کہا ہو گا
 کہا پھر آپ نے کیا اس سے پہلے تم نہ تھے کافر

ہمیں محروم مال و زر رکھا یہ کیا کیا شہ نے
 ابھی تک خون آلود ہیں ہم لوگوں کی تلواریں
 اُنھوں نے کیا کیا تھا جو اُنھیں یہ مال و زر بخشا
 وہ اُن کی گفتگو القصہ پہنچی پیش پیغمبر
 وہاں موجود تھے انصار جتنے سب بولائے
 کہ تم نے یہ کہا ہی یا نہیں ہی اصل اس کی کیا
 کہا بیشک ہی ہو گی یہ بات ای شاہ اکثر نے
 ہمارے کان تک گفتگو پہنچی نہیں ایتھک
 مگر واللہ ہم کو کچھ خبر اس کی نہیں شاہا
 یہی تھی کیا تمہاری پہلے جو یہ حالت حاضر

نہ تھے آپس میں کیا تم اس سے پہلے دشمن بن
 تمہیں کیا اتحاد باہمی پہلے بھی تھا تھا
 ابھی تو یاد ہوگی دشمنی اوس اور خرزج کی
 ابھی دشمن تمہارا ایک ایک اپنا پرایا تھا
 یہ باتیں سن کے جب انصار چپکے ہو گئے سارے
 ہو کیوں خاموش لے انصار تم وہ یہ جواب اسکا
 نکالا تھا تمہیں گھر سے تو ہم بیل کے ٹھہری تھے
 تمہیں لائے بلا کر تم تمہاری ہم نے نصرت کی
 تمہارے واسطے ہم نے لٹایا مال و زر اپنا
 مدد اسوقت ہم نے کی تھی جب سارے تھا کوئی
 کہے ایسے ہی اور الفاظ بھی سرکار والانے
 کہا پھر یوں شہر دیں کہ لے انصار تم سن لو
 ابھی تک ان کے دلیں مال دنیا کی تربت سے

تھی کیا پہلے بھی تم میں دولت دیں سلمان
 یہ بھی آپس میں ہمدردی یہ رشتہ تھا یہ نہ تھا
 لڑائی نہ توں تک باہمی اوس اور خرزج کی
 غرض تم تھے ہمایم تم میں میں جب نہ آیا تھا
 تو پھر ان سے مخاطب ہو کے یوں شہر ہدا بولے
 کہ ہم میں آؤ تھے اسوقت جب بالکل تھی تم تنہا
 کرو وہ یاد کس رنج و الم میں آ کے ٹہرے تھے
 نہونے دی درانکلیف تھو ایسی خدمت کی
 بٹھایا اپنی آنکھوں پر دیار ہنے کو گھر اپنا
 ہمیں اسوقت تھی جب صاحب احسان نہ تھا کوئی
 جنھیں سن کر بہت نام ہو کر وہ اور بہت روئے
 وہ بیرون ہیں اور تم اندرون میں رہا رہو
 تو نابینا قلوب اہل مکہ کی ضرورت ہے

جو تم پر ہی نہیں ہرگز وہ میرا اعتبار ان پر
 بناؤ تو مجھے انصار کیا تم خوش نہیں اس سے
 تو لیجاؤ گے ساتھ اپنے رسول حق تعالیٰ کو
 تمہارے ساتھ بھی ہو مال دنیا کیا یہ اچھا ہے
 یہ سن کر جتنے تھے انصار بولے یک زباں ہو کر
 گوہی سے خدا کی کہتے ہیں ہم یا رسول اللہ
 متاع دنیوی سے اب ذرا الفت نہیں ہم کو
 کہا سرکار دالانے خدا کا مجھ سے وعدہ ہے
 ابھی اسکا توفیق میں یہ لکھوا دوں جو تم چاہو
 بہت روئے وہ یہ کہہ کر شہنشاہِ دو عالم سے
 علاقہ کیا کرینگے ہم بھلا بحرین کا بس کر
 کہا سرکار نے یہ وقت سب کو آنے والا ہے
 جو دنیا سے چلا جائے وہ آنا نہیں پھر کر

کیا ہی اس لئے اموال دنیا کو نشان پر
 یہاں سے ہو کر واپس جب گھروں کو جاؤ گی اپنے
 مگر لیجائیں گے وہ بے حقیقت مال دنیا کو
 معیت میں رسول اللہ کی ہو یا یہ اچھا ہے
 بہت ہی خندہ رو ہو کر بہت ہی شاد ہو کر
 ہیں اس صورت میں بچہ شاد و خرم یا رسول اللہ
 حضوری چاہتے ہیں ل کی حاجت نہیں ہم کو
 قریب ایام میں بحرین فتح کو ملنے والا ہے
 کہ میرے بعد یہ سارا علاقہ بس تمہارا ہو
 نہیں ہم چاہتے سرکار کا سایہ اٹھے ہم سے
 اٹھا جب سر سے ہم لوگوں کے نفل و امن سرور
 جو آیا ہے جہاں میں ایک دن وہ جانے والا ہے
 یہاں سے جا کے میں تم سے ملونگا حوض کوثر پر

نہیں ہوگی ضرورت بعد میرے اس علاقے کی
 مسلمان ہونیکو بعد اس کے آئے مردوزن صد
 کہا سرکار نے تم دیر میں آئے یہ وقت ہے
 مگر کہتا ہوں اُن لوگوں سے جن کے پاس نہیاد
 اُسی دم حکم جاری ہو گیا سب شکری آئیں
 وہ آئے تو کہا یہ لوگ آئے ہیں ہوازن کے
 مسلمان ہو گئے ہیں اپنے سامانوں کے طالب
 میں خوش ہو گا اگر مالِ غنیمت اُنکو دیدو گے
 وہ بولے دست بستہ ہو کے یہ سرکار کا سب سے
 مگر کچھ لوگ تھے اُن میں سے سخت و نادہند ایسے
 اگرچہ اُن کو یہ کہنے کا حق تو تھا مگر بھڑ بھی
 وہ نو مسلم تھے اُن کو مالِ دنیا کی محبت تھی
 کیا ارشاد اگر اس وقت تم سے مال لے لوں گا

یہ صورت ہوتی ہے فکر روزی سے افاتے کی
 گیا تھا جو غنیمت میں وہ اپنا مال بھی مانگا
 کہ میں وہ کرچکا تقسیم جو مالِ غنیمت ہے
 کہ کرویں وہ نہیں واپس تو اُن کے حق میں اچھا ہے
 مع مالِ غنیمت سامنے میرے ابھی آئیں
 غنیمت میں لے ہیں تم نے مالِ مردوزن جن کے
 مسلمان ہو گئے یہ توبیخان کے مطالب ہیں
 دعا مجھ سے خدا سے اجرا اسکے بدلے میں لے گے
 کریں ہم حکم میں کچھ عذر ہو کہ بے منصب ہے
 کہ بولے ہو کہ جو کچھ مل چکا وہ ہم نہیں دینگے
 نبی کا حکم سن کر اس طرح کرنا نہ تھی سختی
 اسی باعث سوخو حضرت نے بات اُن کی روکھی
 تو آئندہ عوض میں ایک کے میں تم کو چھ دوں گا

سنا یہ حکم حضرت کا تو وہ بھی ہو گوراضی
 کہا پھر آپ نے مالک کہاں ہو کیوں نہیں آتا
 سوا اسکے اُسے کچھ اور بھی دوں گا اگر آئے
 مسلمان ہو گئے اور پائے سب اہل و عیال اپنے
 غرض سرکار نے ہر شخص کی ہر چیز دلوادی
 مسلمان ہو کے آتا اور سامان اپنا لے جاتا
 یہ سنا تھا کہ مالک بھی سوئے خیر البتہ آئے
 ہوئے خوش اور اُسی دم بکھو دیئے پنج دلاں اپنے

نعت

سُخاوت کا کمال اُس دن دکھایا اپنے اپنا
 خدا کے فضل سے درجے بڑے حضرت نے پاؤں تھے
 خدا کی بھرتی کیوں بالانہ ہوتا سب نام اُن کا
 ہر مایہ نطق سے ظاہر وہ کوئی خواہش نہ کہتے تھے
 جہاں سطوت میں عاجز بادشاہ ہفت کشور تھا
 خدا کے سامنے عجز شہ ہولاک کو دیکھو
 جہاں کونین کی نعمت در دولت پہ لوٹی ہو
 کسی نے جو سنا بھی تو نہیں تھا دیکھنا کیسا
 وہ نیک اعمال میں بالکل مکمل ہو کے آئے تھے
 مطابق تھا کلام رب سے سرتا سر کلام اُن کا
 کسی حالت میں بھی دنیا کی آسائش نہ کہتے تھے
 وہاں ہاتھ نہ نکالتے بے غریبائے فقر بستر تھا
 چٹائی کے نشان کو اور جسم پاک کو دیکھو
 وہاں فطاری صوم پاک کو اک جو کی روٹی ہو

ہوں جو مزمزم پہ قابض ملک جنگی خوش کو نثر ہو
 چہار کی دو تین ٹپتی ہوں جس ذیجاہ کو در
 فرستے جس کے در پر رہتے ہوں حاضر کمر باندھے
 جسے معراج میں شب کو مقام قرب حاصل ہو
 جو مالک ہو خدائی بھر کا جو دنیا کا آقا ہو
 ہزاروں جس کے ہوں خدام جو عالم کا دانا ہو
 وہ سلطان فخر موجودات جس کی ذات عالی ہو
 وہ حاکم فرش سے تاعرش جس کی بادشاہی ہے
 وہ محسن جس کا احساں ایک لک فرد بشر پر ہے
 وہ معطی جو زمانے کو متاع شادمانی دے
 وہ رہبر فیض بخش عام ہر لطیف اتم جس کا
 وہ قیاس ایسا جس کا فیض ہر سائے زمانے پر
 وہ شاعر شمع قدس حکمی اک عالم پہ حاوی ہے

نہ آب سرد پینے کے لئے اُن کو میسر ہو
 پرانے اور چٹھے کپڑے ہوں سکے جسم اطہر پر
 اُسے جب جھوک لگتی ہو تو پتھر سیٹ پر باندھے
 سحر کے وقت اُس کے دوش پر بار ارا ل ہو
 کئی دن تک برابر اُس نبی کے گھر میں فاقہ ہو
 وہ جا کر اپنا سودا آپ بازاروں سے لانا ہو
 رواں لُسی زبان پاک پر الفقر فخری ہو
 وہ سلطان حکم جاری جس کا مہ تو تابما ہی ہے
 وہ منعم نعمت کو نین حاضر جس کے در پر ہے
 وہ مخرجو جہاں کو اطلاع آسمانی دے
 وہ ہادی مشعل راہ ہر نقش قدم جس کا
 وہ ذی رتبہ جھکا ہوا چرخ جس کے آستانے پر
 وہ واقف جس پہ روشن حال ارضی و سماوی ہے

وہ حامی بکسوں کو فخر ہے جس کی حمایت پر
وہ محمود الخصال جن کے لائق فیض ہیں
فقیروں نے سکھائی جن کے دنیا کو جہان بینی
مدینے کو روانہ ہو گئے ساتھ اپنے لشکر کے

وہ شافع عاصیوں کو ناز ہے جس کی شفا پر
وہ مقبول خباب رب جو محمود الخصال ہیں
وہ سلطان و جہاں شہنشاہ لاثانی
غرض داد و مددش ہے جب فراغت پائی حضرت

غزوہ تبوک

تو ان کے دل میں کٹھنہ کی اُک کا بھر کا
نصارا میں جو تھا اس وقت سب بڑھکے طاقتور
مسلمانوں نے ہکو ڈال رکھا ہے مصیبت میں
ابھیں ہر سمت گھیس میں مدینے پر چڑھائی ہو
کہ ہے حد سے سوا ظلم و ستم کی ان کے افراط
کسی نے ان میں سے یہ حال اہل دیں کو بتلایا
چڑھائی کے لئے تیار فوج اہل دیں ہوئے

سنا جب رومیوں نے حال اسلامی ترقی کا
بہرِ قیل و سبہ تھا ناز جس کو اپنے لشکر پر
یہ بولا جمع کر کر اپنے ہم قوموں کو صحبت میں
مناسب ہے کہ اب اچھی طرح ان سے لڑائی ہو
ضرورت ہے کہ ہو اچھی طرح اب ان کو فہمائش
مدینے کی طرف اک شامیوں کا فافا آیا
سنا یہ حال محبوب الہی نے تو یوں بولے

یہاں حالت یہ تھی اک سال سے برسا نہ تھا پانی
 ہوا نخی گرم گرمی کا تھا اسو تم خشک سالی تھی
 کثافت سے سب اصحاب ہمیر مثل مرد مٹھے
 نخی یا چربی وجہیں تھی کثافت اور بد بو تھی
 ادھر تو خشک ہو کر گئیں تھیں کھیتیاں ساری
 یہ حالت اور اس حالت میں یہ جنگِ عظیم اُن کی
 ہوا حکم نبی اصحاب اپنا مال و زر لائیں
 یہ ارشاد نبی سُن کر گئے سب اپنے اپنے گھر
 کوئی لایا نہ تہائی کوئی چوتھائی کوئی آدھا
 ہوا ایسا رجواس کام میں صدیق اکبر سے
 گزرا کہ وقت کی بھی جس سے ہوتا نہ نہیں چھوڑا
 جو پوچھا سب حضرتؐ کے کیا لائے ہو کیا چھوڑا
 کہا جب حضرتؐ صدیق سے کیا چھوڑ آئے ہو

کنوئیں بھی ہو گئے تھے خشک لک قطرہ نہ تھا پانی
 نہ بازاروں میں رونق تھی نہ مجلسوں میں کالی تھی
 غلہ این ٹھیں کھجوریں خشک یا جو کرم خور وہ تھے
 خوش ہر گھر میں یہ تھی اہل دیں کی اور ہر سو تھی
 ادھر پیسے کو پانی ہاتھ آتا تھا بہ و شواری
 مگر تھا لاج رکھنے کو خداوندِ کریم اُن کی
 سمجھتے ہوں مناسب جس قدر بس اس قدر لائیں
 حضور مصطفیٰؐ میں لائے اپنا اپنا مال و زر
 بقیہ اپنے اہل بیت کے نفقے کو گھر چھوڑا
 نہ ممکن ہو سکا وہ اور اصحاب ہمیر سے
 جو کچھ تھا گھر میں سب لائے اُن کا نہ نہیں چھوڑا
 بتایا سب جولاے تھے اور باقی جو تھا چھوڑا
 خدا کی راہ میں دینے کو کتنا مال لائے ہو

کہا جو کچھ تھا گھر میں سب کا سب سمرا لایا ہوا
 یہ ناما اس گھڑی وہ مفلس و نادار و بیکس ہیں
 ہوئے خوش سرور کونین اُن کا یہ بیان سُن کر
 دیا عثمان نے اُس روز اتنا مال و زر اپنا
 روایت ایک تو یہ ہے کہ سہ صد اونٹ لائے تھے
 روایت دوسری یہ ہے کہ اشنتر لائے تھے دس سو
 لکھا ہے بھی اس بھی زیادہ لائے تھے سامان
 و عا کلی یہ اُن کے حق میں قلب پاک حضرت
 کہا بھی کہ نیک اعمال کی خواہش نہ ہوا
 ہے ذکر عبد جمل بن عوف اس طرح سے آیا
 جو گھر چھوڑ آئے تھے تعدا تھی اتنی نہرا اُن کی
 و عادی اُن کو تم پر لطف حق روز جزا مک ہو
 نقد حقیقت سب لے مفلس بھی تو نگر بھی

میں گھروالوں کو اللہ نبی پر چھوڑ آیا ہوں
 مگر اُن کے لئے اللہ اور اُس کا نبی بس ہیں
 ہے حیرت ہیں سب ایتار کی یہ داستان سُن کر
 خدا کی راہ میں گویا لٹا یا خوب گھر اپنا
 طلائعھا دس سو متقال اُن کے اونٹوں پر جب لے تھے
 اور اُن کے ساتھ ہیں دینار لیکر آئے تھے دس سو
 عرض یہ ہے دیا تھا مال پی نشان کے شاہیاں
 رہیں غماں یار بے سن میں خوف قیامت سے
 یہ چاہے کچھ کریں لیکن کوئی پرسش نہ ہوا
 کہ وہ مرد خدا بھی تھی نہرا اپنے درم لایا
 بہت تعریف کرتے تھے حبیب کردگار اُن کی
 جو لائے وہ مبارک ہو جو چھوڑا وہ مبارک ہو
 نہ رکھے غورتوں کے جسم پر موجود زیور بھی

وَسَقُ لَئِی کُی غَلَّی کَی پَی عَی مَ اکر م
 تھے انصاری میں ایک صاحبِ بوعقل ایسے
 انھوں نے رات بھر پانی بھرا جرت یہ لوگوں کا
 سحر کو حاضر دربار ہو کر اور شرمناک
 بنی نے اُن کے اس صدقے کی بیحد فروغی
 منسخر کرتے تھے کافر جو اس نذرِ محقر کا
 کہ محنت کر کے لانے والوں پر ہستے جو موزوں ہیں
 زمین کا اپنی محصول ایک صاحب نے بجا فرمایا
 تعرض کچھ نہ ہوگا جبکہ بانشاہ ہا اُس سے
 غرض خوش ہو کے شاہِ دین لیکر مال اور زر کو
 ہوا سامان تو پھر ہونے لگی تیاری لشکر
 کیا ہے سنی ہزارا ک شخصِ اوی نے شمار اُن کو
 گناہے مختلف اشخاص نے جو بار بار اُن کو

وَسَقُ لَئِی کُی غَلَّی کَی پَی عَی مَ اکر م
 جو بالکل مفلس و نادار تھے او کچھ نہ رکھتے تھے
 ملی جو انکو مزدوری وہ صرف ایک صاع تھے خرما
 وہی ایک صاع خرما رکھ دیئے پیش نبی لا کر
 یہ اُن کی مذحلہ مال و زر سے اونچی رکھوائی
 ہوا قرآن میں نوراً حکم نازل رب اکبر کا
 ہم اُن پر ہستے ہیں وہ دوزخی ہیں اور ناری ہیں
 کہا جو چاہے اہل دین و ملے ایسے ہر سامان
 میں راضی ہوں نبی راضی ہوں اسی ہوا اُس سے
 عطا فرمایا اپنے مفلسان اہل لشکر کو
 مسلح ہو کے فوج دیں گھر سے آگئی باہر
 بتایا جسے خلاف اس کے کسی نے چل سزا اُن کو
 کوئی اک لاکھ کہتا ہی کوئی شتر ہزار اُن کو

مگر شہزاد ایشہر ہیں ان اصحاب میں سے
 مدینہ میں خلیفہ حضرت مولا علی چھوڑے
 جو عبد اللہ ابن ام مکتوم اک فدائی تھے
 کہا مولا علی نے دست بستہ ہو کے حضرت سے
 کسی غزوے میں میں نے جاں نثاری میں لگی کیا
 کہا سرکار والا نے کہ بیشک یہ مسلم ہے
 کیا تھا جیسے ہاروں کو خلیفہ اپنا موسے نے
 ہوئے مولا علی چپ سُن کے یہ ارشاد آنحضرت
 مقدم سب رکھا حضرت خالد کے لشکر کو
 سپاہ حضرت طلحہ کو سمت مینہ بخشی
 چلا پھر لشکر اسلام جاہ و شان و شوکت سے
 بٹھا تا دبدبہ اپنا عیاں کرتا کمال اپنا
 اٹھا تا فیض کامل خدایت محبوب باری سے

سواروں میں تھے بیس اور دس ہزار ان خالص میں سے
 معیت کیلئے اُن کی دیئے اصحاب بھی تھوڑے
 نماز پنج وقتی کی امامت کی سپرد اُن کے
 کہ میں محروم کیوں رکھا گیا ہوں اس سواد سے
 سوا کی اپنی حجت سے کی جو سعی اور جب کی
 مگر کرتا ہوں میں تکو خلیفہ یہ بھی کیا کم ہے
 یہیں تکو مشرف میں بھی کرتا ہوں خلافت سے
 ہوئی پھر لشکر اسلام کی ترتیب کی صورت
 بلا یا میسرہ پر عبد الرحمن و لاور کو
 عقب میں سارے لشکر کے رہے شانہ نشہ عالی
 ہلاتا چرخ کو تکبیر کے لغروں کی ہمیت سے
 چٹا مادھوم اٹھا تا شور دکھاتا جلال اپنا
 دبا تا نفث چرخ بریں گرد سواروں سے

ہنسا آؤ دھتوں کو عیش و عشرت باہیم سے
 بنا تا کام اپنے ہر بھائی شاہ والا سے
 بھرا تھا جوش دل میں روک لینا ان کو نکل تھا
 اگرچہ دو بھیس اس وقت تک جنگی مقاموں سے
 چلانے کو کسی کے پاس چابک نہ تھا نہ کوڑا تھا
 ابھی سے فتح کچھل ہاتھیں تھے تیغ والوں کے
 بڑھے جلتے تھے بوڑھے حیرت سے صف پہلوانوں میں
 رواں تھے سب کے سب یوں فتح و نصرت کی تمنا
 ادھر اسپر بھروسہ پیش و پس اللہ ہی اللہ تھا
 جو زینت کا ہنجوم اچھا بنے دی تھی رواں کو کر
 رہ اسلام میں چلنے کی خاطر سر کے بل نیچے
 قیامت چال سے رہواروں کی تشریف جاتی تھی
 جو ہوتے مرتبے اس لشکر دیں گے وہ کمتر تھے

رلاتا دشمنوں کو رنج سے اندوہ سے غم سے
 لگاتا نوچال لطف وجود حق تعالیٰ سے
 پیادے تھے ہوا کے گھوڑوں پر یہ شوق منہ ل تھا
 مگر تیغیں ابھی سے ابلی پڑتی تھیں نیاموں سے
 ہول سے بھی مگر تھا دس قدم آگے جو گھوڑا تھا
 بنے تھے گلشن امین نصرت پھول ڈھالوں کے
 چلے جاتے تھے نیچے چہرے لکھوانے جوانوں میں
 چلے دشت جنوں کو جیسے کوئی جوش سودا میں
 ادھر تکبیر کا غل تھا تو بس اللہ ہی اللہ تھا
 زین لشکر دیں رہ گئی تھی آسماں ہو کر
 رجز پڑھتے اکڑتے فوج دیں گے دل کو دل
 پیا ہوتا تھا محشر مردوں میں لائی جاتی تھی
 خدا کا تھا یہ لشکر اور پیغمبر میر لشکر تھے

پیسبر وہ پیسبر جن کی خادم کا مگاری تھی
 وہ جن کی شان ہر انداز میں عالی سے عالی تھی
 غرض اس شان سے بڑھ کر وہ سرور اربوں کے
 خوشی سے بارائے فانی رنج و محن ہو کر
 کوئی کہتا ہوا پھرے تھے یہاں سب جہنم تک
 سنا جب رویوں کے حال اس لشکر کی آمد کا
 ڈرے گھبرائے سہمے کانپ اٹھے مضطرب روئے
 ہر قل حال کو سن کر اٹھا دربار میں آیا
 کہا ان سے سنا کچھ فوج اسلام آئی ہے چڑھ کر
 خبر پہلے منگنا چاہئے سب کہنے لشکر ہیں
 یہ پھر کرنی عثمان کے اک شخص کو بھیجا
 کہا بیچا پنا ان کو کہ ہی کن کن قبایل سے
 غرض نقیض کرنا خوب کل حالات لشکر کے

پیسبر وہ پیسبر فتح جن سے قول ہاری تھی
 وہ پیسبر نبوت ختم جن پر ہو نبوالی تھی
 ہوئے داخل سوا و شام میں سو بھوکے
 تھکا تھا لشکر اسلام ٹھہرا خیمہ زن ہو کر
 کسی نے اس سے کم مدت لگی ہوا میں کر تنگ
 کیا اٹھا زامروں نے اپنے خوف ہی کا
 تھے کم پہلے ہی سے لیکن جو کچھ تھے ہوش کھوئے
 سفیران ممالک کو سرور بار بار بلوایا
 ہوئی ہے آج داخل وہ حدود شام میں بڑھ کر
 کریں معلوم یہ بھی ساتھ کیا ان کے پیسبر ہیں
 کہا اس سے کہ کرو ریافت جا کر سارے احوال کا
 علامات و صفات و صورت و شکل و شمائل
 وہ رکھنا یاد اگر کچھ معجزے دیکھے پیسبر کے

یہ سن کر چلیدیا وہ صبح دم اور شام میں آیا
یہاں کے غوجو کچھ لات سب اچھی طرح دیکھے
بہر قل اسکا بیاں سن کر ہوا کچھ اور بھی غافل
وہ دب سکے نہیں ان سے بگڑنا نامناسب ہے
تردد انہیں کیا ہوا لایاں کیوں نہ ہو جائیں
رعایا اور فوج انکی ہوئی ناراض یہ سن کر
کہا اُس نے نہ ان سے بلکہ خونریزی دینا ہوا
ابھی یہ مشورہ کرتے تھے باہم رومی و شامی
لکھا تھا اوہیں یا تو کفر سے بنیرا ہو جاؤ
لکھا اُس بادشاہِ روم نے فوراً جواب اسکا
جواب اُس لکھا جب کہ جو خط سے ظاہر ہے
کیا پھر مشورہ صحابہ اپنے کہ اب کیا ہو
اٹھے فاروقِ عظیم اور ادب یوں ہوئے گویا

کسی صورت سے آخر لشکر اسلام میں آیا
سمجھ کر ساری باتیں چلیدیا جا کر کہیں ان سے
کہا دربار یوں اپنے میں پہلے تو ہوا افت
حری تو رائے یہ نہ ان سے بگڑنا نامناسب ہے
ہمارا کیا بگڑتا ہے مسلمان کیوں نہ ہو جائیں
کہا اُس کہ ان کی لیت مرنے ہے کہیں بہتر
نہیں اسی اگر اسپر تو پھر میں صلح کرتا ہوں
کہ آیا خسرو دنیا و دین کا نامہ نامی
نہیں ہوتے تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ
کہ میں لاتا ہوں لایاں آپ پر اے سپہ والا
کہا سرکار نے مکار چھوٹا ہے کافر ہے
یہاں واپسی کا قصد ہوا جنگ برپا ہو
مناسب ہی ہو گا جو ہوگی مرضی مولا

مگر پہچھا ہر جب سرکار نے تو عرض کرنا ہوا
اگر اسوقت ٹھہرا دی لڑائی کی تو وقت ہر
خدا کے فضل سے یہ ہو گئی ہے اور آسانی
مسلمان بن کے مکاری سے جا اپنی بچائے
اگر اسوقت ان کو چھوڑ جائیں ہم تو بہتر ہے
کہا سرکار نے مٹیاب تمہاری لٹا سب ہے
دیا پھر واپسی کا حکم سرکار دو عالم نے
گئی تھی فوج جتنی سب وہ واپس اپنے گھر آئی
کیا دفن ان کو محبوب خدا نے ہاتھ سے اپنے
کوئی دیکھے ذرا کس شان کے اصحاب بزرگ تھے

مرے جی میں کچھ اسوقت ہر وہ کہہ گذرنا ہوا
بہت تھوڑی ہیں ہم اور شکر دشمن کی کشتی
کہ ہدایت سے ہماری کافر و عین ہر پریشانی
ہمارے خوف سے گھبراتے ہیں بائیں نائے ہیں
اسی میں فائدہ فی الحال اے محبوب داور ہے
مرے نزدیک بھی اسوقت لڑنا نامناسب ہے
دینے کا کیا کوچ ان کے صحاب کرم نے
وفات اک صاحب ایمان نے تپ کو صدمے سے پائی
وہی باقی یہاں چھوڑے گئے بس ساتھ سے اپنے
خدا بختے جنہیں کیا تابع حکم پیغمبر تھے

صحابہ کرام

سُنئے دیکھے ہیں ایسے صاحب اقبال کہیں تم نے

سُنئے حالات اصحاب نبی اے سامعین تم نے

سُنے پہلے کا زمانے کیسے عالی شان اُن کو تھو
 رہ دین خدا میں کی ہے کسی کسی جان بازی
 نہ دو دور و زواج آب و غلات سے سیر ہو گئے تھے
 سبب حیرت کا اُن کے جو سر زنگ طبعیت تھے
 سخاوت خلق میں مشہور اُن اللہ والوں کی
 بجز اللہ ہم اُس کشتی میں ہیں وہ جس کے گھیرا ہیں
 مقام گفتگو کیا ہو پھر اُس امت کے پائے میں
 لکھا تھا کیا سادات کا شرف اُن کے تقدیر میں
 ستائش اُن کی ہوتی تھی زبان پاک حضرت سے
 عجب بھی اُن کی کیفیت عجب اُن کے سرستے تھے
 کوئی حد ہی نہیں ہر اُن کے اوصاف منظم کی
 نہیں ہیں وہ مگر موجود اُن کا ذکر ہے ہم میں
 دل و جان سب پر اپنے قبراں ایسے ہوتے ہیں

اگر ایمان کی پوچھ تو بس ایمان اُن کر تھے
 وہ کیسے کیسے مومن تھے وہ کیسے کیسے غازی
 وہ چلتے تھے جو رطنے کے لئے زوشیر ہو گئے تھے
 وہ مثل اُمنہ تھے پاک باطن صراطینت تھے
 شجاعت تو اک اذما تھی صفت اُن بالکاموں کی
 نہیں ہیں ویسے تو لیکن پھر اُن کے نام لیوا ہیں
 جس امت کی ہوئی ہو پر ورث ایسے کے سائیں
 کہ حاضر رہتے تھے دن رات دربارِ مجید میں
 خطاب انکو لا کرتے تھے دربارِ رسالت سے
 وہ صورت ہیں تھے انساں اور سیرت میں ستے تھے
 رہا کرتے ہوں جو خدمت میں آقائے دو عالم کی
 ہر اُن کا نام ازہر خستہ اک قصائے عالم میں
 وہ یہ بتلا گئے کہ مسلمان ایسے ہوتے ہیں

نہ کچھیں ہم نوناوانی ہے غفلتِ حماقت
وہ جیسے ہو گئے اب کوئی ایسا مل نہیں سکتا
سین لا ترفعواؤنہ نہ کو بھیں نگر و س
کریں تنہا نہ عمرہ اور کعبے میں پہنچ جائیں
حجرت ہو تو ایسی ہو غلامی ہو تو ایسی ہو
بیانِ خانہ یہ ہر خدا کی اُپنہ رحمت ہو

جو وہ بتلا گئے ہیں سنا نے وہ راہِ جنت ہے
ہر ناممکن کسی کا حال ویسا ہو نہیں سکتا
مقابلِ لاکھ ہوں تو دو نہ منہ موڑیں تیغ و س
کسی صورت سے باتوں میں اہل کفر کی آئیں
ہر جیسی انکی یا رب نیک نامی ہو تو ایسی ہو
ہر کون ایسا جسے اُن کی صفت لکھنی کی طاقت ہو

ذکر حضرت کعب رضی

بہت دلچسپ سنئے کے قابل ہے یہ افسانہ
تو حاضر ہو گئے تھے حبشہ و اصحابِ پیغمبر
ابھین اصحابِ خمسہ سے کعب اہل دیں نکلے
لئے تھے اکبے دو اونٹ اس پہلے ایک لیتے تھے
مطیع حکم پاک سید ابرار بالکل تھے

یہاں موقع ہر قصہ میں لکھوں ابنِ مالک کا
ہو جب کم حضرت کا پئے تیاری شکر
مگر اُن میں پانچ ایسے گھروں جو نہیں نکلے
بہت سامان زیادہ بہر کار نیک لیتے تھے
وہ اس غزوے میں جانیکے لئے تیار بالکل تھے

وہ تھے اک مہین کا مل نہ تھا کچھ پیش پس انکو
 چلا جب لشکر دیں تو کہا گرمی زیادہ ہے
 ہو اجب دوسرا دن تو یہ سوچا آج بھی ٹھہرو
 ذرا مہلت جو دگر می تو میں گھر سو کلجاؤ
 وہ گھر بیٹھے ہی سوچا کئے اس دو مہینے میں
 سنی جیت خبر تو وہ پریشاں ہو کے گھبرائے
 یہ کہتے تھے کہ بگڑی کیسی میری بات کیا ہو
 میں کیونکر جاؤں انکے سامنے اور کیا کہوں کر
 منافق کہتے تھے اُن سے بہانہ کوئی کر دینا
 وہ کہتے تھے جو باتیں ہمیں دی خالق نہا ان سے
 قبول اسکو کرونگا جو سزاویجا نیکی جھکو
 ارادہ کر کے یہ وہ ایک دن مسجد میں آ بیٹھے
 تو دیکھا آپ انکو دیکھ تو تادم بر لیتے ہیں

پریشانی ذرا تھی موسم گرما سے بس انکو
 معافی چاہتا ہوں آج اور کل کا ارادہ ہے
 توقف استقر رہتا نہیں کچھ ایسا ناموزوں
 یہی کہتے رہے وہ آج جاؤں اور کل جاؤں
 کہ لشکر اہل دیں کا آگیا واپس نہینے ہیں
 لاجب کہنی تو گردن جھکالی اور شرمائے
 رسولِ مرسلین کو منہ دکھانے کا سبب کیا ہو
 یہ دل میں سچے تھے اور رو دیتے تھے گھبرا کر
 جو قتل واقعہ ہو کیا ضرور اُس کی خبر دینا
 نہیں ممکن کروں میں غدر بدتر از گناہ اُن سے
 کرونگا عرض اہلی واقعہ اچھا ہے کچھ بھی ہو
 قریب اصحاب کے اک گوشہ مسجد میں جا بیٹھے
 مگر جب بکتے ہیں یہ تو رُخ کو پھیر لیتے ہیں

یہاں بہ ہوشیاری حکم سلطان رسالت کا
 ذرا پروا نہ کجائے اگر وہ غم میں رہتے ہوں
 پچاس ایام اُن کو اسطرح گزرے مصیبت میں
 تو کہتے ہیں وہ میں اک روز گھبرا کر نکل بھاگا
 اخ عم زاو سے اپنے ملاک باغ میں جا کر
 مگر پایا نہ اپنی بات کا کوئی جواب اُن سے
 نہ بولے مجھ سے پھر بھی کچھ وہ اور چپکے رہی بیٹھے
 کہا پھر تیسری بار اُن میں نے بوجہ شام سے
 تو وہ مونہ پھیر کر بولے کہ کوئی اور کیا جانے
 وہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھ پر گریہ ہو گیا طاری
 ہوا واپس وہاں میں تو میں نے یہ خبر پائی
 مجھے دیکھا جو لوگوں نے تو اُس سے بوں کہا بڑا
 کہا میں نے یہ اُس سے کون ہو کیا نام رکھتے ہو

سب اُن سے قطع کرویں سلسلہ ضا سلامت کا
 لنگے محو نہ اُنکو کوئی چلبے کچھ بھی کہتے ہوں
 نہ کوئی پوچھتا تھا بات اُن کی محو وہ وقت
 پر رہتا ہوں گیا جب شہر میں سوجھ بھگا
 سلام اُن کو کیا بھائی سمجھ کر اُن کے پاس کر
 دوبارہ عاجزی سے پھر کیا میں خطاب اُن سے
 یہ حالت دیکھ کر جانے رہی ہوش اور بھی میرے
 نہ تھی امید مجھ کو یہ تمہارے لطف عید سے
 شہ والا تمہارا حال جانیں عدا جانے
 بہت رویا میں کھرا شک انکھوں ہوا جاری
 کہ میری جستجو میں پھر رہا ہی ایک عیسائی
 یہی ہیں کعب جنکو ڈھونڈتے پھرتے تو مگر گھر
 تجسس میرا کیوں ہے مجھ سے تم کیا کام رکھتے ہو

کہا اُس نے کہ میں اک فاصدِ رور ہاں تہا ہی ہوں
 تمہارے نام پر یہ خط پڑھو گے جین تو خوش ہو گے
 لیا وہ خط پڑھا دیکھا تو یہ تحریر تھا اُسیں
 کہ پیغمبر تمہارے ہو گئے ہیں کچھ خفا تم سے
 تم ایسے آدمی ہرگز نہیں جو ایسی حالت ہو
 تمہیں عزت سے رکھو نگاہ سے آرام پاؤ گے
 پڑھا یہ خط تو روٹا اور بولے کیا قیامت ہے
 معاذ اللہ بزدلتی نے اب ایسا کیا ہے
 غلاموں سے رسول اللہ کے ہر دم بہم رکھنا
 خطا جہم سے ہوئی ہے میری غفلت سے حماقت
 یہ کہہ کر خط وہ پھاڑا اور جلا یا آگ میں لا کر
 مے حق میں جو کچھ ہو رہے ذاتی اُن کی اچھی
 معاذ اللہ اُسے چھوڑا اُس جو پیغمبر حق ہے

نہ غصاں کا خط لایا ہوں اُن کا اک سپاہی ہوں
 بہت تکلیف اٹھائی تم نے شاید تب خوش ہو گے
 کہ اے کعب بن مالک میرا پاس ہیں یہ خبریں
 پریشاں ہو کہ ہو تمہے سلوک ناروا تم سے
 چلے آؤ تمہارے پاس تا دفع مصیبت ہو
 ملیگا منصب اور اسکے سوا انعام پاؤ گے
 یہ خط ہے یا مصیبت کوئی بالائے مصیبت ہے
 کہ کافر کفر کی جانب لانے جھکو آیا ہے
 الہی تو مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھنا
 مگر امیدش ہے ترے دربارِ رحمت سے
 کہا فاصد سے کہ دنیا یہ اُس بے عقل سے جا کر
 غیبت تری بے التفاتی اُن کی اچھی ہے
 یہ امید اور جہم سے تو بڑا نادان و احمق ہے

خطاؤں کی سزائوں کو سلوک نہ واسمجھا
 غلط ہے یہ کہ وہ اندوہ فکر بکراں میں تھے
 محبت کا رسول اللہ کی رازانہ کھولا تھا
 یہ سچ ہے خالق کون و مکان عالم تھا دانا تھا
 یہ سمجھا تا تھا لوگوں کو کہ عاشق ایسے ہوتے ہیں
 محبت میں نبی کی کامل و فرد ایسے ہوتے ہیں
 نکلتا ہو نبی پر جن کا دم وہ ایسے ہوتے ہیں
 جنہیں وہ دولت حب شہ ابرار دیتے ہیں
 خوشی میں اُن کے دن بلینِ فرقت گنرتے ہیں
 وہ کر دیتے ہیں ظاہر فرق ہے جو جہنم پر سچ ہیں
 انہیں سے خلعتِ شاہی کو تبتے پست رہتے ہیں
 گرفتارِ مصیبت ہو کے مرجائیں کہ کٹ جائیں
 وہ تھے انسان تو ان سے خطا بھی ہو ہی جاتی تھی

سمجھہ پر تیری ہے افسوس تو سمجھا تو کیا سمجھا
 یہ اُن کی جانچ ہوتی تھی مقامِ انتحاب تھے
 وہ کچھ شک تو نہیں رکھتے ہیں اُلٹا ٹولا تھا
 مگر اوروں کو بھی یہ نیچتہ پن اُن کا دکھانا تھا
 رسول اللہ کے اصحابِ دق ایسے ہوتے ہیں
 کیا جا بھروسہ جہنہ وہ مرد ایسے ہوتے ہیں
 مصیبت جی ہوں ثابت قدم وہ ایسے ہوتے ہیں
 وہ یوں دنیا کے مال و زر پر ٹھوکر مارتے ہیں
 مگر ہر حال میں وہ مہم نبی کا اپنے بھرتے ہیں
 جو مومن ہیں وہ اُسکے تہنیں دنیا کے لالچ میں
 گد اہیں یہ مگر کلی میں اپنی بی بی منبتی ہیں
 مگر ممکن نہیں ہے یہ کہ راہِ حق سے ہٹ جائیں
 مگر جب تے تھے مادم عطا بھی ہو ہی جاتی تھی

غرض قاصد ہوا نصرت تو بچ کر بچ گھر آئے
کہ اُن میں سے بھی کوئی گفتگو اُن سے نہیں کرتا
لگا مامونہ نہیں کوئی الگ سب اُن سے تھے
خفا تھے سرورِ عالم تو ناراض اُن سے دنیا تھی
کہاں سکا ٹھکانا وہ جسے مقہور فرما دیں
وہ کیوں مصنّف نہ جو جس خفا سرکار ہو جائیں
وہ ہو مایوس ام قیدِ رنج و غم میں گھر جائے
جا جس سے نگاہِ سید ابرار ہو جائے
کرے جو عذر اُن کے حکم میں گو نیک نہ ہو
جو محمد لی سمجھ لے اُن کے ارشادِ زبانی کو
مقدم سمجھے حکمِ شہ سے جو اپنی تن آسانی
ہوئی جب اُن کی یہ حالت تو چھت اپنی تباہی
وہاں آرام کرتے تھے نہ کچھ پر سو رہتے تھے

یہاں تو گھڑالوں کے انداز اور ہی پائے
ہر اک ہزارِ مردم اُن کی اُلفت کا نہیں بھرتا
نہیں بولتیں زوجہ سے بھی کچھ وہ کہتے ہیں
ہوا تھا آسمان سخت اور زمین تنگ ان پر گویا
وہ کس کے پاس جائے پھر جسے وہ دور فرما دیں
نہ پوچھے رب بھی اُسکو جسے وہ ہزار ہو جائیں
نظر وہ پھیر لیں جس سے زمانہ اُسے پھر جائے
پھر وہ ٹھوکریں کھاتا خدائی خوار ہو جائے
نہیں ممکن کہ پھر بھی اُسکی قسمت میں نہ دولت ہو
نہیں ممکن نہ تر سے وہ خدا کی مہربانی کو
اٹھائے کیوں نہ آخر میں وہ اندوہ پشیمانی
کنارہ کر لیا دنیا سے اور سب جدا بیٹھے
فراقِ مصطفیٰ اہلِ دین بس روتے رہتے تھے

مہینوں کے ان حالات جہاں کو ہوش آیا
 غایت کر کے خوش کر دی گئی طبع ملول کی
 اسی حالت میں تھے دو اور ضاآن کو بھی بخشنا
 خدا بخشنے جہیں کیا ہو یہاں ان کے مفاخریں
 وہ کہتے ہیں پڑا تھا میں پریشا چھت پر اک شب
 ابھی احباب میں فرمان شاہ انبیا آیا
 روایت یہ بھی ہے صدیق کوہ سلع پر آئے
 خدا نے کر دی اے کعب آج تم تمینوں کی آمرزش
 وہ کہتے ہیں یس کر شکر خالق میں بجا لایا
 کیا جب میں تو دیکھا رنگ یہ اُس خاصہ رب کا
 یہ عادت تھی شہ دیں کی کہ جب سرور ہوتے
 مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اب کیا خوف کیا ڈر ہے
 ہوا ارشاد یہ بھی کعب جب تم ہوئے پیدا

تو آیا وہ بھی دن جب رحمت باری کو خوش آیا
 گنہ بخشنا گیا ان کا ہوئی تو بہ قبول ان کی
 دیا قرآن میں تمینوں کو قبول توبہ کا خردہ
 ہی قرآن میں یہ آیت سورہ توبہ کے آخر میں
 کہ میں ایک بیک اُس رات یہ کہتے مناسب کو
 ہوئی مقبول توبہ کعب کی حکم خدا آیا
 پکارا کعب کو اور اُن سے یہ الفاظ فرمائے
 کرو شکر اس کا فکر و غم سے چھوٹے ہو گئی بخشش
 اُسی دم دوڑتا پیش شہ ہر دوسرا آیا
 رُخ روشن تھا ایسا چاند جیسا چودہویں شب کا
 تو عارض آپ کے مثل ثمر پر نور ہوتے تھے
 تمہاری تمینوں کی توبہ قبول رب اکبر ہے
 مبارک آج کا سادہ کعبی تم پر نہیں آیا

کہا میں نے ٹٹا ہوں رفہ خالق میں گھرا اپنا
 کہا سرکار نے سب خرچ کرنا مناسب ہی
 کہا میں نے کہ آدھا تو کہا یہ بھی زیادہ ہے
 تو فرمایا کہ اچھا اس قدر خیرات کر ڈالو
 جو تھکان پانچ میں کے دو ہوئی تھی انکی یہ صورت
 وہاں ہو کے خوش کعب ابن مالک اپنے گھر آئے
 ہوئے خوش ان کے گھر والے بھی اور اجا بھی سارے

خدا کے نام پر دنیا ہوں سارا مال و ذرا اپنا
 مگر اظہار شکر حق میں کچھ دنیا مناسب ہی
 تو بولا میں نہ دوں کہ نیکیت تو کم یہ ارادہ ہے
 مناسب ہی خدا کا شکر احسانات کر ڈالو
 کہ وہ لشکر میں حسبِ وعدہ پہنچے تھے ہیں حضرت
 ادا کرتے ہوئے شکر خداؤ ادا کر آئے
 شہ کونین بھی اور آپ کے اصحاب بھی سارے

خاتمہ و دعا

لکھی یہ متنوی میں پریشانی کی حالت میں
 مگر شکر خدائے دو جہاں ہو ہی نہیں سکتا
 کہ جبہ سلب ہنسروں سیرت جبر البشر لکھے
 یہ مضمون جبہ فقیر بنو اسے کیا لکھا جاتا

بہت ہی تنگی اوقات میں اور ضیقِ فرصت میں
 ہوا ہی جو کرمِ جبہ پر سیاں ہو ہی نہیں سکتا
 ذلیل و خوار جبہ سایہ بیانِ مقدر لکھے
 یہ ہی تائیدِ غیبی یعنی مجھ کو کچھ نہیں آتا

لکھے چھپیں سوا شکاریہ دھائی ہینے میں
 میں ناظم ہوں منشی ہوں عالم ہوں شاعر ہوں
 لڑکیوں کی طبیعت میں جو ذوقِ لغت جوانی ہے
 اگرچہ عمر بھر مضمونِ لغت شاہ دیں لکھے
 حرامو نہ کہتے تھا اِن قابل کہ انکی مدح کہہ سکتا
 یہ سیرت کا بیاں ہے اور طرزِ شعر گوئی ہے
 یہ پہلے کہہ چکا ہوں میں عالم ہوں شاعر ہوں
 معافی چاہتا ہوں ہو کی بیشی اگر کوئی
 ادا ہو سکتے تھے مجھ سے کہیں حقِ لغت سرور کے
 یہ میرے آتشِ شوقِ درویش کچھ شرا ہے ہیں
 نہ فردوسی طوسی ہوں نہ جامی و نظامی ہوں
 اسے سب جانتے ہیں اور بیشہ ہو ر عالم ہے
 میں اس مضمون سے عہدہ براتو ہونہ سکتا تھا

خدا اُس نے حرمی مجھ سے یہ پڑھوادے میں نے
 مگر مداحِ محبوبِ اہوں اُن کا ذکر ہوں
 اُسی رنگِ طبیعت کی مرے یہ بھی نشانی ہے
 مگر اس طرح سے دو حرف بھی اتنے نہیں لکھے
 مگر ممکن نہ تھا یہ بھی کہ میں خاموش رہ سکتا
 یہ دعویٰ کر نہیں سکتا کہ کوتاہی نہ کوئی ہے
 ہوں نساں سہو و نسیاں بیشہ ہو خالی ہوا صر ہوں
 خطا و سہو سے خالی نہیں ہوتا بشر کوئی
 کئے ہیں چند قطرے پیش میں نے یہ سمندر کے
 نبی کے آسمانِ مدح کے یا چند تارے ہیں
 میں ان انسان معمولی ہوں انکے شخصِ عامی ہوں
 لکھا جو کچھ بھی میری حیثیت اس سے بہت کم ہے
 مگر دولت جو کچھ ہاتھ آئی تھی وہ کہو نہ سکتا تھا

مگر مقبول ہو جائے تو پھر اے عیش کیا کہنا
مگر استا وینائی کا ہی یہ فیض روحانی
کہا جائے جو کچھ بھی انکی نسبت اسے بالائے
شہ مصر مضامین تھے امیر ملک معنی انھے
ہو روشن نام اُن کا اور رہیگار و خوشتر تک

نہ میری کچھ حقیقت ہے نہ ہی یہ کچھ مرا کہنا
میں کیا ہوں اور کیا ہے یہ حری طر زنا خوانی
وہ بیشک خاص ملاح خباب تباہ والا تھے
وہ عالم تھے وہ شاعر تھے وہ کل تھے وہ یکتا تھے
وہ زمانہ ہیں ضیا باری مہر و ماہ و اختر تک

دعا

تری درگاہ میں یہ نیتنوی مقبول ہو جائے
تمنا ہے مرنے میں ہے میں ایک حاضر ہوں
میں علمی ہوں مگر میری شفیع المذنبین سن لیں
کرم ہو اُن کا میرے حال پر اور تیری رحمت ہو
ہو میری پردہ پوشی روزگیر و دار یا اللہ
جرائم سے ندامت لگتا ہوں پستیال ہوں

اسے دیکھے جو یارب اسمیں وہ مشغول ہو جائے
دیار بادشاہ دین و دنیا کا مسافر ہوں
دور پر نور پر جا کر طرہوں اور شاہ دین سن لیں
صلیہ اسکا مجھے دربار سے اُن کے عنایت ہو
تو غفار یا اللہ تو ہے ستار یا اللہ
کئے برائے یا اللہ میں نالاں ہوں گریاں ہوں

ترے دربار میں اپنی خطائیں لیکر آیا ہوں
 وہاں ہوں میں جہاں خدام ہوں صحابِ بزرگ کے
 ہے یہ بھی انجامیری ترے دربار برتر ہیں
 ترے انعام سے بیدار میری خفہ نہ ہمت ہو
 جو اسکا دشمن بدخواہ ہو مومنہ اسکا کالا ہو
 ہمیں سے معرفت پھر اپنی پھر اہلِ تقویٰ کر دے
 نہ رہ جاؤ ہاں سعیِ ندامت راہیگا ہو کر
 مراد اپنی نہ ہو ایسی کوئی جو بر نہ آئی ہو
 رہے دلشاد و خورم اُن کی آلِ اولادِ محشر تک
 الہی فیضیاب اُس سے رہِ خلقِ خدا ساری
 ملے حصہ مجھے اُس سے بھی میری یہ بھی حسرت ہے
 جو ہیں سخطی بے ہمتا جو ہیں فیاض لاشافی
 جو مٹی دیں ہیں اور جو وجہ اچھائے شریعت ہیں

بائید قبولیت دعائیں لیکر آیا ہوں
 ہو میرا حشر یارب ساتھ یارانِ ہمیر کے
 اٹھوں دنیا سے یارب اُلفتِ آلِ ہمیر میں
 ترا اکرام میرا تکیہ گاہِ خوابِ غفلت ہو
 جہاں میں حشر تک دینِ نبی کا بول بالا ہو
 الہی ہم ہیں پھر موجود شانِ تابعین کر دے
 اڑیں فردیں گناہوں کی ہمارے دھجیاں ہو کر
 دعاؤں کو نہ و زناک تیری عذر نارسائی ہو
 رہے گھر پیر و مرشد کامرے آبادِ محشر تک
 قیامت تک ہی آلِ رسولی سلسلہ جاری
 ترے محبوب کا لبہِ ادا میں جو خوانِ لغت ہے
 خوابِ غوثِ اعظم قطبِ عالم شاہِ جیلانی
 ہمارے پاس دینی و دنیوی خنکی بادِ دولت ہیں

اٹھیں کیواسطے سے اے خدا اسکی دعا سُن لے
 شہید کر بلا کے صدقہ خون شہادت ہیں
 الہی سبط اکبر کے مقام قبر کا صدقہ
 پس مرون رہیں آرام سے راحت میسر ہو
 طلب اعمال اپنے جب سر نیزاں محشر ہو
 الہی پریش روز جزا کا دل سے غم کھلے
 نہ آنے پائیں میری پاس نک سواں شیطانی
 مری اک عرض یہ بھی قبول درگاہ عالی
 متاع دنیوی بس و زور آرام و راحت ہے
 میں عامی ہوں نیاطی ہوں میں مجرم ہوں میں ملزم ہوں
 اٹھیں کا واسطہ دیتا ہوں کر تجھ پر کرم یارب
 بڑا معطلی بچ کر تجھ کو مانگی ہے دعائیں نے
 کرم تیرا جو بید بے نہایت تیری رحمت ہو

فقیر بینوائے قادری کی التجا سُن لے
 ہمیں رکھنا الہی سرخرو روز قیامت میں
 الہی حضرت زین العبا کے صبر کا صدقہ
 ہمیں مقرر ہمارا صورت آغوش مادر ہو
 توپلے پر ابو بکر و عمر عثمان و جبریل ہوں
 زبان سے نام نامی شاہ دیں کامرتے دم کھلے
 کرم سے اپنے کرنا نزع کی سختی میں آسانی
 رہے فکر معاش و نبوی سے فارغ البالی
 سوا تیرے نہ مانگوں اور سے یہ استقامت ہے
 مگر ملاح خدا مٹھنشاہ دو عالم ہوں
 نہ ہٹنے پائیں راہ شرع کی میرے قدم یارب
 بھروسے پر تیری بخشش کے کی ہر التجا میں نے
 تیری بخشش کے اُنکے میری حاجت کوئی حاجت ہے

طلب ہی یہ تو مجھ کو تو دیا ہے بے طلب تو نے
 ترے در سے کوئی خالی پھرا ہو نہیں دیکھا
 مرے بھائی بہن کی والدہ والدہ کی بخشش ہو
 اُچھین آزاد کر دے دِ اُم غم سے اُم مرے اور
 لکھائی ہی جنہوں نے سنوئی یہ مجھ سے کر کر کہ
 اُچھین دے دین کی نعمت اُچھین دنیا کی دولت کے
 الٰہی خاتمہ ایمان پر ہو یہ مسلمان کا
 بس انجاموش ہواے عقیقت قصہ طول ہوتا
 درود مصطفیٰ پر کیجئے ختم کلام اپنا

رو اکھیں حاجتیں ساری نبیائے کام سب نے
 ترا طالب کبھی غم میں گہرا ہو یہ نہیں دیکھا
 دعا یہ ہی کہ اُن کے حال پر تیری نوازش ہو
 ہوئے ہیں جو مر اجاب خوش یسنوی سُن کر
 رہیں خوش دوست میرے مولوی مفتی کرم احمد
 مکرّم کر اُچھین دونوں جہاں کی اُنکو عزت سے
 تجھے بیٹا سطر دنیا ہوں شاہین و انس کا
 کلام حق سرورِ راہی مقبول ہوتا ہے
 خزانہ ہائے درکار ہی حسن ختام اپنا

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى أَحْسَنِ وَاٰلِهٖ قَدْ رَحِمْتَهُ

وَجَمَالِهِ